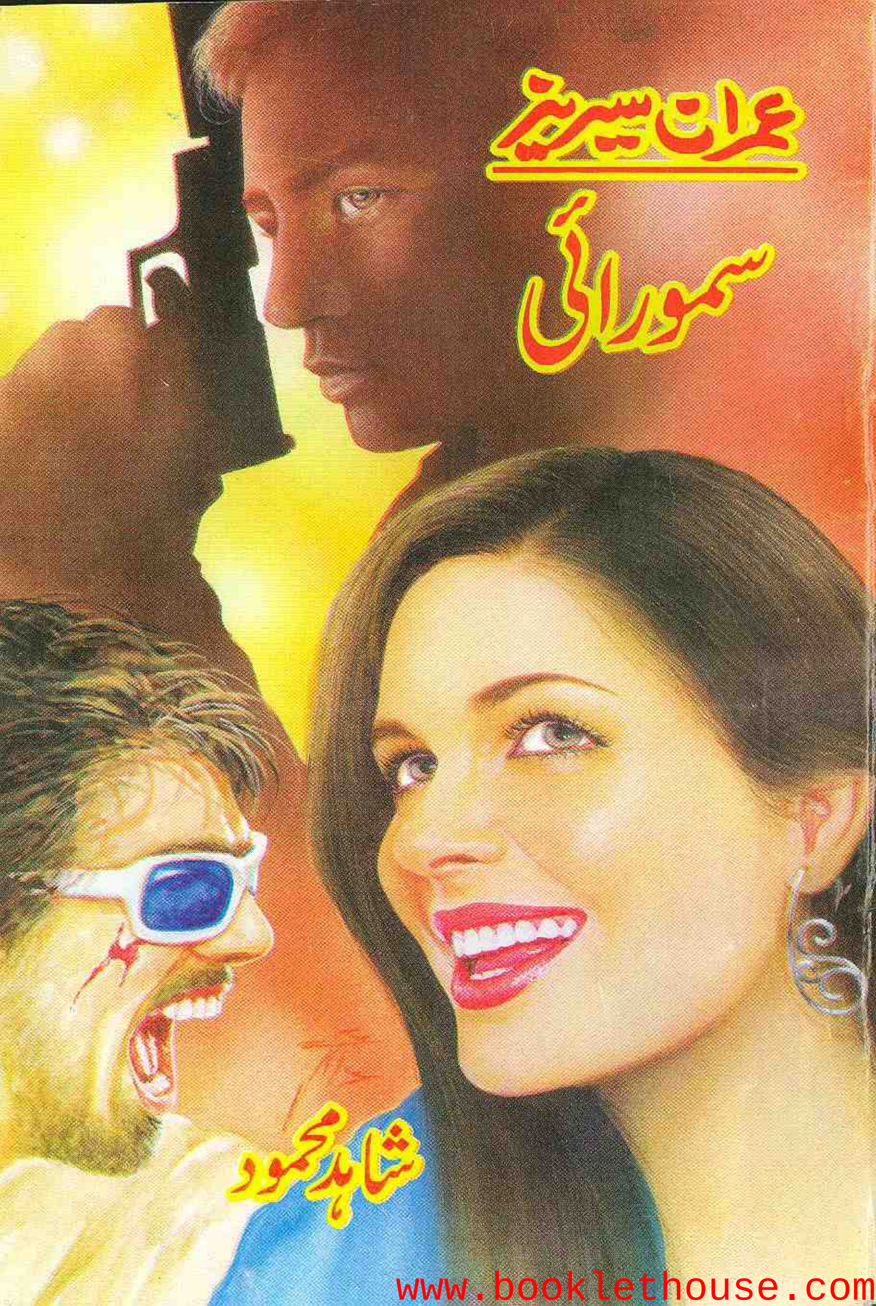

www.booklethouse.com

عمران سیریز

سموراۓ

مکمل ناول

شاہد محمود

یوسف برادرز
الحمد مارکیٹ
اردو بازار لاہور
Mob: 0300-9401919

ندیم
canned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سرِ راہ

محترم قارئین۔ سلام مسنون! جناب شاہد محمود صاحب کا نیا ناول سمورائی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول کیسا ہے؟ کیا آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا اور آپ کو پسند آئے گا۔اس کا فیصلہ تو آپ کے آنے والے خطوط بتائیں گے۔

میں صرف اتنا کہوں گا کہ جناب شاہد محمود صاحب نے اپنے پہلے ہی ناول میں جاسوسی کے اسرار ورموز اس انداز میں سموئے کہ اسے ایک بار شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر چین نہیں آتا۔

کسی بھی مصنف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس کی تحریر قارئین سے مقبولیت کی سند حاصل کرے اور جناب شاہد محمود صاحب بلاشبہ اس میں مہارت کا درجہ رکھتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے لئے تازہ ہوا کا جھونکا ثابت ہوگا۔ انتہائی منفرد انداز کا یہ ناول جاسوسی ادب میں نئے باب کا اضافہ کرے گا۔

چونکہ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ ہر ناول کا پیش لفظ اس کا مصنف لکھتا ہے تو یہ پیش لفظ جناب شاہد محمود صاحب کیوں نہیں لکھ رہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ طویل عرصے سے بے شمار قارئین

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

اپنے خطوط اور فون کالز کے ذریعے اس بات کا شکوہ کرتے آئے ہیں کہ مصنف پیش لفظ میں اپنی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دیتے ہیں اور صرف وہی خطوط شائع کیے جاتے ہیں جن میں ان کی تعریف کی گئی ہو اور تنقید برداشت نہیں کرتے اس لیے تنقیدی خطوط شائع نہیں کیے جاتے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے لیکن قارئین کی دلجوئی کے لیے اسے شائع کیا ہے۔ بعض قارئین کے تنقیدی خطوط ملاحظہ فرمائیں۔

ایک صاحب لکھتے تھے۔ ''میں کافی عرصہ سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں آپ کا ہر نیا ناول واقعی شاہکار ہوتا ہے لیکن آپ کی تصویر بہت پرانی ہو چکی ہے۔ کیا آپ کے پاس نئی تصویر نہیں ہے۔؟ آئندہ ماہ نئی تصویر شائع کریں۔''

اگلے ماہ پھر ان کا خط آ گیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''جناب کیا آپ سے تنقید برداشت نہیں ہوتی۔ پچھلے ماہ آپ سے کہا تھا کہ آپ کی تصویر کافی پرانی ہے اسے تبدیل کر دیں اور تازہ ترین تصویر شائع کریں۔ لیکن آپ نے پھر پرانی تصویر شائع کی ہے۔ آئندہ ایسا نہ کریں۔ بہت ہو چکا۔ بہر حال آپ کا ناول شاندار تھا۔''

تیسرے ماہ پھر ان کا خط آ گیا۔ تنقید ملاحظہ فرمائیں۔

''خدا کے بندے آپ کون سی زبان سمجھتے ہیں۔ کیا آپ ہم سے جھگڑا چاہتے ہیں۔ ہزار بار بولا ہے اپنی نئی تصویر شائع کریں۔ لیکن آپ کے کان پر تو جوں بھی نہیں رینگتی۔ ہر ماہ وہی پرانی تصویر شائع کر دیتے ہیں۔ آئندہ ماہ نئی تصویر ہونی چاہیے۔ آپ کے ناولوں کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے۔ آپ ایسا کریں ہر ماہ ایک کی بجائے دو ناول لکھا کریں۔''

چوتھے ماہ کا خط ملاحظہ فرمائیں۔ یہ بھی تنقیدی خط ہے۔

''اس ماہ کا نیا ناول بکسٹال سے خریدا۔ چہرہ خوشی سے کھل اٹھا لیکن جونہی ناول کو پلٹ کر آپ کی تصویر دیکھی تو منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ساری خوشی آپ نے غارت کر دی۔ وہی پرانی تصویر شائع کر دی۔ کیا آپ کا کوئی پیرو مرشد ہے۔ اگر ہے تو آپ کو اس کا واسطہ اپنی نئی تصویر شائع کریں۔ مجھے امید ہے جیسا کہ آپ نے میرے سابقہ تنقیدی خطوط شائع نہیں کیے یہ خط بھی آپ سے برداشت نہیں ہوگا اور آپ اسے شائع نہیں کریں گے۔''

ایک اور صاحب کا تنقیدی خط ملاحظہ فرمائیں۔

''محترم جناب۔ نجانے آپ کی تحریر میں کیا جادو ہے۔ جب تک آپ کے ناول نہ پڑھ لیں چین ہی نہیں آتا۔ آپ کے سابقہ ناول بار بار پڑھ چکا ہوں۔ ہر بار نیا لطف ملتا ہے اور بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا آپ جادوگر ہیں۔ اللہ خیر کرے۔ ویسے آپس کی بات ہے کیا آپ واقعی جادوگر ہیں۔

ایک اور صاحب کا خط ملاحظہ فرمائیں۔

''میں عرصہ بیس سالوں سے آپ کے ناول پڑھتا آ رہا ہوں۔ اب میں نے خود بھی لکھنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن جب میں اپنا لکھا ہوا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

پڑھتا ہوں تو وہ مجھے عجیب سا لگتا ہے اور میں اسے پھاڑ دیتا ہوں۔ آپ کیسے لکھتے ہیں؟ کیا آپ مجھے اپنا شاگرد بنالیں گے۔ میں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کا صحیح جانشین ثابت ہوں گا۔بس آپ مجھے اپنی شاگردی میں لے لیں اور مجھے اس طرح ٹرینڈ کریں جیسے عمران نے ٹائیگر کو ٹرینڈ کیا ہے۔ پھر آپ یقیناً مجھ پر فخر کریں گے۔"

یہ تھے چند تنقیدی خطوط جن کے کچھ حصے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ بہرحال آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ ہم نے باہمی مشاورت سے یہ طے کیا کہ پیش لفظ مصنف کی بجائے ادارہ کی جانب سے لکھا جائے گا اور اس میں ہر قسم کے خطوط شائع کیے جائیں گے۔ آپ کے خطوط ہی مصنف کا اصل سرمایہ ہوتے ہیں اور یہ مصنف کو اپنی تحریر بہتر بنانے میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ آپ ضرور تنقید کریں۔ ہم آپ کا ہر تنقیدی خط شائع کریں گے۔ لیکن ایسے تنقیدی خطوط نہ ہوں جیسے اوپر شائع کیے ہیں۔

اب چند باتیں یوسف برادرز کے بارے میں۔

یوسف برادرز نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دوبارہ اپنی اشاعت کا آغاز لاہور سے کر دیا ہے۔یوسف برادرز کے تحت جو کتب ملتان سے چھپوا کر ملتان سے آپ کو بھجوائی جا رہی ہیں۔ ان سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ ان کے سرورق جعلی چھاپے گئے ہیں اور ان کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ جناب مظہر کلیم ایم اے کا ناول مثالی دنیا۔ یہ ناول آپ کو ملتان سے 100 روپے قیمت میں ملتا ہے جبکہ یہی ناول آپ کو یوسف برادرز لاہور سے 65 روپے میں دستیاب ہے۔ قیمت کا آپ خود اندازہ کر لیں۔اس طرح کی بہت سی کتب ہیں اور یہی فرق آپ کو یوسف برادرز کی نئی کتب میں بھی نظر آئے گا۔مہنگائی سے انکار نہیں۔ مگر یہ کیسی مہنگائی ہے کہ 65 روپے والا ناول 100 روپے میں کر دیا جائے اور 100 روپے والا ناول 200 روپے میں کر دیا جائے۔ یہ مہنگائی نہیں بلکہ مہنگائی کے نام پر لوٹ مار ہے اور ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کر دیں۔آپ اپنے قریبی بکسٹال سے یوسف برادرز لاہور کی فہرست کتب طلب فرمائیں اور اعلیٰ معیار کی سستی ترین کتب حاصل کریں۔

لاہور سے دوبارہ اشاعت پر بے شمار دوستوں نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ مبارکباد اور دعائیں دی ہیں۔ اس بے پایاں محبت پر ان سب دوستوں کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں کہ اسی کی توفیق سے یہ سب ممکن ہوا۔

یہاں میں چند دوستوں کے نام دینا چاہتا ہوں جنہوں نے نہ صرف اپنے تعاون کا یقین دلایا بلکہ آگے بڑھ کر تعاون کیا۔ ان میں شمع نیوز ایجنسی فیصل آباد کے جناب حمید صاحب، گلستان نیوز ایجنسی کراچی کے جناب محمد ارشد صاحب۔ اشرف بک ایجنسی راولپنڈی کے جناب محمد فیاض صاحب جو نہ صرف نام کے بلکہ دل کے بھی فیاض ہیں، فقیر بک ایجنسی پشاور کے جناب محمد عارف صاحب، طارق بک ڈپو سیالکوٹ

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کے جناب محمد طارق صاحب ،رائل بک سنٹر گجرات کے جناب مبشر صاحب اور اپنے ہر دلعزیز دوست جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ،سلطان نیوز ایجنسی لاہور کے جناب سلطان محمد صاحب اور اٹک کے اس بے لوث دوست جناب محترم محمد یوسف خان صاحب کا ذکر نہ کروں تو بہت زیادتی ہوگی جو اٹک شہر سے اپنی گاڑی سے لاہور آئے ۔صرف مبارک باد دینے کے لئے اور مٹھائی ہمراہ لائے ۔بھرپور جپھی ڈال کر بولے ”آج یوسف کو یوسف مبارکباد دینے بہت دور سے آیا ہے۔“

اس بے مثال محبت پر جناب محمد یوسف خان صاحب کا ایک بار پھر شکریہ۔

اگلے ماہ تک کے لئے اجازت دیں۔ اور ہاں اس ناول سمورائی کے بارے میں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ آپ کے خطوط کا انتظار رہے گا۔

والسلام

یوسف قریشی

ندیم

ڈائمنڈ ایئر لائن کی فلائٹ نمبر ڈبل فائیو اس وقت فضا میں محو پرواز تھی۔ فلائٹ کے چیف پائلٹ کیپٹن گلمین کو کافی کی طلب محسوس ہوئی تو اس نے کال بیل بجا کر ایئر ہوسٹس لارا کو کاک پٹ میں بلوایا اور ہاٹ کافی کی فرمائش کی۔ ایئر ہوسٹس لارا اطمینان سے کاک پٹ کے ساتھ بنے کچن کیبن میں کافی تیار کر رہی تھی کہ اچانک ایک لمبا تڑنگا کسرتی جسم کا نوجوان مسافر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس کا نام یوچیا تھا۔ وہ ایک تنومند شخص تھا اور اس کے چہرے پر گھنی مونچھیں تھیں۔ اس کے سر کے بال کریو کٹ تھے اور اس نے رائل بلیو کلر کی جینز اور بلیک جیکٹ پہن رکھی تھی۔ وہ صورت شکل سے مشتبہ اور کسی حد تک کریہہ دکھائی دیتا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے ایئر ہوسٹس لارا کی طرف آیا۔

ایئر ہوسٹس لارا کیبن کے دروازے کے قریب کھڑی پیالی میں کافی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

انڈیل رہی تھی۔ بوچا نے اس کے قریب آ کر کچھ الفاظ بڑبڑائے اور اس کے بعد اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا قوی ہیکل بازو ایئر ہوسٹس لارا کی گردن میں حمائل کر دیا اور اسے کھینچ کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگا لی۔ ایئر ہوسٹس کے ہاتھ سے کافی کی پیالی چھوٹ کر فرش پر گر گئی اور اس کے منہ سے ایک درد میں ڈوبی سسکاری سی نکلی۔ بوچا نے ایئر ہوسٹس کو کسی نازک گڑیا کی طرح اٹھایا اور درمیانی پردہ ہٹا کر اس کا رخ مسافروں کی طرف کر دیا اور اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکال کر ایئر ہوسٹس لارا کی کنپٹی سے لگا دیا۔ نازک اندام ایئر ہوسٹس کا خوبصورت چہرہ لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا تھا اور پورے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی تھی۔

”الرٹ یو آل گائیز۔ کوئی شخص اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ غور سے سن لو کہ ہم نے یہ طیارہ اغوا کر لیا ہے۔ اگر کسی شخص نے اس موقع پر ہیرو بننے کی ناکام کوشش کی تو وہ لازماً اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔“ ــــــ بوچا کسی درندے کی طرح غرایا۔

اسی دوران مسافروں کی سیٹوں کی درمیانی جگہ سے ایک اور شخص بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بھی بوچا کی طرح دراز قامت، تنومند اور مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور چمک رہا تھا جس کا رخ اس نے طیارے کے مسافروں کی طرف کیا اور اپنی تیز عقابی نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے بوچا کے دھمکی آمیز کلمات دہرائے اور اعلان کیا کہ وہ بوچا کا ساتھی ہے اور اس کا نام فاشا ہے۔

عین اسی وقت طیارے کے پچھلے حصے میں ایک تیسرا مسافر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی انہی جیسے جسمانی خدوخال کا مالک تھا۔ صرف شکل صورت کا فرق تھا۔ اس کا نام ٹنڈن تھا اور وہ ان کا تیسرا ساتھی تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور دبا ہوا تھا جسے اس نے پھرتی سے طیارے کے عقبی حصے میں ڈیوٹی پر موجود دوسری ایئر ہوسٹس مس میلون کی پسلیوں سے لگا دیا تھا اور وہ بے چاری اس ناگہانی افتاد پر خزاں رسیدہ پتے کی مانند کانپنے لگی۔

”سنئے ڈیئر پینجرز۔ یہ ویک اینڈ نائٹ اسپیشل شو ہے۔ گھبرانے کے بجائے اسے انجوائے کریں۔“ ــــــ ٹنڈن نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔ بولتے وقت اس کے پیلے دانت نمایاں ہو گئے تھے۔ بظاہر اس کا لہجہ مزاحیہ تھا لیکن اس میں خوف و دہشت نمایاں تھی۔ طیارے کے اندر موجود چالیس مسافر سہم کر رہ گئے اور اس ناگہانی افتاد پر ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ مسافروں میں ایک شخص ڈاکٹر جیکسن موجود تھا۔ اس نے ہائی جیکروں کی جانب دیکھا تو اسے جھرجھری سی آ گئی۔ ہائی جیکر تماشا نہیں کر رہے تھے۔ وہ سب ایک حقیقت تھی اور ڈاکٹر جیکسن کو فوراً احساس ہو گیا کہ جیسے تین خونی بھیڑیئے اچانک طیارے کے اندر گھس آئے ہوں اور اب ان کی زندگیوں کا دارومدار ان خونی بھیڑیوں کے رحم و کرم پر تھا۔

ان میں سے ایک مسافر ہیرن تھا۔ ہیرن ایک پختہ کار بینکار تھا اور اپنی دس سالہ بیٹی کے ساتھ اس طیارے میں سفر کر رہا تھا۔ وہ معصوم

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

بچی اس غیر معمولی واقعہ پر بے ساختہ رونے لگی۔ ٹنڈن نے طیارے کے عقبی حصے سے ہیرسن کو وارننگ دی کہ وہ بچی کو چپ کرائے ورنہ دونوں کو شوٹ کر دیا جائے گا۔ ہیرسن نے بوکھلا کر فوراً بچی کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اسے پیار کرنے لگا۔

پچاسی برس کا ایک بوڑھا شخص ولیم بلڈ کینسر کا مریض تھا اور تبدیلی خون کے لئے جا رہا تھا۔ جہاز کے ہائی جیک ہو جانے اور اپنے سروں پر تین ریوالوروں کو دیکھ کر وہ اس قدر دہشت زدہ ہوا کہ اسے غشی کا دورہ پڑ گیا۔ اس کا تنفس بھی تیز ہو گیا تھا۔ وہ اپنی سیٹ پر ہی لڑھک گیا تھا۔

چار بجے شام طیارے کے چیف پائلٹ کیپٹن گلین اور معاون پائلٹ گراہم نے کنگ لینڈ کے دارالحکومت لاڈان کے بین الاقوامی ائیر پورٹ سے ٹیک آف کیا تھا۔ اور اس فلائٹ کو ایکریمیا کے شنگا تو انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر ٹھیک دو گھنٹے بیس منٹ بعد لینڈ کر جانا تھا۔ لیکن پرواز کے صرف تیس منٹ بعد ہی طیارے کو ہائی جیک کر لیا گیا۔

طیارے کے چیف پائلٹ کیپٹن گلین کو فوری طور پر جہاز کے اغوا ہو جانے کی خبر نہ ہو سکی۔ اس نے کاک پٹ کے دروازے کے لاک میں چابی گھومنے کی آواز سنی۔ اس نے گھوم کر دیکھا اور اس امید پر ہاتھ دروازے کی طرف بڑھایا کہ ائیر ہوسٹس لارا اس کے لیے کافی لائی ہو گی۔ مگر دوسرے لمحے وہ بھونچکا رہ گیا۔ ائیر ہوسٹس لارا ایک ریوالور بردار شخص کے بازو کی سخت گرفت میں تھی اور اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔

"کیپٹن۔ ان لوگوں نے طیارہ اغوا کر لیا ہے۔ ان کی تعداد تین ہے۔" ـــــ اس نے خوف و دہشت سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ کیپٹن گلین اور معاون پائلٹ اب پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ مس لارا کا چہرہ خوف سے زرد تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے جسم کا تمام خون خشک ہو چکا ہے۔ کیپٹن گلین نے اپنی ٹریننگ کے مطابق اپنے اعصاب کو فوراً کنٹرول کیا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے مس لارا۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" ـــــ اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ پھر وہ ریوالور بردار شخص کی طرف متوجہ ہوا۔

"براہ کرم اسے چھوڑ دو۔ تم جو بھی ہدایات دو گے ہم اس پر عمل کریں گے۔" ـــــ کیپٹن گلین نے تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"بوچا۔ میرا نام بوچا ہے۔" ـــــ بوچا نے کرخت لہجے میں کہا۔ پھر اس نے کیپٹن کی بات سن کر چند لمحے کچھ سوچا اور پھر ائیر ہوسٹس لارا کو اپنے آہنی بازو کی گرفت سے آزاد کر دیا۔ وہ فوراً کاک پٹ سے نکل کر باہر چلی گئی۔ وہاں مسافروں کے کیبن میں ٹنڈن اور فاشا اپنی اپنی پوزیشنوں پر مسلح حالت میں مستعد تھے۔ تمام مسافر مکمل طور پر دہشت زدہ ہو چکے تھے۔ کاک پٹ کے اندر بوچا نے اپنا ریوالور لہرا کر اس کا رخ چیف پائلٹ کیپٹن گلین کی طرف کر دیا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

''کیپٹن۔ میرا حکم ہے کہ طیارے کو ایکریمیا کے شنگا تو ایئرپورٹ کے بجائے میلاتی ایئرپورٹ پر لے جاؤ۔ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل سے انکار کیا تو ہم طیارے میں سوار تمام مسافروں کو ہلاک کر دیں گے۔'' ــــــ بوچا نے درشت لہجے میں کیپٹن گلین کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔ میلانی ایئرپورٹ، شنگا تو ایئرپورٹ سے کم و بیش دو ہزار کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور ہمارے پاس اتنا فیول نہیں ہے کہ ہم میلانی ایئرپورٹ تک پہنچ سکیں۔'' ــــــ کیپٹن گلین نے معذرت کے انداز میں جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر پہلے کسی نزدیکی ایئرپورٹ پر لینڈ کر کے مزید فیول لو۔ مگر طیارے کو شنگا تو ایئرپورٹ پر ہرگز نہیں اتارنا۔'' ــــــ بوچا نے تلخ لہجے میں کہا تو کیپٹن گلین خاموشی سے اثبات میں سر ہلانے لگا۔

''اور ہاں۔ کیپٹن۔ تم ایوی ایشن کو ہماری طرف سے یہ ہدایت بھی کر دو کہ فیول ٹرک کے سوا کوئی دوسری گاڑی طیارے کے نزدیک نہیں آئے گی۔ ٹرک ڈرائیور بھی صرف انڈرویئر پہنے ہوئے ہوگا۔ انڈرسٹینڈ یو۔'' ــــــ بوچا نے سرد لہجے میں کہا اور کیپٹن گلین نے پھر سر ہلا دیا۔ اس نے کنٹرول ٹاور پر ایک قریبی شہر پیٹر ٹاؤن کے مقامی ایئرپورٹ کو اپنا طیارہ ہائی جیک ہونے کی اطلاع دی اور فیول کے لیے درخواست کی۔ ساتھ ہی بوچا کی ہدایات بھی دہرا دیں۔ اس کے بعد اس نے طیارے کا رخ پیٹر ٹاؤن ایئرپورٹ کی طرف موڑ دیا اور پھر طیارے کو لینڈ کرنے کی اجازت مل گئی۔

جونہی وہ پیٹر ٹاؤن کے مقامی ایئرپورٹ پر اترے تو بوچا نے ایک ہینڈ گرنیڈ اپنی جیکٹ کی جیب سے نکالا اور اس کی سیفٹی پن کھینچ کر اسے کیپٹن گلین کی سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ وہ بوچا کی اس حرکت پر تڑپتا کر رہ گیا۔

''فکر نہ کرو کیپٹن۔ یہ صرف اسی صورت میں پھٹے گا جب تم میری ہدایات پر عمل نہیں کرو گے۔ اور یہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے پھٹتے ہی کیا ہوگا۔'' ــــــ بوچا نے دھمکتی ہوئی آواز میں کہا۔ کیپٹن خاموشی سے اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا۔ ایک فیول ٹرک تیزی سے طیارے کی طرف آیا اور جب ٹرک سے فیول طیارے کے ٹینک میں بھر دیا گیا تو بوچا نے کاک پٹ کی کھڑکی کھول کر باہر جھانکا۔

''ہے ڈرائیور۔ اب تم جلد سے جلد یہاں سے دفعان ہو جاؤ۔ ہری اپ۔'' ــــــ اس نے غرا کر کہا۔

ٹرک فوراً ہی وہاں سے واپس چلا گیا تو بوچا نے ہینڈ گرنیڈ کی سیفٹی پن دوبارہ اس میں ڈال دی۔ یہ دیکھ کر کیپٹن گلین اور معاون گراہم نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ ایک خوفناک تباہی سے بچ گئے تھے۔ کیپٹن گلین نے طیارے کو وہاں سے ٹیک آف کیا اور اس کا رخ ایکریمیا کے میلانی انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی طرف کر دیا۔ میلانی ایئرپورٹ کی حدود میں پہنچ کر کیپٹن گلین نے طیارے کے ٹرانسمیٹر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

وائرلیس سے ائیرپورٹ کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم کیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بوچا نے چیف آپریٹر سے خود بات کی۔

''میں بوچا بول رہا ہوں۔ ہم فلائٹ نمبر 55 ہائی جیک کر چکے ہیں اور اس میں موجود چالیس مسافروں کی زندگیوں کا دارومدار ہمارے مطالبات کے پورا ہونے پر ہے۔ ہمارے مطالبات فوراً ایکریمیائی انٹیلی جنس تک پہنچا دیئے جائیں''۔۔۔۔۔بوچا نے بے لچک انداز میں کہا۔

''تم اپنے مطالبات بتاؤ بوچا۔ ہم یہ مطالبات فوری طور پر ایکریمیائی انٹیلی جنس ایجنسی تک پہنچا دیں گے''۔۔۔۔۔چیف آپریٹر نے گلوگیر آواز میں کہا۔

''نمبر ایک ہمارے باس مسٹر سمورائی کو فوراً جیل سے رہا کر دیا جائے اور دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں بطور تاوان دو کروڑ ڈالر ادا کر دیئے جائیں''۔۔۔۔۔بوچا نے چیف آپریٹر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ کنٹرول ٹاور سے ختم کر دیا گیا۔ اب طیارہ میلانی ائیرپورٹ کے اوپر چکر کاٹ رہا تھا۔ جبکہ دوسری طرف ایکریمیائی انٹیلی جنس کے افسران فوراً ائیرپورٹ پر پہنچ چکے تھے۔ ہائی جیکروں کے مطالبات ان کے سامنے رکھے گئے تو فوراً شہر کے میئر کو ہائی جیکروں کے مطالبات کے بارے میں اطلاع دے دی گئی۔

''تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ہے آفیسر۔ سمورائی کو تو رہا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دو کروڑ کی رقم ہم ادا نہیں کر سکتے۔ ان الو کے پٹھوں سے کہو کہ وہ کہیں اور نکل جائیں''۔۔۔۔۔میئر نے ناگواری سے کہا۔

چنانچہ انٹیلی جنس آفیسر نے کنٹرول ٹاور سے طیارے کے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا اور بوچا سے کہا کہ ان کے باس سمورائی کو جیل سے رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن دو کروڑ ڈالر وہ کس چیز کا طلب کر رہے ہیں۔

''دیکھو آفیسر۔ اپنے میئر سے کہو کہ اس کے حکم پر میلانی کی پولیس نے ہمارے خفیہ اڈے پر چھاپہ مار کر بڑی مقدار میں ڈرگ قبضہ میں لی تھیں۔ ان کی قیمت دو کروڑ ڈالر سے بھی زیادہ بنتی ہے۔ پھر پچھلے دو ماہ سے ہمارا باس سمورائی بھی انہی کے چھاپے کی وجہ سے جیل کاٹ رہا ہے۔ پولیس نے سمورائی پر بے پناہ تشدد بھی کیا ہے۔ لہٰذا تاوان کے طور پر انہیں دو کروڑ ڈالر تو ادا کرنا ہی پڑیں گے''۔۔۔۔۔بوچا نے تلخ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا رابطہ ختم کر دیا۔

طیارہ اب مسلسل شہر کے اوپر چکر کاٹ رہا تھا۔ اس اثناء میں قانون نافذ کرنے والے تقریباً تمام اداروں کے اعلیٰ حکام میلانی انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر جمع ہو چکے تھے اور اس سنگین مسئلے کے حل کے لئے باہم گفت و شنید شروع ہو چکی تھی۔ ایکریمیائی صدر اور دیگر حکومتی اعلیٰ عہدیداروں کو بھی اس واقعہ کی اطلاع دی جا چکی تھی اور ہر طرف عجیب افراتفری کا سا سماں پیدا ہو گیا تھا۔ اس دوران طیارے کے چیف پائلٹ کیپٹن گلفین نے دوبارہ کنٹرول ٹاور سے رابطہ کیا اور انہیں آگاہ کیا کہ طیارے میں فیول ایک بار پھر ختم ہو رہا ہے۔ لہٰذا اسے بتایا جائے کہ وہ کیا کرے۔ چنانچہ دیگر لوگوں سے مشورے کے بعد چیف

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

آپریٹر نے کیپٹن گلین کو ہدایت کی کہ وہ طیارے کو قریبی ایئرپورٹ کیولینڈ لے جائے اور وہاں سے مزید فیول حاصل کرے۔ جبکہ ہائی جیکروں کو یقین دلایا جائے کہ میئر ان کے لیے رقم کا بندوبست کر رہا ہے۔

کیپٹن گلین نے طیارے کا رخ کیولینڈ کی طرف موڑ دیا اور ہائی جیکروں کے چیف بوچا کو میئر کا پیغام بھی دے دیا۔ اس دوران مسافروں کی حالت ابتر ہوتی جا رہی تھی۔ سب سے زیادہ برا حال بوڑھے مریض ولیم کا تھا۔ وہ غشی کی حالت میں ٹوٹے پھوٹے انداز میں سانس لے رہا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اگر جلد ہی اسے ابتدائی طبی امداد فراہم نہ کی گئی تو وہ اس دنیا سے گزر جائے گا۔ اس موقع پر ڈاکٹر جیکسن بوڑھے ولیم کی مدد کر رہا تھا۔

طیارے کو کیولینڈ ایئرپورٹ پر اترنے کی اجازت دے دی گئی اور وہاں سے اس کے ٹینک میں مزید فیول بھی بھر دیا گیا۔ بوچا کاک پٹ میں موجود تھا اور تینوں ہائی جیکر پوری طرح مستعد اور الرٹ تھے تاکہ اپنے خلاف کسی کارروائی کی صورت میں فوراً حرکت میں آ سکیں۔ بوچا کی نظریں ٹرانسمیٹر وائر لیس پر لگی ہوئی تھیں۔ لیکن ٹرانسمیٹر مسلسل خاموش تھے۔ اور اس صورت حال میں بوچا کا خون بری طرح کھول رہا تھا۔ وہ شدید طیش کی حالت میں آتا جا رہا تھا۔

"کیپٹن۔ مجھے لگتا ہے ایکریمیائی حکام بے حس ہو چکے ہیں۔ انہیں مسافروں کی زندگیاں عزیز نہیں ہیں۔ لہذا اب تم طیارے کو ہمسایہ ملک

کین لینڈ کے دارالحکومت ٹانٹور لے چلو۔ یہ الو کے پٹھے ہمارے پاس سمورائی اور رقم لے کر خود ہمارے پیچھے دم ہلاتے ہوئے وہاں آئیں گے۔ اور اگر انہوں نے پھر بھی میرا مطالبہ نہ مانا تو ان سب مسافروں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔" ______ بوچا نے غراتے ہوئے کہا۔

کیپٹن گلین اس کا حکم ماننے پر مجبور تھا۔ ہائی جیکروں کا غصہ بتدریج بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور مسافروں کو بھی اس کا اندازہ تھا۔ انہیں اپنی زندگیوں کی طرف سے مایوسی ہوتی جا رہی تھی اور پھر ان کا طیارہ جب ٹیک آف کر کے ٹانٹور کی طرف جا رہا تھا تو کیپٹن گلین نے بوچا سے ٹوائلٹ تک جانے کی خواہش ظاہر کی۔ چند لمحے سوچنے کے بعد بوچا نے اسے اجازت دے دی۔ کیپٹن کاک پٹ سے نکل کر مسافروں والے حصے میں آ گیا اور ٹوائلٹ تک جاتے ہوئے اس نے بحیثیت چیف پائلٹ تمام مسافروں کو تسلی دی۔ خصوصاً خواتین کو دلاسا دیا اور چند ایک بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے یقین دلایا کہ کسی کو کچھ نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ ہائی جیکروں کا ہر مطالبہ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے حوصلہ ہار دیا تو مسافر مزید دہشت زدہ ہو جائیں گے۔ چیف پائلٹ کی حیثیت سے اس پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ نہ صرف طیارے کو حفاظت سے اڑائے بلکہ ہائی جیکروں کی دہشت سے بھی مسافروں کو محفوظ رکھے۔

ہائی جیک ہونے کے تقریباً بارہ گھنٹے بعد طیارہ ایکریمیا کے ہمسایہ ملک کین لینڈ کے دارالحکومت ٹانٹور کی فضاؤں میں داخل ہو چکا تھا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

پورا شہر برف سے ڈھکا ہوا تھا اور بارش بھی شدید ہو رہی تھی۔ اس وقت رات کے تقریباً چار بج رہے تھے۔ کچھ مسافر سو چکے تھے اور کچھ اونگھ رہے تھے۔ اس وقت بھی ڈاکٹر جیکسن بوڑھے ولیم کی تیمارداری میں مصروف تھا۔ وہ اس انسان کو ہر حالت میں زندہ بچا لینا چاہتا تھا۔ اس نے ولیم کی نبض چیک کی اور پھر ڈرتے ڈرتے ہائی جیکر فاشا کو اپنی طرف بلایا۔ وہ گن تھامے ناگواری کے ساتھ اس کے قریب آیا۔

"کیا بات ہے۔"------فاشا نے ریوالور کی نال اپنے چہرے پر رگڑتے ہوئے کسی قدر تلخی سے کہا۔

"اس شخص کے لیے نیچے کیبن میں سے ایک آکسیجن ماسک لانا پڑے گا۔ تاکہ یہ مصنوعی طریقے سے سانس لے سکے۔ اگر ہم نے اس معاملے میں دیر کر دی تو یہ مر جائے گا۔"------ڈاکٹر جیکسن نے ملتجی لہجے میں کہا۔ فاشا نے اس کی بات سن کر سر ہلا دیا اور نیچے جا کر ایک آکسیجن ماسک لے آیا۔ اس کے لگانے سے ولیم پر واقعی اچھا اثر پڑا اور اس کا نظام تنفس درست ہو گیا۔ وہ ہمواری سے سانس لینے لگا۔

طیارے کے تاتور کی فضاؤں میں داخل ہوتے ہی کنٹرول ٹاور سے رابطہ قائم ہوا تو وہاں سے اطلاع دی گئی کہ طیارے کو تاتور ائیرپورٹ پر اترنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب تک ڈائمنڈ ائیرلائن اور ایکریمیائی حکومت کی طرف سے منظوری حاصل نہ ہو جائے اس وقت تک طیارے کو فضا میں محو پرواز رہنا ہوگا۔ یہ سن کر بوچا غصے سے پاگل ہو گیا اور کیپٹن گلین پر گرجنے برسنے لگا۔

"نہیں بتاؤ کیپٹن۔ اگر انہوں نے ہمارا مطالبہ تسلیم نہ کیا تو ہم جلد ہی مسافروں کو ایک ایک کر کے ہلاک کرنا شروع کر دیں گے۔ یہ ہماری آخری وارننگ ہے۔ اور اس کے بعد صرف الٹی میٹم دیا جائے گا۔"------بوچا نے بری طرح سٹپٹاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن گلین نے اس کی وارننگ سے کنٹرول ٹاور کو آگاہ کر دیا۔ طیارے کا ٹرانسمیٹر اس کے بعد ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ایکریمیائی حکام کی طرف سے ان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا گیا اور کیپٹن گلین کو بتایا گیا کہ سمورائی کو رہا کر دیا جائے گا اور ہائی جیکروں کو پچاس لاکھ ڈالرز دے دیئے جائیں گے۔

"ہرگز نہیں۔ پچاس لاکھ ڈالرز بہت کم ہیں۔ دو کروڑ سے ایک بھی کم پر ڈیل نہیں ہو سکتی۔ حکام سے میری بات کراؤ۔"------بوچا نے غراتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر سنبھال کر وہ خود بات چیت کرنے لگا۔ دوسری طرف سے میلانی شہر کا میئر بول رہا تھا۔

"میری بات غور سے سن لو میئر۔ سمورائی کو رہا کر کے ایک گن شپ ہیلی کاپٹر دے دیا جائے اور ساتھ ہی ضروری اشیاء جن کی تفصیل باس خود ہی تمہیں فراہم کر دے گا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ کسی پائلٹ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سمورائی دنیا کے ہر قسم کے ہیلی کاپٹر اور طیارے اڑانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور یاد رکھو۔ جب تک ہمیں ٹرانسمیٹر پر سمورائی کی طرف سے کلیئرنس نہیں مل جائے گی تب تک ہم طیارے اور مسافروں کو آزاد نہیں کریں گے۔ دوسری ڈیمانڈ کے مطابق پورے دو

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کروڑ ڈالر کا فوری طور پر بندوبست کرو۔ اس سے ایک کم پر بھی ڈیل ناممکن ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں ہم اس طیارے کو پیگان لیبارٹری کی طرف لے جائیں گے اور اسے نیوکلیئرری ایکٹر والے حصے پر گرا دیں گے۔ اس سلسلے میں تم لوگوں کو دن بارہ بجے تک کا الٹی میٹم دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم اپنی دھمکی پر سو فیصد عمل کریں گے۔" بوچا نے کسی خونخوار زہریلے ناگ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تمہاری شرائط بہت کڑی ہیں بوچا۔ اور تم لوگ بہت کم وقت دے رہے ہو۔ بہرحال میں سوچتا ہوں۔" ـــــ دوسری طرف سے میئر کی مردہ سی آواز سنائی دی۔

"میں صرف یہ جانتا ہوں میئر۔ میں تو مرنے کے لیے پیدا ہوا تھا۔ اگر اب دیگر لوگ بھی میرے ساتھ مر جائیں گے تو مجھے خوشی ہو گی۔" ـــــ یہ کہتے ہوئے بوچا نے غصے سے ٹرانسمیٹر کا مائیک کیپٹن گلین کی طرف اچھال دیا۔

"تم نے اگر اس کتے سے کوئی بات کرنی ہے تو کر لو۔" ـــــ وہ پھنکارتی ہوئی آواز میں بولا۔ کیپٹن گلین نے سراسیمگی کی حالت میں مائیک اٹھایا اور اپنے منہ کے قریب لا کر میئر سے بات چیت کرنے لگا۔

"جناب۔ ہمارے پاس اتنا فیول نہیں ہے کہ دن بارہ بجے تک فضا میں چکراتے رہیں۔ براہ کرم جلد فیصلہ کریں۔" ـــــ کیپٹن گلین نے بے چارگی سے کہا۔

"حوصلہ رکھو کیپٹن۔ ہم اپنی طرف سے پوری کوششیں کر رہے ہیں۔" ـــــ میئر نے اپنی آواز کی لرزش پر ناکام قابو پاتے ہوئے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ بوچا ریوالور تھامے وہیں کاک پٹ میں ان کے سروں پر مسلط تھا۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر پر کیپٹن گلین کو آگاہ کیا گیا کہ وہ طیارے کو کیولینڈ کی طرف موڑ دے اور وہاں لینڈنگ کرے تاکہ فیول ضائع نہ ہو۔ اس اثناء میں ہائی جیکروں کے مطالبات پورے کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کیپٹن گلین نے بوچا کو اعلیٰ حکام کے اس فیصلے سے آگاہ کیا تو چند لمحے سوچنے کے بعد وہ کیپٹن گلین سے مخاطب ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن طیارے کو کیولینڈ کے بجائے پیٹر ٹاؤن کے چھوٹے ہوائی اڈے پر اتارا جائے گا۔" ـــــ بوچا نے جواب دیا۔ اور کیپٹن گلین نے اس سے اعلیٰ حکام نے آگاہ کیا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ چنانچہ تقریباً ایک گھنٹے بعد طیارے کو پیٹر ٹاؤن کے ائیرپورٹ پر اتار دیا گیا۔ بوچا نے سختی سے ہدایت کر دی تھی کہ اگر کسی نے طیارے کے قریب آنے کی کوشش کی تو اسے دھماکے سے اڑا دیا جائے گا۔ بوچا نے یہ بھی فرمائش کی تھی کہ رن وے کی تمام سرچ لائٹس آن رکھی جائیں اور اگر کوئی ایک روشنی بھی بجھی تو وہ فوراً اپنی دھمکی پر عمل کرنا شروع کر دے گا۔ چنانچہ اس کی فرمائش پوری کر دی گئی۔

دن کے دس بجے تک طیارہ پیٹر ٹاؤن کے سنسان ہوائی اڈے کے رن وے پر کھڑا رہا۔ لیکن اس دوران اعلیٰ حکام کی طرف سے کوئی

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

رابطہ نہیں کیا گیا۔ ہائی جیکروں نے مختلف میڈیسن لے کر خود کو ریلکس کیا ہوا تھا۔ لیکن آخر کار ان کے اعصاب جواب دے گئے۔ مسافروں کی حالت بے حد خراب ہو چکی تھی۔ کئی ایک تو اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔ بوچا نے اس اعصاب شکن صورت حال میں کیپٹن گلین کو وہاں سے ٹیک آف کا حکم جاری کر دیا۔ کیپٹن اور اس کے معاون پائلٹ گراہم کی حالت بھی کافی ابتر ہو رہی تھی۔ لیکن ہائی جیکروں کے حکم پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہ تھا۔ اعلیٰ حکام کی طرف سے مسلسل خاموشی جاری تھی۔ چنانچہ کیپٹن گلین طیارے کو وہاں سے اڑا کر فضا میں لے گیا۔ بوچا نے اپنے ریوالور کی نال کیپٹن گلین کی کنپٹی پر رکھ دی اور اسے نیا حکم جاری کیا۔

"اب طیارے کو پیگان کے اینٹی ری ایکٹر کی طرف لے چلو۔" اس نے گھمبیر لہجے میں کیپٹن گلین سے کہا۔

"لیکن ابھی تمہارے الٹی میٹم کا وقت پورا نہیں ہوا ہے بوچا۔" کیپٹن گلین نے گھبراہٹ زدہ انداز میں کہنا چاہا لیکن بوچا نے فوراً اس کا فقرہ کاٹ دیا۔

"وہ بھی پورا ہو جائے گا۔ فی الحال جیسا کہا ہے اس پر عمل کرو۔" بوچا نے سنسناتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں ایسا نہیں کر سکتا بوچا۔ کیونکہ نیچے دھند ہے اور اس کی وجہ سے یہ اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اینٹی ری ایکٹر کہاں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم ان لوگوں کو ایک گھنٹہ مزید دے دو۔ وہ ضرور تمہارے مطالبات کے

پورا کرنے میں لگے ہوں گے۔" ____ کیپٹن گلین نے قدرے مایوسی سے کہا۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ اس کی اور طیارے کے دیگر مسافروں کی جان بچ جائے۔ خدا نے اس کی سن لی اور بوچا نے اس کی بات مان لی۔ کیپٹن گلین نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور رومال سے اپنی پیشانی پر آئے ہوئے پسینے کو صاف کیا اور مطمئن انداز میں ونڈ اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

بوچا نے معاون پائلٹ گراہم سے کہا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر اس کا نیا مطالبہ انتظامیہ تک پہنچا دے اور وہ مطالبہ یہ تھا کہ ان لوگوں کو مقررہ وقت کے اندر اندر تین بلٹ پروف جیکٹس، ہیلمٹس اور ایک کیمیائی صدر کی طرف سے ایک دستاویز جس میں دو کروڑ ڈالرز کی ادائیگی بطور عطیہ کی منظوری دی گئی ہو۔ فراہم کر دیے جائیں۔ اس کا مطالبہ یہ تھا کہ انہیں دو کروڑ ڈالرز دینا نہ صرف منظور کیا جائے بلکہ ان کی ادائیگی بھی قانونی طریقے سے ہو۔

"علاوہ ازیں ہمیں طیارے میں سوار مسافروں کا بھی خیال رکھنا ہے۔ ان کے لیے غذا کا بندوبست کیا جائے اور شراب کے ایک درجن کارٹن، کافی کے پیکٹ، بسکٹ کے پیکٹ اور منرل واٹر کی بوتلیں بھی بھجوائی جائیں۔" ____ بوچا نے معاون پائلٹ گراہم کو مزید ہدایات دیں۔

"ان سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر ہمارا یہ مطالبہ نہ مانا گیا تو ہم اس طیارے کو اینٹی ری ایکٹر پر گرا دیں گے۔ پھر نہ صرف ہم سب ہلاک

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہو جائیں گے بلکہ یہ پورا شہر بھی تباہ ہو جائے گا۔ یہاں ایک بھی انسان زندہ باقی نہیں بچے گا۔'' ـــــ بوچا نے اپنی دھمکی کو مزید سنگین بناتے ہوئے کہا۔

معاون پائلٹ گراہم نے بوچا کے یہ احکامات میلانی شہر کے میئر تک پہنچا دیئے۔ اس ڈیڈ لائن کے فوراً بعد ہی طیارے کے ریڈیائی رابطے پر پیغام آیا کہ ہائی جیکرز کے مطالبات مان لیے گئے ہیں۔ انہیں رقم کیولینڈ ایئرپورٹ پر دی جائے گی۔ حقیقت یہ تھی کہ انتظامیہ نے صرف ایک کروڑ ڈالرز کا بندوبست کیا تھا۔ وہ یہ سوچ رہے تھے کہ اب ہائی جیکرز کا رخ جنوبی ایکریمیا کے ملک کلب لینڈ کے دارالحکومت باگونا کی طرف ہو جائے گا۔ ایکریمیائی سی آئی اے، انٹیلی جنس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے سراغ لگا لیا تھا کہ ہائی جیکروں کی جڑیں اسی کمیونسٹ ملک میں ہیں اور وہ وہیں پناہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور چونکہ ایکریمیا اور کلب لینڈ کے حکومتی تعلقات عرصہ دراز سے شدید کشیدگی کا شکار چلے آ رہے تھے تو اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ کلب لینڈ میں انہیں پناہ مل جائے گی۔ ویسے بھی ہائی جیکروں کا تعلق منشیات کے بین الاقوامی گروہ سے تھا اور اس گروہ کے ایک ڈان کارٹل کا کلب، کلب لینڈ ہی میں تھا۔ چنانچہ ایکریمیائی انتظامیہ نے قیاس کر لیا تھا کہ ہائی جیکر اپنے باس سمورائی کی رہائی اور رقم کے حصول کے بعد فوراً کلب لینڈ کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا کہ وہ اس رقم کو گننے بیٹھ جائیں۔ اس

لیے وہ ایک کروڑ کو دو کروڑ کہہ کر ہائی جیکروں سے گلوخلاصی چاہتے تھے۔

کیپٹن گلین نے طیارے کا رخ کیولینڈ کی طرف موڑ دیا۔ ساتھ ہی اس نے بوچا سے کہا کہ ان کا مسافروں کو ساتھ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ذریعے سے انتظامیہ پر دباؤ ڈال کر مطالبات تسلیم کروائے جائیں۔ اب جبکہ انتظامیہ نے ان کا مطالبہ مان لیا ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ مسافروں کو کیولینڈ ایئرپورٹ پر رہا کر دیں اور انہیں ایک مسلسل عذاب و اذیت سے نجات دیں۔ بوچا نے اس کی تجویز کا کوئی جواب نہیں دیا۔

وہ جب کیولینڈ ایئر پورٹ کی حدود میں داخل ہوئے تو ہر طرف بے شمار لوگ کھڑے دکھائی دیئے۔ عمارتوں پر، پہاڑوں پر اور شاپنگ مال پر وہ سب منہ اٹھائے طیارے کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے کوئی بہت بڑی انہونی ہو گئی ہو۔ ہائی جیکرز یہ تماشا دیکھ کر مضطرب ہو گئے۔ بوچا ان کا سربراہ تھا۔ وہ سٹپٹاتا ہوا کاک پٹ سے نکل کر مسافروں والے حصے میں آ گیا اور دہاڑنے لگا۔

''کھڑکیوں کے پردے گرا دیئے جائیں۔ کوئی شخص باہر دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔'' ـــــ وہ پاگل بھیڑیے کی طرح چیخ رہا تھا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں فاشا اور ٹنڈن سے کہا کہ اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے تو بے دریغ اسے گولی مار دی جائے۔

''تم سب لوگ اپنے سروں کو اپنی ٹانگوں کے درمیان رکھو۔'' فاشا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نے مسافروں کو دھمکاتے ہوئے کہا۔ بوچا واپس کاک پٹ میں چلا گیا تھا اور پائلٹ کی کھڑکی سے باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اسے وہاں کھڑے ہوئے لوگوں میں ہر طرف ایکریمیائی سی آئی اے، انٹیلی جنس اور آرمی کے ایجنٹ نظر آ رہے تھے۔ جوان، بچے، بوڑھے اور عورتیں سب ہی اسے ایجنٹ لگ رہے تھے۔ ممکن ہے کہ سی آئی اے اور دیگر خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹ اس دوران میں کوئی کارروائی کر گزریں۔ بوچا نے گہری سنجیدگی سے سوچا۔ چنانچہ انہیں اس کا موقع نہیں دینا چاہیے۔ یہ سوچ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو ہائی الرٹ کر دیا۔

جب طیارہ کیولینڈ ایئرپورٹ پر لینڈ کر گیا تو کچھ ہی دیر میں دو ٹرک اس کے قریب آ گئے۔ ان میں سے ایک فیول ٹرک تھا اور دوسرا وہ ٹرک تھا جس میں سامان بھرا ہوا تھا۔ اس سامان کے حصول کا مطالبہ بوچا نے انتظامیہ سے کیا تھا یعنی مسافروں کے لیے غذا، جیکٹ اور ہیلمٹس وغیرہ۔ وہ آدمی جو طیارے میں فیول ڈالنے آ رہا تھا وہ ان ڈبوں سے ٹکرا گیا جن میں کافی اور سینڈوچز وغیرہ پیک تھے۔ وہ ڈبوں سے ٹکرا کر اوندھے منہ زمین پر گر گیا۔ پھر اس نے اٹھ کر سینڈوچز وغیرہ کے ڈبوں پر زور سے لات ماری اور غصے سے کچھ بڑبڑانے لگا۔

"یہ انٹیلی جنس یا سی آئی اے کا ایجنٹ معلوم ہوتا ہے۔ میں اسے گولی مار دوں گا۔" ——— بوچا نے شدید ناگواری سے کہا۔

"پلیز بوچا۔ وہ اچانک ڈبوں پر گر گیا ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ تم لوگوں کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا ہو۔

ایسی صورت حال میں مضبوط سے مضبوط اعصاب کا آدمی بھی اپنے حواس کھو دیتا ہے۔" ——— کیپٹن گلین نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"شٹ اپ کیپٹن۔ تم ہمارے کام میں مداخلت مت کرو۔" بوچا نے پوری شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن کیپٹن گلین نے وقتی طور پر اسے نظر انداز کر دیا اور فیول بھرنے کے لیے آنے والے آدمی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے کاک پٹ کی کھڑکی تھوڑی سی کھول کر باہر جھانکا۔

"اے۔ اپنا کام دھیان سے کرو۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ لیکن اگر کوئی گڑبڑ کرو گے تو یہ لوگ بے دریغ تمہیں گولی مار دیں گے۔" کیپٹن گلین نے اسے سختی سے ڈانٹتے ہوئے کہا اور وہ سہم کر طیارے کے ٹینک میں فیول بھرنے میں مصروف ہو گیا۔ جونہی اس نے اپنا کام ختم کیا تو بوچا کیپٹن گلین سے مخاطب ہوا۔

"کیپٹن۔ اب ہمیں اس طیارے کو کلب لینڈ کے دارالحکومت باگوتا کے ایئرپورٹ پر لے جانا ہے۔ وہاں ہم طیارے اور مسافروں کو آزاد کر دیں گے۔" ——— اس نے کیپٹن گلین سے کہا۔ پھر بوچا کے کہنے پر معاون پائلٹ گراہم نے یہ پیغام وائرلیس پر باگوتا بھیج دیا۔ اس کے بعد ایک شخص ان ڈبوں کو طیارے پر لادنے لگا جن میں مسافروں کے لئے خورد و نوش کا سامان موجود تھا۔ اس کے علاوہ رقم کے تھیلے تھے جو ایکریمیائی انتظامیہ نے ہائی جیکروں کے مطالبہ پر انہیں ادا کر دی تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

جب وہ شخص اس کام سے فارغ ہو چکا تو اس نے اپنی جیب سے ایک لفافہ نکال کر بوچا کے حوالے کر دیا۔ اس پر ایکریمیائی حکومت کی مہر لگی ہوئی تھی ۔ اس لیے بوچا نے اسے لینے میں کوئی تردد نہیں کیا۔ اس کام سے فارغ ہوتے ہی بوچا نے کیپٹن گلین کو باگونا کی طرف ٹیک آف کا حکم دیا۔

طیارہ ٹیک آف کرنے کے بعد تینوں ہائی جیکرز نے جیکٹ اور ہیلمٹ پہن لئے۔ پھر انہوں نے تھکن دور کرنے والی کچھ ٹیبلٹس بھی حلق سے اتاریں۔ مسافروں کو انہوں نے کھانے پینے کی اشیاء فراہم کر دیں۔ بوچا نے وہ لفافہ پھاڑ کر اندر سے وہ دستاویز نکالی اور بلند آواز میں پڑھنے لگا تاکہ اس کے ساتھی بھی سن لیں۔

''ایکریمیائی صدر بہت عقلمند اور مصلحت اندیش آدمی ہے۔ اس نے رقم ہمیں خیراتی عطیہ کے طور پر دی ہے۔ یہ رقم ہم نے تاوان کے طور پر نہیں لی ہے۔ چنانچہ اس طریقے سے ہماری قانونی پوزیشن مضبوط ہو چکی ہے۔''——اس نے اپنے ساتھیوں فاشا اور ٹنڈن کو آگاہ کیا۔ اور انہوں نے پر جوش نعرہ تحسین بلند کیا۔ پھر بوچا رقم کے تھیلے اٹھا کر کاک پٹ میں لے گیا۔ کاک پٹ میں اس نے تھیلے کھول کر نوٹوں کی گڈیاں چاروں طرف پھیلا دیں اور گننے میں مصروف ہو گیا۔ نوٹ چھوٹے تھے۔ دو لاکھ ڈالرز تک وہ بمشکل گن پایا اور اس کی انگلیاں سنسنانے لگیں۔ دوسری طرف کیپٹن گلین زہر آلود نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔ کیونکہ کاک پٹ کے اندر اس قسم کا کام خطرے سے

خالی نہیں تھا۔

''دیکھو بوچا۔ تم ایک جذباتی ہائی جیکر ہو۔ جہاز کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ تم ایک فاش غلطی کر رہے ہو۔ اگر نوٹ کھل کر طیارے کی مشینری میں پھنس گئے تو طیارہ فضا میں ہی تباہ ہو جائے گا۔ آخر تم چاہتے کیا ہو۔ کیا ہم سب تم سمیت موت کے منہ میں چلے جائیں۔''——اس بار کیپٹن گلین نے جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

بوچا کی سمجھ میں یہ بات آ گئی۔ اور وہ نوٹوں کی گڈیاں سمیٹ کر اور انہیں تھیلوں میں بھر کر کاک پٹ سے باہر چلا گیا۔ انہیں اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے وہ پھر کاک پٹ میں واپس آ گیا۔ طیارہ اب باگونا ائیرپورٹ پر پہنچ چکا تھا اور ائیرپورٹ کی عمارت کے گرد چکر کاٹ رہا تھا۔ لیکن نیچے کنٹرول ٹاور سے اسے لینڈنگ کی کلیرنس نہیں مل رہی تھی اور بوچا اس صورت حال پر شدت سے جھنجھلا رہا تھا۔ اسی جھنجھلاہٹ کی حالت میں وہ کاک پٹ سے نکل کر مسافروں والے حصے میں آ گیا اور پاگلوں کی طرح ان پر گرجنے لگا۔

''سب لوگ اپنے سروں کو ٹانگوں کے درمیان دبا لیں۔ حکم عدولی کی صورت میں میں تم لوگوں کو گولی مار کر نیچے پھینکنا شروع کر دوں گا۔ پھر کوئی یہاں سے زندہ واپس نہیں جائے گا۔''——اس نے خونخوار انداز میں دہاڑتے ہوئے کہا۔ اور موت کے خوف سے سہمے ہوئے مسافروں نے بلاچوں و چراں اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ اس کے بعد

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

بوچا نے معاون پائلٹ گراہم سے کہا کہ وہ باگونا ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے کہے کہ اگر انہیں لینڈنگ کی اجازت نہ دی گئی تو وہ زبردستی کسی بھی رن وے پر لینڈ کر جائیں گے۔ چاہے طیارہ تباہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ گراہم نے یہ پیغام باگونا ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور کو بھیج دیا۔ چند منٹ بعد ہی طیارے کو معمول کی لینڈنگ کی اجازت دے دی گئی اور مخصوص رن وے کی تمام روشنیاں جلا دی گئیں۔

سمورائی انٹرنیشنل انڈر ورلڈ میں ایک جانا پہچانا نام تھا۔ اس کا تعلق مشرق کے ترقی یافتہ ترین ملک کاچان سے تھا۔ وہ ننجا مارشل آرٹ کا ایک بہترین ماسٹر تھا۔ پورے کاچان میں تو کیا دنیا بھر میں اس کے پائے کا کوئی ننجا مارشل آرٹ ماسٹر موجود نہیں تھا۔ یہ ایک ایسا حیرت انگیز ترین مارشل آرٹ ہے جس میں حملہ آور اپنے مدمقابل پر انوکھے ہتھیاروں سے حملہ آور ہوتا ہے اور اگر مدمقابل معمولی سی بھی چوک کھا جائے تو اس کی بھیانک موت یقینی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حملہ آور بوقت ضرورت نہایت ہی عجیب وغریب طریقے سے ایک معمولی سا دھماکہ کر کے مدمقابل کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

سمورائی اس انوکھے فن کا بہترین ماسٹر تھا۔ لیکن اس نے اپنے اس حیرت انگیز اور پراسرار قوتیں رکھنے والے فن کو مثبت کے بجائے منفی کاموں کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اور جرائم کے راستوں پر

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

بھاگنے لگا اور پھر دنیا کا سب سے بڑا انڈرورلڈ ڈان بن گیا۔

ابتداء میں سمورائی نے منشیات کی سپلائی ایک چھوٹے علاقے تک شروع کی۔ پھر کچھ ہی عرصے میں اس نے اپنے اس کالے دھندے کو تیزی سے پھیلایا اور مشرقی ممالک سے منشیات خرید کر دیگر ترقی یافتہ ممالک تک سپلائی کرنے لگا۔ پھر منشیات کے ساتھ ہی اس نے غیر قانونی اسمگلنگ شروع کی۔ اس کے بعد وہ اپنے پر پرزے تیزی سے نکالتا چلا گیا۔ اس نے جوئے کے بین الاقوامی اڈے قائم کئے اور زیر زمین منی لانڈرنگ کرنے لگا۔ کالے دھن کو سفید کرنے کے انوکھے طریقے اس نے وضع کئے۔ دن بدن اس کا گروہ بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ دنیا کے تقریباً ہر بڑے ملک میں اس نے اپنے ایجنٹ مقرر کر لئے جو اس کے ایک اشارے پر جان کی بازی لگا دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

سمورائی کی زیرزمین سرگرمیوں کا دائرہ کار ایکریمیا تک پھیل چکا تھا۔ یہاں اس نے ہر قسم کی منشیات کی سپلائی کے نئے ریکارڈ قائم کر دیئے تھے۔ یہاں تک کہ ایکریمیائی حکومت ہل کر رہ گئی کہ اتنی بڑی مقدار میں ڈرگز ایکریمیا میں کہاں سے آرہی ہیں۔ سی آئی اے، انٹیلی جنس اور دیگر خفیہ ادارے تیزی سے حرکت میں آگئے اور وسیع پیمانے پر چھان بین شروع کی گئی۔ نتیجے کے طور پر سمورائی کا نام ابھر کر سامنے آیا۔ چنانچہ ایکریمیائی قانون نافذ کرنے والے اداروں نے سمورائی کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا۔ وہ یہ جان کر حیران و ششدر رہ

گئے تھے کہ سمورائی کا زیر زمین نیٹ ورک انتہائی مضبوط اور وسیع وعریض تھا۔

سمورائی کی دولت کا کوئی حدوحساب نہیں تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے بینک اس کی دولت سے بھرے ہوئے تھے۔ اور ایک وقت تو ایسا آیا کہ لگتا تھا کہ وہ اپنی غیر معمولی زیر زمین سرگرمیاں حصول دولت کے لیے نہیں بلکہ اپنے جنونی شوق اور جذبات کی تسکین کے لیے سرانجام دیتا ہے۔ وہ اپنے گروہ کے لوگوں پر دولت بارش کی طرح برساتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اس کے لئے اپنی جان تک گنوا دینے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔

ایکریمیائی خفیہ ادارے سمورائی کے بارے میں یہ معلومات حاصل کر کے دنگ رہ گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک ایسا حیرت انگیز زیر زمین ڈان بھی اپنا وجود رکھتا ہے جس کی غیر قانونی سرگرمیوں کا مرکز ایکریمیا بن چکا تھا۔ چنانچہ ایکریمیائی خفیہ ادارے فوری طور پر حرکت میں آئے۔ ایک انتہائی خفیہ وسیع وعریض پلاننگ کے تحت سمورائی کے گرد گھیرا تنگ کیا گیا۔ اس کی تمام اسمگلنگ ایکریمیائی ساحلی شہر میلانی کے راستے ہوتی تھی۔ چنانچہ میلانی شہر کے میئر کو اس خفیہ مشن کی سربراہی سونپی گئی۔ اور ایک موقع پر جب سمورائی ڈرگز کی ایک غیر معمولی بڑی مقدار کے ساتھ میلانی شہر میں داخل ہوا تو ایک بہت بڑے کمانڈو ایکشن کے ذریعے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اسے ایکریمیا کی سب سے محفوظ ترین جیل میں سخت قید میں رکھا گیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سمورائی کے خلاف مقدمات تیار ہو رہے تھے کہ اس کے ساتھیوں بوچا، فاشا اور ٹنڈن نے کنگ لینڈ سے ایکریمیا آنے والی ڈائمنڈ ایئر لائن کی فلائٹ نمبر 55 کو ہائی جیک کر لیا جس میں عملے سمیت چالیس افراد سوار تھے۔ اور اب ہائی جیکروں کا مطالبہ تھا کہ نہ صرف سمورائی کو ان کی شرائط پر جیل سے رہا کیا جائے بلکہ بطور تاوان دو کروڑ ڈالرز بھی ادا کیے جائیں۔ اگرچہ یہ ایک غیر معمولی بڑی رقم تھی لیکن ایکریمیائی صدر نے مسافروں کی زندگیاں بچانے کے لیے گھٹنے ٹیک دیئے اور نہ صرف ہائی جیکروں کو مطلوبہ رقم ادا کر دی گئی بلکہ سمورائی کی رہائی کے آرڈر بھی جاری کر دیئے گئے۔ اگرچہ انتظامیہ نے کمال ہوشیاری سے ہائی جیکروں کو دو کروڑ کی بجائے ایک کروڑ ڈالرز ادا کیے تھے اور ہائی جیکروں کو بھی گنتی کا موقع نہیں ملا تھا۔ دوسری طرف سمورائی کو آزاد کرنے کے لیے ایکریمیائی اعلیٰ افسران کی ایک پوری ٹیم جیل پہنچ گئی۔ سمورائی کو کال کوٹھری سے نکال کر ان کے سامنے لایا گیا۔ وہ پستہ قامت کا گٹھے ہوئے لیکن مضبوط آہنی جسم کا مالک کاجانی باشندہ تھا۔ اس کا سر گول اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں جن میں غیر معمولی ذہانت و فطانت کی چمک کوند رہی تھی۔ اسے اعلیٰ افسران کے سامنے ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔

''سمورائی۔ تمہیں یہ جان کر یقیناً خوشی ہو گی کہ تم رہا کیے جا رہے ہو۔ تمہارے تین ساتھیوں بوچا، فاشا اور ٹنڈن نے ایک ایکریمیائی مسافر بردار طیارہ اغواء کر لیا ہے جس میں ظاہر ہے مسافر بھی سوار

ہیں۔ ان کے مطالبے پر تمہیں رہا کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تمہیں کن چیزوں کی ضرورت ہے۔''۔۔۔۔۔ انٹیلی جنس چیف نے نخوت بھرے انداز میں سمورائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سمورائی کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

''مجھے ضرورت ہے۔ ایک عدد گن شپ جنگی ہیلی کاپٹر، جو یہیں جیل کے احاطے میں لایا جائے۔ اس کے علاوہ ایک مضبوط پیرا گلائیڈر چھتری، ایک وسیع رینج کا خود کار وائرلیس ٹرانسمیٹر اور چند دیگر ضروری اشیاء جن کی تفصیل میں تم لوگوں کو ایک کاغذ پر لکھ کر دے دیتا ہوں۔'' سمورائی نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لکھ دو۔ جو مانگو گے مل جائے گا۔''۔۔۔۔۔ سی آئی اے کے سربراہ نے غصیلی نظروں سے سمورائی کو گھورتے ہوئے کہا۔ چنانچہ اسے ایک کاغذ اور قلم فراہم کر دیا گیا اور اس نے اپنی مطلوبہ اشیاء کی فہرست لکھ کر اعلیٰ حکام کے حوالے کر دی۔ انہوں نے اس پر گہری نظر ڈالی۔

''یاد رکھو۔ مجھے ہر قسم کے اسلحے اور بارود کی جانچ کی خاص مہارت حاصل ہے۔ اس لئے دھوکے کی صورت میں تم لوگ بہت بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔''۔۔۔۔۔ سمورائی نے دھمکتی ہوئی آواز میں کہا۔ ظاہر ہے کسی کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ چنانچہ جلد ہی سمورائی کو جیل کے اندر ہی یہ سب اشیاء فراہم کر دی گئیں۔ کچھ دیر بعد سمورائی جیل سے خود ہیلی کاپٹر اڑا کر نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہو گیا۔ اگرچہ

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ایکریمیائی ریڈار مسلسل اسے ٹریس کر رہے تھے لیکن سمورائی کو اس کی کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جلد ہی وہ ان سب کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔

کلب لینڈ میں سمورائی کا خاص ایجنٹ کارٹل موجود تھا جو اس کمیونسٹ ملک کا ایک عظیم صنعتکار بھی تھا۔ اس لئے کلب لینڈ کا صدر اس کی عزت کرتا تھا اور کلب لینڈ کے تمام حکومتی حلقوں میں اسے خاص احترام دیا جاتا تھا۔ سمورائی نے ہیلی کاپٹر سے ہی ٹرانسمیٹر پر کارٹل سے رابطہ قائم کیا۔ جلد ہی ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم ہو گیا۔

”کارٹل۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور“ ـــــ دوسری طرف سے کارٹل کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

”آئی ایم سمورائی کالنگ یو۔ میری بات غور سے سنو کارٹل۔ تمہیں تمام صورتحال کا علم ہو چکا ہوگا۔ اور یہ بھی کہ میں ایکریمیائی جیل سے رہا ہو چکا ہوں۔ اب میں ایک ہیلی کاپٹر میں کلب لینڈ کی طرف آ رہا ہوں۔ تم کلب لینڈ ایوی ایشن کے اعلیٰ حکام کو بتا دو کہ مجھے روکنے کی کوشش نہ کی جائے۔ انہیں بتاؤ کہ میں تمہارا خاص کاروباری دوست ہوں۔ اوور“ ـــــ سمورائی نے تیز آواز میں کارٹل سے کہا۔

”او کے باس۔ آپ بے فکر ہو کر یہاں آئیں۔ میں سب انتظامات کر لوں گا۔ اوور“ ـــــ کارٹل نے تمکنت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد سمورائی نے او کے، اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

سمورائی کا ہیلی کاپٹر کلب لینڈ کی فضائی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ اور کسی اتھارٹی کی طرف سے اسے کلب لینڈ کی فضائی حدود میں روکنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ جس کا مطلب تھا کہ کارٹل نے تمام معاملات کو سنبھال لیا ہے۔ سمورائی ہیلی کاپٹر کو سرسبز و شاداب پہاڑیوں کے ایک وسیع سلسلے کی طرف لے گیا۔ وہاں اس نے پیرا گلائڈر چھتری اپنے جسم سے فکس کی۔ اسلحہ ہاتھ میں لیا۔ ہیلی کاپٹر کو آٹو کنٹرول سسٹم پر فکس کر کے اس کا رخ وسیع و عریض سمندر کی طرف موڑ دیا اور پھر پیرا گلائیڈر چھتری کے ساتھ نہایت اطمینان سے نیچے کود گیا۔ کچھ دیر بعد وہ سرسبز پہاڑیوں پر اتر چکا تھا۔ اس نے پیرا گلائڈر کھول کر ایک طرف پھینک دیا اور مڑ کر گن شپ جنگی ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگا جو کافی فاصلے پر جا کر سیدھا سمندر میں گر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سمندر میں غرق ہو چکا تھا۔ سمورائی کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔ اس کا رخ کارٹل کے محل نما بنگلے کی طرف تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

فلائٹ نمبر 55 کے اغوا شدہ طیارے کے لئے باگونا ائیر پورٹ پر ایک رن وے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ جہاں طیارے نے لینڈنگ کی۔ تھوڑی ہی دیر میں کلب لینڈ آرمی کے نوجوان اور مستعد کمانڈوز نے طیارے کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ بوچا اور فاشا طیارے کے کاک پٹ سے رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے باہر آ گئے۔ بوچا کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا جبکہ فاشا نے دونوں ہاتھوں میں ہینڈ گرنیڈ سنبھال رکھے تھے جن کی سیفٹی پنیں ہٹا دی گئی تھیں۔ ان کا تیسرا ساتھی طیارے کے اندر ہی موجود تھا اور اس نے مسافروں پر ریوالور تان رکھا تھا۔

''ہم کلب لینڈ کے کسی اعلیٰ ترین حکومتی عہدیدار سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر دفاع، وزیر خارجہ یا وزیر داخلہ میں سے کوئی ایک ہم سے یہاں رن وے پر آ کر مل سکتا ہے۔ ہمارے پاس دو کروڑ ڈالرز کی خطیر رقم موجود ہے۔ لہٰذا ہم ان میں سے کسی کے

ساتھ خاص کاروباری ڈیل کرنا چاہتے ہیں''۔۔۔۔۔ بوچا نے کمانڈو چیف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ان میں سے کوئی بھی یہاں نہیں آ سکتا مسٹر بوچا۔ کیونکہ وہ سب انتہائی مصروف شخصیات ہیں۔ یہاں کا مشہور صنعتکار کارٹل ہے۔ اگر تم چاہو تو اس سے مل سکتے ہو''۔۔۔۔۔ کمانڈو چیف نے انہیں پیشکش کی۔

''ہم کسی کارٹل کو نہیں جانتے اور نہ ہی اس سے ملنا چاہتے ہیں۔'' بوچا نے دانستہ جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ حالانکہ کارٹل ہی یہاں ان کا اہم ترین ایجنٹ تھا اور انہیں کارٹل کے پاس ہی جانا تھا۔ لیکن خفیہ طریقے سے۔ اور انہیں یقین تھا کہ سمورائی بھی جلد یا بدیر کارٹل تک پہنچ جائے گا۔ پھر وہ سب اکٹھے ہو جاتے۔ لیکن بوچا اس راز سے پردہ اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔

''ہم صرف اور صرف اعلیٰ کمان کے کسی آدمی سے ہی ملیں گے۔ اس سے کم کسی سے نہیں''۔۔۔۔۔ بوچا نے حتمی لہجے میں کمانڈو چیف کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ چنانچہ وہ ائیر پورٹ کی عمارت کی طرف چلا گیا۔ کافی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی۔

''اگر تم اعلیٰ کمان سے ملنا چاہتے ہو تو تمہیں خود چل کر ان کے پاس جانا ہو گا۔ ان میں سے کوئی بھی یہاں نہیں آئے گا۔'' کمانڈو چیف نے بوچا کو مطلع کیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم لوگ ایکریمیائی حکومت کے ساتھ مل

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

چکے ہو اور تم نے ہم پر ہاتھ ڈالنے کی منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ لیکن ہم اتنے احمق نہیں ہیں کہ تمہارے پھیلائے ہوئے جال میں پھنس جائیں۔"۔۔۔۔۔۔ بوچا نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

"اگر یہی تمہاری سوچ ہے تو پھر جیسا تم مناسب سمجھو ویسا کرو۔ لیکن طیارے کو یہاں سے لے جاؤ۔ ورنہ ہم کمانڈو ایکشن پر مجبور ہو جائیں گے۔"۔۔۔۔۔ چیف نے بوچا کو دھمکاتے ہوئے کہا۔

کمانڈو چیف کی بات سن کر بوچا شدید طیش میں آ گیا۔ صورت حال اب ہائی جیکرز کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی۔ چنانچہ اگلے ہی لمحے بوچا اور فاشا تلملاتے ہوئے رسی کی سیڑھی کے ذریعے کاک پٹ میں واپس چلے گئے۔ انہوں نے احتیاطاً طیارے کا دروازہ اس لیے نہیں کھولا تھا کہ کہیں مسافر جنونی کیفیت میں باہر نہ نکل کھڑے ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو صورت حال مزید کشیدہ ہو جاتی۔ اور اس طرح کوئی بھی خوفناک صورتحال سامنے آ سکتی تھی۔

"طیارے کو یہاں سے لے چلو کیپٹن۔ اب ہم یہاں سے یورپ جائیں گے۔ وہاں ہمیں ضرور پناہ مل جائے گی۔"۔۔۔۔۔ بوچا نے تلخی سے کہا۔

"یہ تم کیسی نان ٹیکنیکل باتیں کر رہے ہو بوچا۔ طیارے کے ٹینک میں اتنا بھی فیول موجود نہیں ہے کہ ہم کلب لینڈ کی حدود سے باہر جا سکیں اور تم یورپ جانے کی بات کر رہے ہو۔"۔۔۔۔۔ کیپٹن گلین نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کنٹرول ٹاور سے کہو کہ ہمیں فیول فراہم کیا جائے۔ ہمارے طیارے کا فیول ختم ہو گیا ہے اس لئے ایک ٹرک فیول لے کر آؤ۔ اگر انہوں نے ہماری بات نہ مانی تو ہم ایک ایک کر کے مسافروں کو ہلاک کرنا شروع کر دیں گے۔"۔۔۔۔۔ بوچا نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔ کیپٹن گلین نے کنٹرول ٹاور کے ذریعے یہ پیغام متعلقہ حکام تک پہنچا دیا۔ لیکن دوسری طرف سے مکمل خاموشی تھی۔ یہ دیکھ کر بوچا کی جھنجھلاہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

"کیپٹن۔ انہیں بتاؤ کہ اگر تیس منٹ کے اندر اندر تم لوگوں نے ہمارے مطالبے پر عمل نہ کیا تو ہم مسافروں کو ہلاک کر کے رن وے پر پھینکنا شروع کر دیں گے۔"۔۔۔۔۔ بوچا نے اپنی دھمکی کو سنگین بناتے ہوئے کہا۔ چنانچہ کیپٹن گلین نے یہ پیغام بھی متعلقہ لوگوں تک پہنچا دیا۔ کچھ ہی دیر میں کمانڈوز نے طیارے کے گرد نگرانی ختم کر دی اور واپس ایئر پورٹ کی عمارت کی طرف چلے گئے۔ اس کے کچھ دیر بعد کلب لینڈ وزارت خارجہ کا ایک اعلیٰ آفیسر طیارے کے قریب آیا۔ طیارے کے ریڈیائی ٹرانسمیٹر پر بتایا گیا تھا کہ وہ آفیسر بوچا سے بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ بوچا نے اسے طیارے کے قریب آنے کی اجازت دے دی۔ وہ اعلیٰ آفیسر جب طیارے کے قریب آیا تو بوچا نے کاک پٹ کی کھڑکی کھول کر اس سے بات چیت کا آغاز کیا۔

"اس طیارے کو اغوا ہوئے بیس گھنٹے سے زائد وقت گزر چکا ہے بوچا۔ مسافر کس عذاب سے گزر رہے ہوں گے اس کا اندازہ لگانا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

مشکل نہیں ہے۔ اس لئے میں تم سے گزارش کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو آزاد کر دو۔ کلب لینڈ کے اعلیٰ ترین حکومتی ارکان اس بات پر تیار ہیں کہ تم سے ہر قسم کے معاملات پر گفتگو کر لی جائے گی۔" ____ آفیسر نے بوچا کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"اپنے مطالبات تسلیم کئے جانے سے پہلے ہم ایک بھی مسافر کو آزاد نہیں کر سکتے۔ ہم تمہارے جال میں پھنسنے والے نہیں ہیں۔" بوچا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا موڈ آف ہو گیا تھا۔ اس نے دیوانگی کی سی حالت میں دھم سے کاک پٹ کی کھڑکی بند کر دی۔ "یہ ہمیں گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم ان کے سارے منصوبے کو ناکام بنا دیں گے۔" ____ بوچا نے کیپٹن گلین کی طرف دیکھتے ہوئے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ کچھ دیر بعد فریقین کی جانب سے مکمل خاموشی طاری رہی۔ آخر بوچا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

"کیپٹن۔ کنٹرول ٹاور سے کہو کہ اگر دس منٹ کے اندر اندر ہمارے طیارے کا فیول ٹینک نہ بھرا گیا تو ہم طیارے کو رن وے پر سامنے کھڑے ان کے طیاروں کی لمبی قطار سے ٹکرا دیں گے۔ پھر جو تباہی پھیلے گی اس کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے۔" ____ بوچا نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔ کیپٹن گلین نے بوچا کا یہ پیغام بھی کنٹرول ٹاور پر چیف آپریٹر تک پہنچا دیا۔ چنانچہ دس منٹ کے اندر ہی فیول کا ایک بڑا ٹرک اغوا شدہ طیارے کے نزدیک آ گیا اور اس نے فیول ٹینک کو ایندھن سے بھر دیا۔ اب طیارہ با آسانی وہاں سے کسی

اور ملک کی طرف پرواز کر سکتا تھا۔ اس لئے جونہی وہ فیول ٹرک وہاں سے پیچھے ہٹا تو بوچا نے کیپٹن گلین کو حکم دیا کہ وہ کلب لینڈ کی سرزمین فوراً چھوڑ دے۔

بوچا کے حکم پر کیپٹن گلین ٹیک آف پر مجبور تھا۔ چنانچہ طیارہ اسی رن وے سے اڑا اور فضاؤں میں چلا گیا۔ کیپٹن گلین نے بوچا سے دریافت کیا کہ اب انہیں کس سمت کا رخ کرنا ہے۔ کچھ دیر تک بوچا گہری سوچ میں مبتلا رہا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کے لئے مسافروں والے حصے میں چلا گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ کاک پٹ میں واپس آ گیا۔

"طیارے کو یورپ کے سب سے خوبصورت ترین ملک ڈریم لینڈ لے چلو۔" ____ بوچا نے کیپٹن گلین کو حکم دیا۔ انہوں نے ڈریم لینڈ جانے کا فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ اس لئے کہ وہاں دنیا کے تقریباً ہر مجرم کو پناہ مل جاتی تھی اور بعد ازاں اب ایسے مجرموں سے کوئی خاص باز پرس بھی نہیں کی جاتی تھی جو دولت کے انبار ساتھ لے کر آتے تھے اور بوچا وغیرہ کے پاس تو دو کروڑ ڈالرز کی خطیر رقم تھی جو حقیقت میں ایک کروڑ ڈالر تھی۔ بوچا اور اس کے ساتھیوں کو رقم گننے کا ابھی تک کوئی موقع نہ مل سکا تھا۔ ورنہ شاید وہ مزید کوئی خطرناک ایکشن لے ڈالتے۔

"بوچا۔ شاید تم نہیں جانتے کہ یہ طیارہ اتنی لمبی پرواز کے قابل نہیں ہے۔" ____ کیپٹن گلین نے اسے سمجھایا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"کیوں۔ اس میں کیا قباحت ہے کیپٹن۔" ——— بوچا نے پیشانی پر شکنیں ڈال کر کہا۔

"اس لئے کہ اتنی لمبی پرواز کے لیے ایک خاص قسم کا پٹرولیم درکار ہوتا ہے۔ جو باگوتا ائیر پورٹ پر نہیں تھا۔ اس کے علاوہ ڈی سی نائن طیارے کا انجن اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ لمبی پرواز کر سکے۔" کیپٹن گلین نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر ہمیں اس طیارے کو تبدیل کر لینا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ دنیا کا سب سے واہیات طیارہ ہے اور ہم دنیا کے سب سے برے مسافر ہیں۔" ——— بوچا نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"طیارے کی تبدیلی کوئی معمولی عمل نہیں ہے بوچا۔ کوئی بھی مسافر کچھ بھی گڑ بڑ کر سکتا ہے۔ اور پھر تم اس کی زندگی ختم کر دو گے۔" کیپٹن گلین نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر پہلے اس طیارے کو میلانی ائیرپورٹ کی طرف لے چلو اور وہاں سے وہ سب چیزیں حاصل کرو جن کی تمہیں ضرورت ہے۔ چلو جلدی کرو۔ ہمارے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے۔" ——— بوچا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور کیپٹن گلین نے لاچارگی کی حالت میں طیارے کا رخ میلانی ائیرپورٹ کی طرف موڑ دیا۔ وہ ایک لحاظ سے فضائی آوارہ گرد بن چکے تھے اور ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ طیارے نے جب میلانی ائیرپورٹ کی طرف پرواز کرنا شروع کر دیا تو مسافروں والے حصے سے مس لارا نے آ کر بتایا کہ بوڑھے مریض ولیم کی حالت آخری

حد تک نازک ہو چکی ہے۔ اور یہ کہ اگر جلد بھرپور طبی امداد نہ ملی تو وہ ختم ہو جائے گا۔

بوڑھے مریض ولیم کی چیخیں پورے جہاز کے اندر گونج رہی تھیں۔ وہ حقیقتاً جان کنی کے عالم میں تھا۔ اس کا واویلا سن کر مسافروں کے دل دہلنے لگے اور وہ سوچنے لگے کہ واقعی یہ طیارہ آخر کب تک پرواز کرتا رہے گا۔ عالمی اصولوں کے مطابق ہر طیارے کا انجن ہر ائیرپورٹ پر چیک کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس طیارے کو اغوا ہوئے اور پرواز کرتے چوبیں گھنٹے ہو چکے تھے لیکن اس کا انجن کسی ایک جگہ بھی چیک نہیں کیا گیا تھا۔ طیارہ کسی وقت بھی خرابی سے زمین پر گر سکتا تھا یا کسی خوفناک حادثے کا شکار ہو سکتا تھا۔

علاوہ ازیں ہر طیارے کے پائلٹوں کو ایک معمول کی پرواز کے بعد آرام کا موقع دیا جاتا تھا اور ان کی ڈیوٹی تبدیل کی جاتی ہے جبکہ اس طیارے کے پائلٹ مسلسل اسے اڑانے میں مصروف تھے اور ایک لمحے کی لیے بھی نہیں سوئے تھے۔ انہیں مسلسل پرواز کرتے ہوئے یہ دوسری رات تھی۔ طیارے کی میلانی ائیرپورٹ پر آمد کے بارے میں خفیہ ایجنسیوں کو پہلے ہی سے رپورٹ مل گئی تھی اور اعلیٰ کمان نے طیارے کے لینڈ کرنے کے بعد کی حکمت عملی تیار کرنا شروع کر دی۔ ایکریمیائی انٹیلی جنس سروسز کے ڈائریکٹر جارج مین اور سی آئی اے کے سربراہ پیٹرسن نے اپنے مشترکہ اسپیشل ایجنٹ سے بات کی جو میلانی ائیرپورٹ پر مجرموں کی نشاندہی اور ان کے خلاف مناسب ایکشن لینے میں خاص

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

مہارت رکھتا تھا۔

''بس بہت ہو گیا یہ کھیل تماشا۔ اگر یہ اغواء شدہ طیارہ اسی طرح پرواز کرتا رہا تو اس کے تمام مسافر جلد یا بدیر موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔''———آئی بی کے ڈائریکٹر جارج نے اپنے اسپیشل ایجنٹ سے تقریباً چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

''آپ کے خیال میں ہمیں کیا حکمت عملی اختیار کرنا چاہیے۔'' اسپیشل ایجنٹ نے اس سے پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ تم اپنے اسکواڈ کی مدد سے اس طیارے کے پہیوں پر فائر کر کے انہیں برسٹ کر دو۔''———جارج نے تجویز پیش کی۔

''لیکن ایسا کرنے کا کیا فائدہ ہو گا۔ اگر ہائی جیکر اس کارروائی پر اشتعال میں آ گئے تو وہ مسافروں کو ہلاک کرنا شروع کر دیں گے۔'' سی آئی اے کے سربراہ نے پریشان کن انداز میں اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ ہر پائلٹ کو ہنگامی حالات سے نبرد آزما ہونے کی خاص ٹریننگ دی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کیپٹن گلین اور معاون پائلٹ گراہم اس صورت حال پر قابو پالیں گے اور ہائی جیکروں کا غصہ ٹھنڈا رکھنے میں کامیاب رہیں گے۔''———جارج نے اطمینان بخش جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر اس کارروائی کی فوراً تیاری کی جائے۔ طیارہ

ائیر پورٹ پر لینڈ کرنے ہی والا ہے۔''———سی آئی اے کے سربراہ نے بھی اسپیشل ایجنٹ کو اپنی رضامندی سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

چنانچہ اسپیشل ایجنٹ نے فوراً ہی اس کارروائی کی تیاری شروع کر دی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک خفیہ مقام پر اس کی باقاعدہ ریہرسل کی اور اس امکان کا بھی جائزہ لیا کہ اس کارروائی کے بعد طیارے کے مسافروں کو باہر کیسے نکالا جائے گا۔ آئی بی اور سی آئی اے نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں طیارے کے پائلٹوں کو کچھ نہیں بتایا جائے گا۔ اگرچہ بین الاقوامی فضائی قوانین کے مطابق ایسے مواقع پر پائلٹ سے رابطہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن مسافروں کی حفاظت اور ہائی جیکروں کو اندھیرے میں رکھنے کے لیے ایسا کرنا ضروری سمجھا گیا۔

طیارے کے اندر پائلٹ کیپٹن گلین سوچ رہا تھا کہ وہ یوچا سے گزارش کرے کہ پرواز کرنے والے سارے مسافروں کو میلانی ایئرپورٹ پر رہا کر دے۔ سمورائی کو تو رہا کیا جا چکا ہے اور انہیں رقم بھی مل چکی ہے اور فیول کے معاملے میں بھی ان کا ہر مطالبہ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ تقریباً سارے ائیر پورٹس سے انہیں فیول دیا گیا ہے۔ ایسے میں مسافروں کو یرغمال رکھنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا تھا۔ طیارے کے میلانی ائیرپورٹ پر اترنے کے بعد یوچا کے حکم پر سب سے پہلے اس میں فیول تبدیل کیا جانے لگا۔ اس کے علاوہ کیپٹن گلین نے جن چیزوں کی فرمائش کی وہ مہیا کر دی گئیں۔ یہ تمام کام تاریکی میں ہو رہے تھے۔ اسی دوران اسپیشل سکواڈ کے پندرہ کمانڈوز اغواء شدہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

طیارے کے قریب چلے گئے۔ انہیں تاریکی کی وجہ سے کوئی نہیں دیکھ سکا۔ خاص طور پر بوچا کو پتہ ہی نہیں چل سکا جو کاک پٹ میں کھڑکی کے قریب ہی کھڑا تھا۔

فیول ٹرک جب وہاں سے دور چلا گیا تو ان اسپیشل کمانڈوز نے طیارے کے پہیوں پر فائر کھول دیا۔ ان کی اسٹین گنوں سے نکلنے والی گولیوں نے پہیوں میں سوراخ کر دیئے اور وہ زور دار دھماکوں سے پھٹ گئے۔ طیارے میں قیامت کا سا شور مچ گیا۔ اس لئے کہ کوئی سمجھ ہی نہ سکا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ طیارے کے پہیے تین طرف سے برسٹ ہوئے تھے اس لیے وہ ایک طرف کو جھک گیا۔ بوچا، فاشا اور ٹنڈن پہلے تو کچھ نہ سمجھ پائے لیکن پھر انہیں اندازہ ہو گیا تو وہ پاگلوں کی طرح چیختے چنگھاڑنے لگا۔ بوچا نے بوکھلا کر کاک پٹ کی کھڑکی سے اس ٹرک پر فائرنگ کر دی جو فیول دے کر وہاں سے جا رہا تھا۔ عالم دیوانگی میں کسی ہائی جیکر کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ بوچا کی فائرنگ سے فیول ٹرک یوں پھٹ گیا جیسے اس پر بہت بڑا میزائل مارا گیا ہو۔ ڈرائیور سمیت اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے رن وے پر دور تک پھیلتے چلے گئے۔ فاشا نے بھی مسافروں والے حصے میں دروازہ کھول کر ان کمانڈوز پر فائر کرنے کی کوشش کی جنہوں نے طیارے کے پہیوں کو برسٹ کیا تھا مگر تاریکی کی وجہ سے ان میں سے کوئی فاشا کی گولی کی زد میں نہ آ سکا۔ وہ سب پختہ کار کمانڈوز تھے اور زمین پر الٹے لیٹے ہوئے تھے۔

"ایکریمیائی کتوں نے ہمیں کاٹنے کی کوشش کی ہے۔ اب ہم سارے مسافروں کو ایک ایک کر کے ہلاک کر دیں گے اور ان کی لاشیں طیارے سے باہر پھینک دیں گے۔"______ بوچا نے بری طرح دہاڑتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے اسے گولی مارو بوچا۔ یہ وائرلیس پر کنٹرول ٹاور سے مسلسل رابطے میں تھا۔ اسی نے کوڈ ورڈز میں ایکریمیائی کتوں کو ایکشن لینے میں مدد دی ہو گی۔"______ فاشا نے کاک پٹ میں داخل ہوتے ہوئے غصیلے انداز میں معاون پائلٹ گراہم کی طرف ریوالور سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر بے رحمانہ انداز میں گراہم کو کالر سے پکڑ کر سیٹ سے کھینچا اور گھسیٹتا ہوا اسے مسافروں والے لاؤنج میں لایا اور ایک زوردار دھکے سے اسے نشستوں کی درمیانی جگہ پر پھینکا اور اس پر ریوالور تان لیا۔ اس کا یہ خوفناک رویہ دیکھ کر دونوں نازک اندام ائیر ہوسٹسز مس لارا اور مس میلون چیخنے لگیں۔

"نہیں۔ پلیز اسے مت مارنا۔ اس نے کچھ نہیں کیا ہے۔" وہ دیوانہ وار ہائی جیکروں سے رحم کی اپیلیں کرنے لگیں۔ لیکن ہائی جیکر فاشا نے سنی ان سنی کر دی۔ معاون پائلٹ گراہم نشستوں کی قطار کی درمیانی جگہ پر رینگتا ہوا چھپنے کی جگہ تلاش کرنے لگا جو ایک بے معنی فعل تھا۔ فاشا نے فائر کیا تو گولی گراہم کے دائیں بازو کا گوشت پھاڑتی ہوئی نکل گئی۔ اس نے ہولناک چیخ ماری اور اوندھے منہ فرش پر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

گر گیا۔ فاشا نے دوسری بار فائر کیا مگر گولی گراہم کو نہیں لگی اور یہ فائر خالی گیا۔ گراہم کی چیخوں سے مسافر لرز کر رہ گئے۔

"بس۔ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اسے ہلاک نہ کرو۔ ممکن ہے ہمیں بعد میں اس کی ضرورت پڑ جائے۔ اس لئے کہ ہم صرف ایک پائلٹ پر انحصار کر کے زیادہ دیر تک پرواز نہیں کر سکتے۔"۔۔۔۔بوچا نے کاک پٹ سے باہر آ کر فاشا کو روکتے ہوئے کہا۔ گراہم ہانپتا کانپتا ہوا فرش سے اٹھ گیا۔ خون سے اس کا پورا یونیفارم رنگین ہو گیا تھا۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنے زخمی بازو کو تھام رکھا تھا اور بری طرح کراہ رہا تھا۔ بوچا نے اسے گردن سے دبوچ کر کاک پٹ کی طرف دھکا دیا اور جب وہ اپنی نشست پر بیٹھ گیا تو بوچا نے ایئر ہوسٹس مس لارا کو حکم دیا کہ اس کی مرہم پٹی کر دے۔

"کیپٹن۔ اب فوراً یہاں سے پرواز کرو۔ میں اب ایک منٹ بھی یہاں نہیں رکنا چاہتا۔"۔۔۔۔بوچا نے انتہائی تلخی سے کیپٹن گلین کو حکم دیا۔

"رن وے پر طیارے کو دوڑائے بغیر ہم کیسے ٹیک آف کر سکتے ہیں بوچا۔ ہمارے طیارے کے ٹائر برسٹ ہو چکے ہیں۔ لینڈنگ کے وقت ٹائر بری طرح چھیلے گئے تھے۔"۔۔۔۔کیپٹن گلین نے فوراً حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ ٹائروں کو برسٹ کیا گیا ہے۔ لیکن وہ یہ سچ بوچا کو بتا کر اپنی اور مسافروں کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ ٹائر یقیناً ان دشمن کتوں نے برسٹ کئے ہیں۔ بہرحال میں کچھ نہیں جانتا۔ جیسے بھی ہو طیارے کو رن وے پر دوڑاؤ اور یہاں سے ٹیک آف کرو۔ میں ان اکریمیائی دشمنوں کو بعد میں سبق سکھا کر رہوں گا۔"۔۔۔۔بوچا نے ہسٹریائی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ کیپٹن گلین نے اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ پرواز کا مطلب یقینی موت کو دعوت دینا ہے لیکن بوچا نے اس کی ایک نہ سنی اور پرواز پر اصرار کرتا رہا۔ بادل نخواستہ کیپٹن گلین نے اپنی جان بچانے کے لئے طیارے کا انجن اسٹارٹ کر دیا۔

طیارے کے انجن اسٹارٹ ہوتے ہی اس کے پہیوں سے زبردست چرچراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ دوسرے لمحے ڈی سی نائن طیارہ جھٹکے لیتا ہوا رن وے کی طرف چلنے لگا۔ اس کے پہیوں پر چڑھا ہوا ربر کٹ کٹ کر ٹکڑوں کی شکل میں اڑنے لگا۔ جب ربڑ ختم ہو گیا تو فولادی پہیے رن وے سے رگڑ کھانے لگے اور یہ رگڑ ایسی تیز رفتار تھی کہ ان سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ طیارے میں بیٹھے ہوئے مسافر مزید دہشت زدہ ہو کر خوف سے چیخنے چلانے اور کئی تو دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ سارے طیارے میں خوفناک سراسیمگی پھیل گئی اور سب کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ تینوں ہائی جیکروں کے لئے بھی یہ صورت حال غیر یقینی تھی اور وہ خود بھی پریشان ہو چکے تھے۔

کیپٹن گلین نے اسپیکر پر طیارے کے اندر ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا تھا۔ دونوں ایئر ہوسٹس لارا اور میلون نے ایک دوسرے کو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

بازوؤں میں تھام لیا اور زوردار ہچکیاں لے کر رونے لگیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ بوچا سوچ رہا تھا کہ طیارہ ایسی صورت میں پرواز نہیں کر سکتا اور یہ اچانک ہی کسی بھی طرف مڑ جائے گا۔ عین ممکن ہے کہ ٹیک آف کے ساتھ ہی شہر کے آبادی والے حصے پر گر جائے۔ ایسی صورت میں زبردست تباہی پھیل جائے گی۔ کچھ اسی قسم کے خیالات کیپٹن گلین اور معاون پائلٹ گراہم کے دل و دماغ میں بھی پیدا ہو رہے تھے۔ اگرچہ وہ دونوں نہایت کامیابی سے اپنے طیارے کو کنٹرول کئے ہوئے تھے۔ مسافروں میں سے کچھ لوگ خشوع وخضوع سے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ کاش ہائی جیکر اسے روک لیں اور دوبارہ نہ اڑائیں تاکہ وہ مکمل تباہی سے بچ جائے۔ ورنہ اگر طیارہ یونہی غیر ہموار پرواز کرتا رہا تو کسی وقت بھی تباہ ہو جائے گا۔ طیارے کی تباہی کے ساتھ ہی تمام مسافروں کے موت کے منہ میں چلے جانے کے یقینی امکانات پیدا ہو چکے تھے۔

ڈی سی نائن طیارہ جب رن وے کے سرے پر پہنچ گیا تو کیپٹن گلین نے اس کی رفتار مزید تیز کر دی۔ اور طیارہ جب رن وے کے بالکل آخری سرے پر پہنچ گیا تو کیپٹن گلین نے ٹیک آف کا لیور دبانے سے پہلے رفتار بتانے والی سوئی کی طرف دیکھا جو کہ دو سو کا ہندسہ کراس کر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ڈی سی نائن کو زمین سے فضا میں جانے کے لیے دو سو چالیس سے تین سو میل فی گھنٹہ کی رفتار درکار ہوتی ہے۔ کیپٹن گلین نے تیزی سے تھروٹل کو پیچھے کھینچا اور طیارے کو فضا

میں بلند کرنے کے لیے مخصوص لیور کو دباتا چلا گیا۔ رن وے کے اختتام پر طیارہ پوری تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا فضا میں اٹھ گیا اور کیپٹن گلین کی توقعات کے برخلاف طیارہ ہموار طریقے سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا حالانکہ معاون پائلٹ گراہم نے خوف و دہشت کی حالت میں اپنی آنکھیں موند لی تھیں کہ شاید طیارہ فضا میں بلند نہ ہو سکے۔ کیپٹن گلین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ بوچا جو ٹیک آف کے وقت لڑکھڑا رہا تھا۔ اب سنبھل چکا تھا۔

''بوچا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی بیرونی طاقت نے اس طیارے کو فضا میں اٹھا لیا ہو۔'' کیپٹن گلین نے سکتے کی سی حالت میں کہا۔ مگر بوچا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

طیارہ میلانی ائیرپورٹ سے پرواز کے بعد آگے نکل گیا تو کیپٹن گلین نے پلٹ کر بوچا سے کہا کہ اب یہ طیارہ معمول کے مطابق لینڈ نہیں کر سکے گا اور اب کریش لینڈنگ کے ذریعے ہی لینڈ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد پرواز کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' کیپٹن گلین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں نے آخری فیصلہ کر لیا ہے۔ اب اسے واپس باگوٹا لے چلو۔ ہم وہیں پناہ حاصل کر سکتے ہیں۔ دنیا کا کوئی اور ملک ہمیں قبول نہیں کرے گا۔ اپنی نئی زندگی شروع کرنے کے لیے ہمیں واپس وہیں جانا ہوگا۔''۔۔۔۔۔ بوچا نے گھمبیر آواز میں کہا۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

چنانچہ کیپٹن گلین نے طیارے کا رخ براعظم جنوبی اکریمیا کے کمیونسٹ ملک کلب لینڈ کے باگونا ائیرپورٹ کی طرف موڑ دیا۔ طیارہ کچھ گھنٹے قبل بھی وہاں لینڈ کر چکا تھا لیکن کلب لینڈ کے اعلیٰ حکام کی طرف سے ان کی کوئی شنوائی ہوئی تھی۔ لیکن اس بار بوچا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو انہیں اسی ملک میں پناہ حاصل کرنا تھی کیونکہ سمورائی جیل سے رہائی کے بعد وہیں موجود تھا اور ان کا اہم ترین ایجنٹ کارٹل بھی اس ملک کی بااثر شخصیات میں سے ایک تھا۔ چنانچہ ان کے لیے کسی اور طرف جانا بالکل فضول تھا۔ ان کی محفوظ ترین جائے پناہ کلب لینڈ ہی تھی۔

کیپٹن گلین نے طیارے کا رخ کلب لینڈ کی طرف موڑنے کے بعد اس کا ائیرکنڈیشنز بند کر دیا تھا تاکہ طیارے کی توانائی کم سے کم خرچ ہو۔ اس وجہ سے طیارے کے مسافروں کو تھوڑی دیر بعد ہی پسینے آنے لگا مگر وہ دعائیں مانگنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ رات ساڑھے گیارہ بجے کیپٹن گلین نے بوچا سے کہا کہ وہ باگونا ائیرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے خود بات کرے۔ کیونکہ وہ لوگ ان کے طیارے کو نیچے اترنے کی اجازت نہیں دے رہے۔ چنانچہ بوچا نے کنٹرول ٹاور پر اعلیٰ حکام سے خود بات کی اور طیارے کی حالت سے انہیں آگاہ کیا۔ اس نے کیپٹن گلین کے کہنے پر بتایا کہ طیارہ عام طریقے سے لینڈ نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انہیں کریش لینڈنگ کی اجازت دی جائے اور کریش لینڈنگ کے انتظامات کئے جائیں۔"۔۔۔۔ بوچا

نے چیف آپریٹر کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس کریش لینڈنگ کے انتظامات نہیں ہیں۔ اور ہاں۔ یہ بتاؤ کہ اس وقت تمہارے طیارے میں کتنا فیول ہے۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کلب لینڈ کے فارن سیکرٹری نے اس سے پوچھا۔ بوچا نے اس بارے میں کیپٹن گلین سے بات کی اور اس سے معلومات حاصل کر کے فارن سیکرٹری سے مخاطب ہوا۔

"مسٹر فارن سیکرٹری۔ طیارے میں صرف اتنا فیول ہے کہ ہم صرف تیس منٹ تک مزید پرواز کر سکتے ہیں۔ اگر تم لوگوں نے کوئی رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ہم مجبوراً فضا میں چکر کاٹیں گے اور اس فیول کے ختم ہونے پر طیارے کو ائیرپورٹ کی عمارت یا کسی گنجان آبادی والے حصے پر گرا دیں گے۔"۔۔۔۔ بوچا نے الٹی میٹم دیتے ہوئے کہا اور اس کا یہ اثر ہوا کہ چند منٹ بعد ہی انہیں کنٹرول ٹاور کی طرف سے طیارے کو رن وے پر اترنے کی اجازت دے دی گئی اور کریش لینڈنگ کی صورت میں ہنگامی حالات سے نپٹنے کے انتظامات کئے جانے لگے۔ باگونا ائیرپورٹ پر بھی ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

کیپٹن گلین کے حکم پر ائیرہوسٹس مس لارا اور مس میلون نے طیارے کے مسافروں کو ایمرجنسی لینڈنگ کی ہدایات دینا شروع کر دیں۔ انہوں نے مسافروں کو بتایا کہ وہ ایک ایک تکیہ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیں اور جب طیارہ رن وے پر دوڑنے لگے اور اپنی رفتار کم کرنے لگے تو وہ

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

اپنے سر تکیوں پر رکھ لیں۔ ان کے ہاتھ اپنے سروں پر ہونے چاہیے تاکہ وہ شدید جھٹکا بھی برداشت کر سکیں۔ اور جب طیارہ رک جائے تو تمام مسافروں کو قطار کی شکل میں ایمرجنسی دروازے کی طرف جانا ہو گا۔ وہاں زمین تک جانے کے لیے پیراشوٹ سیڑھی پر سے پھسلتے ہوئے نیچے جائیں گے۔ اور اب سب لوگ خاموش ہو جائیں اور خدا سے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگیں۔“ ــــ یہ سب ہدایات سمجھانے کے بعد وہ خود بھی مسافروں کی مدد کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ ائیر ہوسٹس میلون کاک پٹ میں چلی گئی۔

”چیف۔ ہم نے مسافروں کو تمام ضروری ہدایات دے دی ہیں۔ اب کچھ اور تو نہیں کرنا۔ میرے اور لارا کے لیے کیا حکم ہے۔ کیا میں آپ کے پاس ٹھہروں۔“ ــــ مس میلون نے نہایت انکساری سے کیپٹن گلین سے کہا۔

”نہیں۔ اب تم اپنی نشست پر جاؤ۔ تمہیں ابھی بہت دنوں تک زندہ رہنا ہے۔“ ــــ کیپٹن گلین نے اس کا چہرہ تھامتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں کہا۔

مس میلون نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور سوچنے لگی کہ کیپٹن بہت حوصلہ مند اور بہادر انسان ہے۔ وہ اپنے آنسو پونچھتی ہوئی اپنی نشست پر آ گئی تاہم اسے کیپٹن کی باتوں کی صداقت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کا دل نہیں مان رہا تھا کہ وہ زندہ بچ سکیں گے۔ صرف ایک مدہوم سی امید کے سہارے ان سب کے حوصلے بندھے

ہوئے تھے۔ طیارے کا فیول جب ختم ہو گیا تو کیپٹن گلین نے اسے نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ اس کا فیول دانستہ ختم کیا گیا تھا تاکہ کسی حادثے کی صورت میں طیارے کو آگ نہ لگ سکے۔ تینوں ہائی جیکر بوچا، ٹڈن اور فاشا دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ ان کے پاس وہ بیگ تھے جن میں ڈالر بھرے ہوئے تھے۔ وہ سب سے پہلے خود طیارے سے اترنا چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے طیارے کے خارجی دروازے پر پہلے ہی ڈیرہ ڈال دیا تھا۔

اس بدقسمت طیارے کے کچھ مسافر اپنی زندگی سے مایوس تھے اور آنسو بہا رہے تھے۔ چند ایک نے ایک دوسرے سے الوداعی مصافحے شروع کر دیئے تھے۔ ایک درمیانی عمر کی سفید فام عورت فرط محبت سے اپنے دس سالہ بیٹے کی پیشانی چوم رہی تھی۔

”مجھے تم سے محبت ہے ٹام۔ خدا نے چاہا تو ہم جنت میں ملیں گے۔“ ــــ وہ جذبات سے رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔

”مجھے بھی آپ سے محبت ہے مما۔ میں آپ سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔“ ــــ اس کے کم عمر بیٹے نے روتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد رن وے کی پٹی سامنے آ گئی۔ کیپٹن گلین اور اس کے معاون گراہم نے طیارے کو بتدریج نیچے لانا شروع کر دیا۔ اس نے نہایت مہارت سے آہستگی سے طیارے کو رن وے پر ٹکایا تو رن وے چنگاریاں اڑنے لگیں اور جہاز کے اندر جلترنگ بجنا شروع ہو گیا۔ مسافروں کی نشستیں بری طرح جھٹکے کھانے لگیں۔ اور مسافر خوفزدہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہو کر چیخنے لگے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کا وقت آخر قریب آ پہنچا ہے۔

طیارے کے لینڈ کرتے ہی رن وے پر نصب کیے گئے پانچ نیٹ اوپن کر دیئے گئے۔ طیارہ رن وے سے رگڑ کھاتا ہوا پہلے نیٹ سے ٹکرایا اور نائیلون کی مضبوط ڈوریوں کے بنے نیٹ کو کچے دھاگے کی طرح توڑتا ہوا آگے نکل گیا۔ پھر دوسرا نیٹ بھی توڑ دیا اور پھر تیسرے نیٹ کو بھی ادھیڑتا ہوا آگے نکل گیا اور چوتھے نیٹ سے ٹکرایا اور اس چوتھے نیٹ کو نہ توڑ سکا اور اس میں پھنس کر رک گیا۔ اس کے انجنوں سے گاڑھا کثیف دھواں اٹھنے لگا تھا۔

یہ اغواء شدہ طیارہ کم و بیش تیس گھنٹے پرواز کرنے، تین مختلف ملکوں میں ہنگامی لینڈنگ کرنے اور چار ہزار سے زائد میل کا جان لیوا سفر طے کرنے کے بعد ہانپتا کانپتا ہوا ایک جگہ پر ساکت ہو گیا تھا۔ یہ ڈائمنڈ ائیرویز کی فلائٹ نمبر ڈبل فائیو کی آخری منزل تھی۔ طیارے کے رکتے ہی ہائی جیکروں نے اپنے ہیلمٹ اتار پھینکے اور طیارے کا دروازہ کھول کر اور رقم کے بیگ لے کر رن وے پر کود گئے اور پھر پھرتی سے دوڑتے ہوئے رن وے کے قریب اگی ہوئی گھاس میں جا کر پوشیدہ ہو گئے۔ بہت سے کمانڈوز نے جو کہ آتشیں اسلحہ سے لیس تھے۔ آگے بڑھ کر طیارے کو گھیرے میں لے لیا لیکن اس وقت تک تینوں ہائی جیکرز قد آدم گھاس کے اندر ہی اندر پوری تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے طیارے سے بہت دور جا چکے تھے اور کمانڈوز کو اس کا کوئی علم نہیں ہو سکا۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ہائی جیکرز طیارے کے

اندر ہیں حالانکہ وہ طیارہ چھوڑ کر جا چکے تھے۔

کچھ ہی دیر میں فارن منسٹر ایک بلٹ پروف بکتر بند گاڑی میں سوار ہو کر طیارے کے قریب آ گیا۔ اب لاؤڈ اسپیکر پر ہائی جیکرز کو نہتا ہو کر طیارے سے باہر آنے کی ہدایت کی جانے لگی۔ لیکن کیپٹن گلین نے بتایا کہ ہائی جیکرز تو طیارے سے باہر جا چکے ہیں۔ پھر سارے مسافر نیچے اتر آئے۔ وہ سب محفوظ تھے اور اس معجزے پر انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ کیپٹن گلین اور معاون پائلٹ گراہم بھی طیارے سے باہر آ گئے۔ تھکن اور نیند سے ان کا برا حال تھا۔ گراہم تو زخمی بھی تھا۔

کلب لینڈ کے فارن منسٹر نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگا لیا۔

”تم تحسین و آفرین کے مستحق ہو کیپٹن۔ تم نے کمال دانشمندی سے نہ صرف اس طیارے کو ہائی جیکرز سے محفوظ رکھا بلکہ سارے مسافروں کی جانیں بھی بچالیں۔ تم نے کمال مہارت سے کریش لینڈنگ کی اور جہاز کو کسی حادثے کا شکار نہیں ہونے دیا۔ ویل ڈن کیپٹن۔ ہم تمہاری مہارت اور حاضر دماغی کو سیلوٹ پیش کرتے ہیں۔“ ــــــ فارن منسٹر نے بے حد ممنونیت سے کہا۔ اس کے بعد دیگر اعلیٰ حکام بھی تیزی سے ائیرپورٹ پر آنا شروع ہو گئے جن میں ایکریمیائی سفارت خانے کے لوگ بھی شامل تھے۔ مسافروں کو وی آئی پی لاؤنج میں لے جایا گیا اور ان کی تواضع کافی چائے اور ہلکے ناشتے سے کی گئی۔ ان سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ خوشی کے آنسو۔ وہ ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے اور فرط جذبات سے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ادھر بوچا اپنے دونوں ساتھیوں ٹنڈن اور فاشا کے ہمراہ گھاس کے اندر ہی اندر دوڑتا ہوا خار دار تاروں کی اس اونچی دیوار کے قریب پہنچ گیا جو ائیرپورٹ کی حدود کے چاروں طرف حفاظتی نقطہ نظر سے لگائی گئی تھی۔ اس آہنی خار دار تاروں کو پھلانگنا ممکن نہیں تھا کیونکہ اس میں برقی رو بھی دوڑ رہی تھی۔ بوچا نے اپنے سائلنسر لگے ریوالور سے فائر کر کے ایک جگہ سے تاریں اڑا دیں اور راستہ بنا کر وہ ائیرپورٹ حدود سے باہر نکل گئے۔ تاریں کٹنے سے ائیرپورٹ کے سیکورٹی الارم بجنا شروع ہو گئے اور سیکورٹی ہائی الرٹ ہو گئی۔ لیکن ان کی طرف سے کسی کارروائی سے قبل ہی بوچا اور اس کے ساتھی تیز رفتاری سے دوڑتے ہی ایک ذیلی سڑک پر آ گئے۔

سڑک پر ایک کار کھڑی تھی اور ایک آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا۔ بوچا کسی عقاب کی مانند اس پر جھپٹا اور اس نے دروازہ کھول کر ریوالور کا دستہ اس کی کھوپڑی پر دے مارا۔ وہ لہرا کر بے ہوش ہو گیا۔ فاشا اور ٹنڈن نے گھسیٹ کر اسے کار سے نکالا اور قریبی جھاڑیوں میں ڈال دیا۔ پھر وہ تینوں کار میں سوار ہوئے اور وہاں سے تیز رفتاری سے روانہ ہو گئے۔ کچھ دیر میں وہ مضافات کی ایک پہاڑی پر پہنچ چکے تھے جس کی عین چوٹی پر ایک سفید براق محل نما عمارت دکھائی دے رہی تھی جو ان کے اہم ترین ایجنٹ کارٹل کا رہائشی بنگلہ تھا۔ ان کا باس سمورائی پہلے ہی وہاں پہنچ چکا تھا۔ ان کے وہاں پہنچنے پر سمورائی نے نہایت گرمجوشی سے بوچا، ٹنڈن اور فاشا کو گلے لگا لیا۔

عمران پر آج کل کافی بوریت چھائی ہوئی تھی۔ وہ بالکل فارغ تھا۔ صبح اٹھ کر ورزش کرنے، ٹیلی ویژن دیکھنے یا مختلف میگزینز کے مطالعہ میں سر کھپانے کے علاوہ اسے کوئی کام نہ تھا۔ سلیمان اگرچہ اس کے لیے طرح طرح کے پکوان تیار کرتا رہتا تھا اور یہ بھی بہت غنیمت تھا۔ ورنہ سلیمان کا دعویٰ تھا کہ وہ جب بھی عمران کے لئے کوئی غیر معمولی بلکہ خاص الخاص ڈش تیار کرتا تھا تو عین وقت پر عمران کو کوئی مشن درپیش آ جاتا ہے۔ چنانچہ بعد ازاں وہ اہم ڈش سلیمان کو خود چٹ کرنا ہوتی تھی یا پھر کچرے میں چلی جاتی تھی اور بلیوں کی خوراک بنتی تھی۔

آج بھی سلیمان اس کے لئے بغدادی مرغ ثرید حلیم تیار کر رہا تھا۔ اور اس کا دعویٰ تھا کہ تمام مصالحہ جات بمعہ مرغ کے بغداد سے درآمد کئے گئے ہیں۔ اس نے عمران کو مطلع کیا تو وہ کافی حیران ہوا۔ اسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

یقین نہیں تھا کہ یہ چیزیں بغداد سے درآمد کی جا سکتی ہیں۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ مصالحہ جات کی حد تک تو میں یقین کر سکتا ہوں کہ بغداد سے منگوائے گئے ہوں گے۔ لیکن یہ زندہ و جاوید مرغ وہاں سے کیسے چلا آیا۔ یہ کچھ حیران کن بات ہے۔“ ——— عمران نے اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نہیں جانتے صاحب۔ آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ یہاں فائیو سٹار ہوٹل والے بغداد سے مرغ منگواتے ہیں۔ ان عربی مرغوں سے وہ اپنے معزز کسٹمرز کے لیے بغدادی ثرید حلیم کی شاندار ڈشز تیار کرتے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے یہ ڈش تیار کی ہے۔ ہوٹل سے بغدادی مرغا بعوض دس ہزار پانچ سو پچپن روپے میں لے کر آیا ہوں۔ لیکن آپ مطمئن رہیں۔ شام تک ڈش تیار ہو جائے گی۔“ ——— سلیمان نے فخر سے سینہ چوڑا کرتے ہوئے کہا جیسے کوئی غیر معمولی کارنامہ سرانجام دے رہا ہو۔

”کیا۔ کیا کہا تم نے۔ دس ہزار پانچ سو پچپن روپے کا صرف ایک مرغا خرید کر لائے ہو۔ ارے گھامڑ۔ میرے باپ نے کیا مجھے فیکٹریاں لگا کر دے رکھی ہیں۔ میرے خون پسینے کی کمائی تم نے یوں چٹکی بجاتے میں اڑا دی۔ میں تیرا خون پی جاؤں گا۔“ ——— عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”آپ تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہیں صاحب۔ یہ کون سی بڑی رقم ہے۔ سر سلطان صاحب کو یہ ڈش نوش فرمانے کی دعوت دے دیں

وہ ویسے ہی آپ کو پانچ لاکھ انعام میں دے جائیں گے۔ ایسی زبردست ڈش ہے یہ۔“ ——— سلیمان نے گویا اسے نسخہء کیمیا بتاتے ہوئے کہا اور عمران سوائے اسے زہر پاش نظروں سے گھورنے کے اور کیا کر سکتا تھا۔ یہ حقیقت تھی کہ سلیمان اتنا قیمتی ترین مرغا فائیو سٹار ہوٹل سے خرید کر لے آیا تھا۔

”کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ اب میں لوگوں کو کھانا کھلا کر ان سے انعام وصول کیا کروں گا۔“ ——— عمران نے کسی خونخوار بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور سلیمان بے چارہ بغلیں جھانکتا ہوا واپس کچن کی طرف چلا گیا۔ اسی لمحے عمران کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے سر سلطان بول رہے تھے۔

”کیسے ہو عمران۔ کیا کر رہے ہو۔“ ——— انہوں نے اپنے مخصوص شفقت آمیز لہجے میں پوچھا۔

”بہت اچھا ہوں جناب۔ اور کافی مہنگی ڈش تیار کروا رہا ہوں۔“ عمران نے مرجھائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”بھئی اگر مہنگی ڈش کھا رہے ہو تو یقیناً وہ غیر معمولی ہو گی۔ پھر تمہاری آواز میں مایوسی کیوں ہے۔“ ——— سر سلطان نے حیرت کا اظہار کیا۔

”میں نے یہ نہیں کہا جناب عالی کہ میں مہنگی ترین ڈش کھا رہا ہوں۔ یہ کہا ہے کہ صرف تیار کروا رہا ہوں۔ اب یہ میری قسمت کہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

اسے کھانے کا موقع بھی ملتا ہے یا نہیں۔ بہرحال آپ فرمائیے کیسے یاد فرمایا۔"۔۔۔۔۔عمران نے گلوگرفتہ آواز میں کہا۔ اس کی بات سن کر دوسری طرف سے سرسلطان بے ساختہ ہنسنے لگے۔

"میرے خیال میں کچھ عمدہ ڈشز میرے پاس بھی ہیں تمہارے لیے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ آج رات فارغ ہو۔"۔۔۔۔۔سرسلطان نے اس بار قدرے سنجیدگی سے پوچھا۔

"بالکل فارغ ہوں جناب۔ بلکہ جب سے میں پیدا ہوا ہوں فارغ ہی ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ میرے والد محترم کو میری فراغت ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ بلکہ دونوں آنکھوں سے بھی نہیں بھاتی۔ اب یہ ان سے کون پوچھے کہ اگر بیٹا فارغ قسم کا آدمی ہے تو اس میں بیٹے کا کیا قصور۔ دنیا میں بے شمار لوگ فارغ ہوتے ہیں بلکہ ہر لحاظ سے فارغ ہوتے ہیں۔ اب یہی دیکھ لیں کہ کیپٹن فیاض دماغی طور پر ایک فارغ بندہ ہے لیکن پھر بھی اپنے آپ کو مصروف ترین سمجھتا ہے۔ دراصل اس دنیا میں کوئی بھی اپنے آپ کو فارغ ظاہر کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔"۔۔۔۔۔عمران نے فراغت کے موضوع پر باقاعدہ ایک مقالہ پڑھتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے سرسلطان کی ہنسی وقفے وقفے سے سنائی دیتی رہی۔ وہ مسلسل ہنستے چلے جارہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ایک فارغ ترین آدمی ہو۔ لہٰذا اب میری بات غور سے سنو۔ آج رات میرے گہرے اور قریب ترین دوست نوابزادہ ضیاء اللہ خان کے اکلوتے بیٹے نوابزادہ راشدی کی

شادی ہو رہی ہے۔ بارات ان کے ڈیفنس والے بنگلے سے قریب ہی دلہن والوں کے ہاں جائے گی۔ انہوں نے مجھے نہ صرف شادی میں مدعو کیا ہے بلکہ مہمان خصوصی کا اعزاز بھی عطا کیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرے بیوی بچے آج کل تعطیلات منانے یورپ گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ نوابزادہ راشدی کی شادی میں تم بھی میرے ساتھ شرکت کرو۔ شام چھ بجے تم میرے ہاں آجاؤ۔ یہاں سے اکٹھے نوابزادہ ضیاء اللہ کے ہاں جائیں گے۔"۔۔۔۔۔سرسلطان نے پرخلوص انداز میں عمران کو پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال کافی سے زیادہ نیک ہے۔ نوابزادوں کی شادیاں ویسے بھی بہت دھوم دھڑکے سے ہوتی ہیں۔ لیکن کسی خاتون کے بغیر شادی میں شرکت کا کیا مزہ آئے گا۔ لہٰذا میرا ذاتی خیال ہے کہ ہمارے ساتھ ایک عدد خاتون کا ہونا بھی ضروری ہے۔"۔۔۔۔۔عمران نے نہایت کھلنڈرے پن سے کہا۔ اور اس کی بات سن کر سرسلطان زور زور سے ہنسنے لگے۔

"بھئی تم شادی شدہ تو ہو نہیں۔ پھر یہ ایک عدد خاتون کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤ گے۔"۔۔۔۔۔انہوں نے تمکنت بھرے لہجے میں عمران سے کہا۔

"جناب۔ اگر میں غیر شادی شدہ ہوں تو پھر کیا ہوا۔ آخر میں بھی ایک انسان ہوں۔ میں بھی احساسات اور جذبات رکھتا ہوں۔ لہٰذا کوئی اور خاتون ملے یا نہ ملے۔ لیکن مس جولیا کو ضرور اپنے ساتھ لے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

آؤں گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو۔“ ——— عمران نے معصومیت سے کہا۔

”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے عمران۔ تم ضرور مس جولیا کو اپنے ساتھ لے آؤ۔ مجھے بے حد خوشی ہو گی۔“ ——— سر سلطان نے فوراً ہی کہا۔ پھر مزید کہنے لگے۔

”اور ہاں۔ دیکھو۔ ویسے تو مجھے یقین ہے کہ تم پابندی وقت کا بہت خیال رکھتے ہو۔ لیکن پھر بھی تاکید ہے کہ چھ بجے شام میرے غریب خانے پہنچ جانا۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“ ——— سر سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب عالی۔ بندۂ خاکسار پکا گنہ گار عین وقت پر آپ کے غریب خانے۔ اوہ معاف کیجئے۔ آپ کے دولت خانے پر آپ کی دولت لوٹنے۔ اوہ پھر معاف کر دیجئے۔ شادی میں شرکت کے لیے پہنچ جائے گا۔ بس آپ سے یہ گزارش ہے کہ وقت مقررہ پر آپ اس بندۂ ناخلف کے لئے چشم براہ رہیں۔“ ——— عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے سر سلطان نے بے اختیار قہقہے اچھالتے ہوئے اوکے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ چنانچہ عمران اس کے بعد لباس تبدیل کر کے فلیٹ سے نکل گیا۔ سلیمان نے چیخ چیخ کر اسے بتایا کہ رات کو عمران لازماً فلیٹ پر واپس آ جائے کیونکہ بغدادی مرغ ثرید حلیم بے چینی سے اس کی منتظر ہو گی۔ مگر عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

فلیٹ سے نکل کر عمران نے گیراج سے اپنی نئی شیراڈ کار نکالی اور شاپنگ مال کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ ایک عمدہ بنارسی ساڑھی اور اس سے میچنگ لیڈیز جوتے خریدنا چاہتا تھا۔ اگرچہ عمران کو خواتین کے ملبوسات واشیاء کی خریداری کا کوئی تجربہ نہ تھا لیکن پھر بھی اس نے اندازے سے ایک ٹیکنی کلر کی بنارسی ساڑھی اور لیڈیز جوتے خرید لئے اور وہاں سے جولیا کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے کال بیل بجائی تو دروازہ جولیا نے ہی کھولا اور عمران کو یوں بغیر اطلاع کے اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر بے حد حیران ہوئی۔

”خیریت تو ہے۔ تم اور یوں اچانک۔ یہاں۔ میرے فلیٹ پر۔“ جولیا نے شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”واہ جی واہ۔ نہ سلام نہ دعا۔ نہ صاحب نہ سلامت۔ اور آتے ہی یہ شکوہ شروع کر دیا کہ میں اچانک یہاں کیوں چلا آیا ہوں۔ ٹھیک ہے مجھے تمہارے اس لنگور ایکسٹو نے یہاں نہیں بھیجا ہے۔ بلکہ میں اپنی مرضی سے آیا ہوں۔ اب بتاؤ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے یا واپس چلا جاؤں۔“ ——— عمران نے جان بوجھ کر منہ بسورتے ہوئے کہا اور بچوں کی مانند روٹھا ہوا عمران کا منہ دیکھ کر جولیا کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

”تم اپنی فضول حرکتوں سے کبھی باز نہیں آؤ گے۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں کہ جب موت کا فرشتہ تمہاری روح قبض کرنے آئے گا تو تم اسے بھی تگنی کا ناچ نچا دو گے۔ آ جاؤ۔ اندر آ جاؤ۔“ ——— جولیا نے ازراہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

تمسخر عمران کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ نشست گاہ میں آ کر بیٹھ گئے۔

"مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آیا کہ آخر یہ تگنی کا ناچ کیا ہوتا ہے۔ لیکن میں بچپن سے اس کا نام سنتا چلا آ رہا ہوں۔ میرا بہت دل چاہتا ہے کہ میں تگنی کا ناچ دیکھوں۔" ــــ عمران نے کسی معصوم بچے کی طرح اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تم بہت ہی جاہل بلکہ گنوار آدمی ہو عمران۔ تمہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ تگنی کسی عورت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک محاورہ ہے۔" جولیا نے منہ بگاڑتے ہوئے ناگواری سے کہا۔

"محاوروں میں بھی عورتیں ہوتی ہیں۔ تم نہیں جانتی۔ آج کل عورتیں ہر جگہ گھسی ہوئی ہیں۔ حکمرانوں کے دلوں پر راج کرتی ہیں۔ آج کی سب سے بڑی طاقت عورت ہی ہے۔" ــــ عمران نے اپنے نیک خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میرا تم سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ اچانک اس وقت تمہاری تشریف آوری کا مقصد کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ہاٹ کافی شوق سے پیتے ہو۔ اس کے بعد تم چیونگم چباؤ یا نہ چباؤ۔ وہ تمہاری مرضی۔ میں تمہارے لئے ہاٹ کافی بنانے کچن میں جا رہی ہوں۔" ــــ یہ کہتے ہوئے جولیا اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ کافی کے دو مگ تیار کر لائی اور وہ دونوں صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھ کر کافی کی چسکیاں لینے لگے۔

"میں تمہارے لئے ایک ساڑھی لے کر آیا ہوں۔ بنارسی ہے۔ امید ہے تمہیں پسند آئے گی۔" ــــ عمران نے پیکٹ کھولتے ہوئے کہا اور ساڑھی نکال کر جولیا کے سامنے رکھ دی۔ اس کے ساتھ ہی میچنگ جوتے بھی۔ جولیا یہ اشیاء دیکھ کر سخت حیران ہوئی۔

"بنارسی ساڑھی۔ لیکن میں نے تو کبھی ساڑھی نہیں پہنی عمران۔" جولیا نے شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ آج پہن لو۔ نوابزادیوں کا شاہانہ لباس ہے۔ تم پر بہت جچے گا۔ کسی بیوٹی پارلر پر چلی جاؤ اور وہاں سے ساڑھی بندھوانا سیکھ لو۔" ــــ عمران نے اسے مشورہ دیا۔

"لیکن کیوں۔ آخر میں ساڑھی کیوں پہنوں۔ میرے پاس بے شمار ملبوسات ہیں۔ کچھ بھی پہن سکتی ہوں۔ لیکن تم کیوں چاہتے ہو کہ میں ساڑھی ضرور پہنوں۔" ــــ جولیا کی حیرت اپنی جگہ برقرار تھی۔

"بات دراصل یہ ہے کہ سر سلطان کے ایک گہرے دوست نواب زادہ کے بیٹے کی شادی آج رات ہو رہی ہے۔ اور انہوں نے اس شادی میں شرکت کے لیے ہمیں بھی مدعو کیا ہے۔ شادی کی یہ تقریب شاہی طرز کی ہوگی۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم یہ بنارسی ساڑھی زیب تن کر کے اس شاہی شادی میں میرے ہمراہ شرکت کرو۔" ــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں فرمائش کرتے ہوئے کہا اور جولیا اس کا یہ انداز دیکھ کر چونک پڑی۔

"کیا کہہ رہے ہو عمران۔ میں تمہارے ساتھ شادی کی تقریب میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

شرکت کروں گی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ ایسے موقعوں پر تم ہمیشہ رنگ میں بھنگ ڈال دیتے ہو۔"____جولیا نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"رنگ میں بھنگ۔ بھئی واہ۔ کیا خوب بات کہی ہے تم نے۔ رنگ تو وہاں ہوں گے ہی۔ اس میں تھوڑی سی بھنگ بھی ڈال دیں گے۔ شادی کی تقریب ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ مزہ آ جائے گا۔ ایسے موقعوں پر سب چلتا ہے۔"____عمران نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر تم اکیلے جاؤ اور خوب شرارتیں کرو اور سرسلطان کے ساتھ مل کر خوب بھنگ پیو۔ مجھے تمہارے ساتھ جانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"____جولیا نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔

"ایسا مت کہو جولیا۔ میں غیر شادی شدہ کنوارہ ہوں۔ اور ایسی شاندار تقریبات میں شرکت بغیر کسی نفیس خاتون کے انتہائی واہیات لگتی ہے۔ میری عزت کی خاطر براہ کرم میرے ساتھ چلو۔ خدا تمہیں تنویر کے عذاب سے بچائے۔"____عمران نے نہایت سنجیدگی سے اسے دعا دیتے ہوئے کہا اور جولیا کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس شرط پر تمہارے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو سکتی ہوں کہ تم نہایت سوبر بن کر جاؤ گے۔ اور کوئی چھچھوری حرکت نہیں کرو گے۔ ایک دم پرفیکٹ جینٹل مین بن کر جاؤ گے۔"____جولیا نے مشروط پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری شرط منظور ہے جولیا۔ تم دیکھو گی کہ میں نہ صرف پرفیکٹ جینٹل مین بنوں گا بلکہ اعلیٰ درجے کا رن مرید بھی نظر آؤں گا۔ دیکھ لینا تم۔"____عمران نے نہایت معصومیت سے جواب دیتے ہوئے کہا اور جولیا کی ایک بار پھر ہنسی چھوٹ گئی۔ پھر عمران وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شام پانچ بجے تک تیار ہو جانا۔ پورے چھ بجے سرسلطان کے ہاں پہنچنا ہے۔"____اس نے جولیا کو آگاہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس کے فلیٹ سے نکل کر واپس اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ سلیمان ابھی تک بغدادی ثرید حلیم تیار کرنے میں مصروف تھا۔ لیکن عمران نے اس سے زیادہ بات چیت نہیں کی اور بیڈ روم میں جا کر سو گیا۔ اس نے سلیمان سے کہہ کر دیا تھا کہ پورے چار بجے اسے جگا دیا جائے۔ چنانچہ سلیمان نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور چار بجے اسے نیند سے بیدار کر دیا۔ عمران نے کوٹ پتلون کے بجائے ایک نفیس سا رائل کلر کا شلوار قمیض عوامی سوٹ پہنا اور اس پر ویسکوٹ پہن کر پوری طرح تیار ہو کر جولیا کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جولیا کے فلیٹ پر پہنچ کر عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جولیا نے اس کی توقع کے عین برعکس وہی ٹیکنی کلر بنارسی ساڑھی باندھ رکھی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے میچنگ شوز بھی پہن رکھے تھے۔ اس نے عمران کو بتایا کہ ایک قریبی بیوٹی پارلر جا کر وہاں سے وہ ساڑھی بندھوا کر آئی ہے اور میک اپ بھی کروا لیا تھا۔ وہ واقعی اس لباس اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

میک اپ میں خوب بج رہی تھی۔

"جولیا ڈیئر۔تم نے تو میرا دل دھڑکن سمیت جیت لیا ہے۔تنویر کی ایسی کی تیسی وہ تمہیں ایسے پریوں والے روپ میں دیکھے گا تو جل کر کوئلہ اور اس کے بعد راکھ بن جائے گا۔" ——— عمران نے پرشوخ انداز میں تنویر کی شان میں قصیدہ پڑھتے ہوئے کہا۔

"تنویر کا ذکر یہاں مت کرو۔ مجھے خواہ مخواہ کوفت ہوتی ہے۔تم نے بتایا تھا کہ چھ بجے سر سلطان کے ہاں پہنچنا ہے۔کیا خیال ہے۔ چلیں۔" ——— جولیا نے نہایت سنجیدگی سے کہا اور عمران اثبات میں سر ہلانے لگا۔فلیٹ سے نکل کر وہ عمران کی نئی شیراڈ میں سوار ہوئے اور سر سلطان کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ عمران ہی کا انتظار کر رہے تھے۔عمران اور جولیا کو اس حلیے میں دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے۔

"آج تو تم دونوں خالص پاکیشیائی نظر آ رہے ہو۔ یہ اچانک تبدیلی کیسے آ گئی۔" ——— انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زندگی میں تبدیلی کا عمل نہ ہو تو زندگی کا مزہ نہیں رہتا حضور۔ لہذا گاہے بگاہے ہر چیز کو تبدیل ہوتے رہنا چاہیے ماسوائے بیوی کے۔ ویسے کچھ لوگ تو بیوی تبدیل کرنے میں بھی فخر محسوس کرتے ہیں۔" عمران نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور سر سلطان اس کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

"چلو اب جلد دولہا والوں کے ہاں پہنچنا ہے۔نوابزادہ ضیاء اللہ

خان میرے گہرے دوست ہیں۔تم سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔" سر سلطان نے کہا اور پھر وہ اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔

جب وہ وہاں پہنچے تو شادی والا گھر جنت کے کسی خوابناک گوشے کی طرح جگمگا رہا تھا۔ ہر طرف رنگ و روشنیوں کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ پاکیشیا کے اونچے طبقے کے وی آئی پیز چمکتے دمکتے ملبوسات میں چہکتے نظر آ رہے تھے۔ بارات کی روانگی میں کچھ وقت باقی تھا۔ دولہا نوابزادہ راشدی پوری طرح تیار ہو کر اپنے پنڈال میں دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا۔نوابزادہ ضیاء اللہ نے انتہائی گرمجوشی سے سر سلطان اور عمران وغیرہ کو خوش آمدید کہا۔ ایک ویٹر نے فوراً آگے بڑھ کر عمدہ مشروبات کے جام انہیں پیش کر دیئے۔ بنگلے کا لان لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کچھ لمحے نوابزادہ ضیاء اللہ کے ساتھ گزار کر عمران اور جولیا دولہا کے پنڈال کی طرف بڑھ گئے۔ وہ نہایت عالی شان اچکن، چوڑی دار سنہری پاجامے اور طرہ والے کلے میں ملبوس تھا۔خوشبوؤں سے وسیع وعریض لان معطر تھا۔عمران نے دولہا کے قریب بیٹھتے ہوئے اسے بطور سلامی ایک سو ایک روپے پیش کیے۔

"رقم بہت کم ہے۔ لیکن یہ ہماری قدیم ثقافت اور روایات کا عمدہ نمونہ ہے۔" ——— عمران نے وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا۔نوابزادہ راشدی نے "چونگے" کی یہ رقم خوش دلی سے قبول کر لی اور برا نہیں منایا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

''عمران صاحب۔ آپ کا بڑا نام سنا ہے۔ ڈیڈ کے دوست سرسلطان آپ کے بہت گرویدہ ہیں۔ آپ تو شادی شدہ ہیں جبکہ میری ابھی شادی ہو رہی ہے۔ اپنے کسی قیمتی مشورے سے نوازیں تو بڑی نوازش ہوگی۔''——نوابزادہ راشدی نے فرط مسرت سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ یقینی طور پر جولیا کو عمران کی بیگم خیال کر رہا تھا۔ جبکہ جولیا اس کی بات سن کر دل ہی دل میں اسے بے وقوف، جاہل، گنوار جیسے القابات سے نوازنے لگی۔ ادھر عمران کے چہرے کے شوخ تیوروں سے لگ رہا تھا کہ یہ بات سن کر اس کے دل میں ''پیٹھی والے لڈو'' پھوٹ رہے تھے۔

''ضرور۔ نوابزادہ صاحب۔ میں آپ کو سونے چاندی بلکہ پلاٹینیم سے بھی زیادہ قیمتی مشورے دے سکتا ہوں۔ اور میرے مشوروں پر عمل کرنے والا انسان شادی کا ایسا خوشگوار تاثر لیتا ہے کہ ایک پر تو اکتفا کر ہی نہیں سکتا اور اسلام کے سنہری اصولوں سے بھرپور مستفید ہونے کے لئے کمربستہ ہو جاتا ہے۔ اب آپ میرے مشورے سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔''——عمران نے کسی ماہر استاد کی مانند نوابزادہ راشدی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور وہ بے چارہ فوراً نہایت سنجیدگی سے اس کی باتیں سننے کے لیے تیار ہو گیا۔

''سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایک کامیاب آدمی وہ ہے جو بیوی کے اخراجات سے زیادہ کما سکے اور کامیاب عورت وہ ہے جو ایسا آدمی تلاش کر لے۔''——عمران نے اب باقاعدہ وہاں منڈلی جما لی تھی

اور پوری سنجیدگی سے شادی کے بارے میں نوجوانوں کو مشورے دینے میں مصروف ہو گیا۔ اور نوابزادہ راشدی کے دوست عمران کی باتیں سن کر تالیاں بجانے لگے۔

''اور غور سے سنو۔ کوئی عورت پیسے کے لیے شادی نہیں کرتی۔ البتہ شادی سے پہلے کسی امیر آدمی کی محبت میں گرفتار ہونے کی ضرور خواہش مند ہوتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ اپنی بیوی کے بارے میں کچھ بھی برا سوچ کر ندامت کا شکار مت ہونا کیونکہ تنہائی میں وہ تم سے بھی برا سوچتی ہے۔''——عمران نے بظاہر اپنے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات پیدا کرتے ہوئے کہا لیکن اندر سے ایک شریر شخص اٹھکیلیاں لے رہا تھا۔ اور نوجوان بھرپور انداز میں تالیاں بجا رہے تھے۔

''واہ واہ عمران صاحب۔ آپ تو ماہر شادیات ہیں۔'' نوابزادہ راشدی کے ایک دوست نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ جولیا کینہ توز نظروں سے عمران کو گھور رہی تھی اور سخت تلملا رہی تھی کہ آخر عمران نے وہی بچگانہ حرکتیں شروع کر دیں جس کا اسے اندیشہ تھا۔

''اور میری یہ بہت ہی قیمتی بات تو پلے باندھ لو۔ بلکہ رٹ لو۔ نوابزادہ راشدی۔ اگر کوئی دوست آپ کی بیوی ہتھیا لے جائے تو اس سے بڑا انتقام کوئی نہیں کہ اسے اسی کے ساتھ رہنے دیا جائے۔'' عمران نے معصومیت سے کہا اور نوابزادہ راشدی سمیت اس کے تمام دوست کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ اسی لمحے سر سلطان کولڈ ڈرنک کا گلاس تھامے اس طرف آ گئے۔ ان کے چہرے پر نہایت خوشگوار تاثرات چھائے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہوئے تھے۔

”کیا بات ہے عمران۔ بہت خوش نظر آ رہے ہو۔“ــــــ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل خوشی ایک راز ہے جناب۔ جسے چہرے کے تاثرات اور واقعات سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔“ــــــ عمران نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔

”واہ۔ کیا خوب فلاسفی پیش کی ہے۔ اسی سے تو لگتا ہے کہ تم علی عمران ایم ایس سی' ڈی ایس سی (آکسن) ہو۔ اچھا اب ایسا کرو کہ ذرا الگ آ کر میری ایک بات سن لو۔“ــــــ سر سلطان نے کہا اور عمران دولہا کے پنڈال سے نکل کر سر سلطان کے ہمراہ لان کے ایک الگ تھلگ گوشے میں آ گیا۔ وہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ سر سلطان کے چہرے پر اب مسکراہٹ کی جگہ گہری سنجیدگی اور تفکر کے تاثرات نظر آنے لگے تھے۔

”کیا بات ہے جناب۔ آپ نے مجھے یہاں الگ تھلگ جگہ پر بلوا لیا ہے۔ خیریت تو ہے۔“ــــــ عمران نے قدرے سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”خیریت ہی ہے عمران۔ یہ جولیا مکمل مشرقی لڑکی دکھائی دے رہی ہے۔ کہیں سچ مچ تم اس سے شادی تو نہیں کر رہے۔ بنارسی ساڑھی میں کیا خوب کھل رہی ہے۔“ــــــ سر سلطان نے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کے چہرے کی سنجیدگی اپنی جگہ برقرار تھی۔

”ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں جناب۔ بس شادی کی تقریب تھی اور وہ بھی نوابوں کی۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ مغربی لباس کی بجائے خالص ترین مشرقی اور نوابی لباس زیب تن کیا جائے۔ بس اتنی سی بات ہے۔“ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ دراصل میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ ابھی چند لمحے قبل انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر سے فون آیا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ایکریمیا کی جیل سے سمورائی کو اس کے ساتھیوں نے رہا کروا لیا ہے۔“ــــــ سر سلطان نے بتایا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

”سمورائی۔ وہ آزاد ہو گیا ہے۔“ــــــ عمران یہ خبر سن کر حیران رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ سمورائی کچھ عرصہ قبل ایکریمیا میں گرفتار ہو گیا تھا اور اس کی گرفتاری میں تھوڑا بہت ہاتھ عمران کا بھی تھا۔ سمورائی نہ صرف منشیات کا بین الاقوامی اسمگلر بلکہ سب سے بڑا ڈرگ مینوفیکچر بھی تھا۔ وہ مشرق کی سرزمین کاچان کا باشندہ تھا۔ عمران نے سمورائی کی ایکریمیا میں گرفتاری سے قبل اس کے ایک کاچانی نوجوان کارندے سانچا کو بارڈر سے گرفتار کیا تھا۔ سانچا ایک غریب کاچانی لڑکا تھا اور تعلیم کے حصول کے لیے کاچان سے کنگ لینڈ کے دارالحکومت لاڈان آ کر مقیم ہوا تھا۔ نہ جانے کس طرح اسے منشیات کی لت پڑ گئی اور وہ سمورائی گروپ میں شامل ہو گیا۔ ترقی کرتے کرتے وہ منشیات کی اس اہم ترین عالمی تنظیم کا ایک اہم ترین کارندہ بن گیا تھا۔ وہ سمورائی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کے لیے پاکیشیا کے ہمسایہ ملک افواتستان سے پوست کی فصل خریدتا تھا اور کنٹینرزوں میں بھر کر خفیہ راستوں سے مشرقی ایشیا کے ایک دوسرے ملک انگونا پہنچاتا تھا۔ جہاں سمورائی کی لیبارٹریاں اور فیکٹریاں اسے قیمتی منشیات کی شکل دیتی تھیں اور پھر اسے یورپ و ایکریمیا کے دولت مند ممالک میں سپلائی کر دیا جاتا تھا۔

عمران نے سانچا کو رنگے ہاتھوں اس کے پوست سے بھرے ہوئے کنٹینرزوں سمت پاکیشیا کے بارڈر سے گرفتار کیا تھا۔ تفتیش کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ وہ لاڈان کے ایک کالج میں جیوگرافی کا طالب علم تھا اور منشیات کی علت نے اسے گمراہ کر دیا تھا۔ اور وہ سمورائی گروپ کا کارندہ بن کر رہ گیا تھا۔ وہ بیس سالہ نوجوان اور معصوم شکل و صورت کا لڑکا تھا۔ عمران کو اس پر ترس آ گیا اور اس شرط پر اسے رہا کر دیا کہ آئندہ وہ کبھی غیر قانونی کاموں میں ملوث نہیں ہوگا اور وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے لاڈان واپس چلا جائے گا۔ اس کے بعد آج پھر سمورائی کا نام عمران کے سامنے آیا تھا۔ اور سانچا کا معصوم چہرہ بھی اس کی آنکھوں کے سامنے لہرانے لگا تھا۔ سر سلطان اس سے مخاطب تھے۔

''اس کے ساتھیوں نے ایک طیارہ اغوا کر کے اور مسافروں کو یرغمال بنا کر نہ صرف سمورائی کو ایکریمیائی جیل سے رہا کروا لیا ہے بلکہ ایکریمیا کی حکومت سے ایک کروڑ ڈالر بطور تاوان بھی حاصل کر لئے ہیں۔''——سر سلطان نے پر تشویش لہجے میں عمران کو بتایا اور پھر

انہوں نے مختصر ترین الفاظ میں عمران کو سمورائی، ہائی جیکروں اور ایکریمیائی حکومت کی کارروائی سے آگاہ کر دیا۔ عمران یہ سب باتیں سن کر گہری سوچ میں مبتلا ہو چکا تھا۔

''میرے خیال میں یہ ایک یقینی بات ہے کہ سمورائی رہائی کے بعد اپنی سابقہ سرگرمیاں دوبارہ شروع کر دے گا۔ اور اس کا براہ راست اثر پاکیشیا پر بھی پڑے گا۔''——سر سلطان نے نہایت سنجیدگی سے عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ سانچا کو آزاد کر کے میں نے غلطی کی تھی۔ دراصل میں سمجھ رہا تھا کہ وہ ایک معصوم طالب علم ہے اور جوانی کے جوش میں راہ راست سے بھٹک گیا ہے۔ اگر اسے موقع دیا جائے تو صحیح راستے پر واپس آ جائے۔ لیکن میرا اندازہ غلط نکلا۔ اب اسے ایک بار پھر گرفتار کرنا ضروری ہے اور اسی کے ذریعے ہم سمورائی تک پہنچ جائیں گے۔''——عمران نے گہری سنجیدگی سے سر سلطان کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران۔ اب یہ سارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور تم ہی اسے ہینڈل کر سکتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں پاکیشیا پر کوئی دھبہ نہ لگے۔ تم جانتے ہو کہ ایکریمیا والوں کو جب بھی کوئی نقصان ہو رہا ہوتو وہ پاکیشیا پر ہی الزام عائد کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ سمورائی کو گرفتار کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچا کر ایکریمیا والوں کے منہ بند کر دیئے جائیں۔''——سر سلطان نے پر تفکر لہجے میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کہا اور عمران نے ان کی بات سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد عمران نے شادی کی دیگر تقریبات میں شرکت نہیں کی اور رات اڑھائی بجے جولیا کے ہمراہ واپسی کی راہ لی۔ جولیا کو اس نے اس کے فلیٹ پر چھوڑا اور واپس اپنے فلیٹ پر آ کر فون پر کنگ لینڈ کے نیشنل جیوگرافیکل کالج کے آفس سے رابطہ قائم کیا جہاں اس کالج میں سانچا جیوگرافی کا ایک کورس کر رہا تھا۔ رابطہ قائم ہونے پر آفس اٹینڈنٹ نے عمران کو بتایا کہ کالج میں دو ماہ کے لیے موسم گرما کی تعطیلات شروع ہو چکی ہیں۔ تمام طالب علم ہوسٹل چھوڑ کر اپنے اپنے ملک واپس جا چکے ہیں۔ یہ سن کر عمران نے سانچا کے ملک کاچان جانے کا فیصلہ کر لیا۔ عمران کو اچھی طرح معلوم تھا کہ سانچا مشرق بعید کے ترقی یافتہ ملک کاچان کے ایک دور افتادہ پہاڑی قصبے میں رہتا ہے۔

بارش ایک دم شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت شام کے چھ بج رہے تھے۔ موسم گو کہ پہلے ہی بے حد سرد تھا لیکن بارش کی رم جھم کی وجہ سے اب مزید سرد ہو گیا تھا۔ سمورائی اپنے خاص ایجنٹوں کارٹل اور بوچا کے ساتھ کنگ لینڈ کے دارالحکومت لاڈان کے ایک سپر لگژری اپارٹمنٹ میں بیٹھا تھا۔ نشست گاہ میں ہیٹر کی گرمائش سے ماحول خاصا خوشگوار ہو رہا تھا۔ سمورائی کوئی مضمحل یا اعصاب کشیدہ آدمی ہرگز نہیں تھا لیکن ناگہانی طور پر آ پڑنے والی آفات و مشکلات کی شدت مضبوط سے مضبوط تر آدمی کو جسمانی طور پر جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں تو ایسا کچھ سمورائی کے ساتھ بھی ہوا تھا۔ وہ دنیا کا بہترین ننجا ماسٹر تھا اور مارشل آرٹ کے اس انوکھے فن میں دنیا کا کوئی دوسرا شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لیکن ایک طویل قید نے نہ صرف اس کے جسمانی نظام کو تلپٹ کر کے رکھ دیا تھا بلکہ اس کے فن پر بھی منفی اثرات نمودار کئے تھے۔ اور

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

اب وہ غیض وغضب اور انتقام کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن چکا تھا۔ ایکریمیا کے خلاف اس کے اندر زہر کا ایک دہکتا ہوا الاؤ کھول رہا تھا۔

سمورائی ننجا مارشل آرٹس کے ساتھ ساتھ غیر معمولی روحانی قوتوں پر بھی عبور رکھتا تھا۔ وہ ایک انتہائی غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل شخص تھا۔ لیکن گوشت پوشت کے بنے انسانی وجود کے ساتھ ایک یہی بہت بڑا مسئلہ ہے کہ نہ صرف ذہنی تفکرات کا عمومی طور پر شکار ہوتا رہتا ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی زندگی کے ناموافق بدلتے ہوئے حالات اس کے اندر اتھل پتھل مچا دیتے ہیں۔ لیکن اگر انسان اپنی ظاہری یا پوشیدہ فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو ایسے غیر متوقع بدلتے ہوئے حالات کو اپنے موافق بنا لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ سمورائی فطری طور پر مضبوط آہنی اعصاب کا مالک تھا اور غیر متوقع طور پر تبدیل ہوجانے والے کسی بھی قسم کے حالات پر قابو پانے کی شعوری طاقت رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دنیا کا سب سے بڑا ڈرگ اسمگلر، اسلحہ اسمگلر اور منی لانڈرنگ کا ذریعہ بن گیا تھا۔ گیمبلنگ کی دنیا میں اس کے نام کا سکہ چلتا تھا اور اس کا گینگ دنیا کا سب سے بڑا ٹیررسٹ گروپ بن گیا تھا۔ کوئی بھی غیر قانونی کام ان کے لیے ناممکن نہیں تھا۔ لیکن جب وہ قید ہو کر ایکریمیا کی جیل میں بند رہا تو وہاں بے پناہ جسمانی اور ذہنی تشدد نے اس کے آہنی اعصاب اور مضبوط نظام کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اب اگرچہ اس کے ساتھی اسے آزاد کروا چکے تھے لیکن وہ بری طرح سے جسمانی اور اعصابی کشیدگی کا شکار ہو چکا تھا اور ایکریمیا کے

خلاف اس کے اندر زہر کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

دھواں دھار بارش نے ہر طرف جل تھل کرنے کے علاوہ سردی کی شدت میں ناقابل برداشت حد تک اضافہ کر دیا تھا۔ کارٹل نے اپنے قریب رکھے الیکٹرک ہیٹر کی برنر ناب کو دو ڈگری تک مزید بڑھا دیا تاکہ کمرے کی گرمائش میں اضافہ ہو جائے۔ کرسمس کا تہوار قریب آ رہا تھا اور سمورائی نے یہ تہوار گیمبلنگ کی سرزمین مونٹی کارلو میں منانے کا فیصلہ کیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ سٹے کی ایک جعلی بازی کے ذریعے ایک بڑی رقم مونٹی کارلو سے مشرقی ملک اخوانستان بھجوانا چاہتا تھا جہاں سے اسے پوست کی ایک بڑی فصل خریدنا تھی اور اس کام کے لیے اس نے اپنے ایک نوعمر کارندے سانچا کو طلب کیا تھا جو اس کام کا ماہر تھا۔ وہ کاچانی باشندہ تھا اور لاڈال کے ایک مقامی کالج میں جیوگرافی کا مضمون پڑھتا تھا۔ لیکن گردش حالات نے اسے سمورائی کے گروپ میں شامل کر دیا تھا اور وہ تعلیم سے ہٹ کر جرائم کی دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ جلد ہی سانچا وہاں پہنچ گیا۔ اس کے وہاں آتے ہی سمورائی نے اسے سمجھانا شروع کر دیا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

”سب سے پہلے تمہیں یہاں سے اخوانستان جانا ہے۔ وہاں شیر خان سے ملو اور دو سو من پوست کی فصل کا سودا کرو۔ یہ پوست تمہیں کنٹینروں میں بھر کر زمینی راستے سے انگوتا میں ہماری لیبارٹریوں تک پہنچانی ہے۔ لیکن اس مرتبہ ترسیل کے راستے تبدیل کر دیئے جائیں گے کیونکہ ایکریمیائی سی آئی اے، پاکیشیائی خفیہ ادارے اور کاچان کی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

خفیہ ایجنسیاں مل کر ہمارے پیچھے لگ چکی ہیں۔ لہٰذا ان سب کی عقابی نظروں سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے ہمیں اپنے راستے بدلنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام تم سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا۔ شیر خان کو فصل کی ادائیگی مونٹی کارلو سے بذریعہ منی لانڈرنگ کی جائے گی اور رقم اس کے سوئٹزرلینڈ والے خفیہ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی جائے گی۔" سمورائی نے تفصیل سے سانچا کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن سانچا کے چہرے پر پریشانی اور تفکر کے گہرے اثرات تھے۔ سمورائی نے حیران کن نظروں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا۔

"باس۔ میں فی الحال افغانستان شیر خان کے پاس نہیں جا سکتا۔ کیونکہ کاچان میں ہمارے ڈرگ سپلائر کانتا نے ہمارے آبائی قصبے سے میری منگیتر سویٹی کو اغواء کر لیا ہے۔" ـــــــ سانچا نے غمزدہ آواز میں سمورائی کو بتایا۔

"تمہاری منگیتر کو اغوا کر لیا ہے۔ کانتا نے۔ لیکن کیوں۔" سمورائی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ چونکہ پچھلے کئی ماہ سے یعنی آپ کی گرفتاری کے بعد کانتا کو کاچان میں ڈرگز کی سپلائی رکی ہوئی ہے۔ اور وہ سمجھ رہا تھا کہ شاید میں جان بوجھ کر اسے منشیات فراہم نہیں کر رہا۔ اس نے کئی بار مجھے وارننگ دی کہ اس کا کاروبار تباہ ہو رہا ہے اور جلد ہی اسے مطلوبہ منشیات فراہم نہ کی گئیں تو وہ میری منگیتر کو اغواء کر لے گا۔ بالآخر اس نے اپنی دھمکی پر عمل کیا اور پچھلے ہفتے وہ سویٹی کو اغواء کر کے لے گیا۔

اب اس کا کہنا ہے کہ وہ اسی صورت میں سویٹی کو آزاد کرے گا جب ہم اسے منشیات کی سپلائی شروع کر دیں گے۔" ـــــــ سانچا نے تفصیل سے سمورائی کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"کانتا کی یہ جرأت کہ وہ سمورائی سے ٹکرائے۔ میں فی الحال کارٹل اور بوچا کے ہمراہ مونٹی کارلو جا رہا ہوں۔ وہاں پر سٹے کی ایک جعلی بازی کے ذریعے پانچ سو ملین ڈالرز کی رقم ہار کر شیر خان کے سوئٹزرلینڈ کے خفیہ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنی ہے تاکہ پوست کی فصل کی نئی کھیپ ہمیں فوراً وہاں سے حاصل ہو سکے۔ میرے جیل چلے جانے کے بعد تمام معاملات گڑبڑ ہو چکے ہیں۔ اب انہیں نئے سرے سے سنبھالنا ضروری ہے۔ ورنہ کلب لینڈ اور یورپ کے کئی منشیات کے زیرزمین ڈیلرز ہماری خالی جگہ پر کرنے کے لئے پر تولے بیٹھے ہیں۔" سمورائی نے گھمبیر لہجے میں اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گا باس۔" ـــــــ سانچا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فی الحال تم کاچان اپنے آبائی قصبے واپس جاؤ۔ اور وہاں کانتا کا سراغ لگانے کی کوشش کرو۔ تب تک میں مونٹی کارلو سے واپس آ جاؤں گا اور پھر دیکھیں گے کہ کانتا کے خلاف کیا کارروائی کی جا سکتی ہے۔" سمورائی نے سنسناتی ہوئی آواز میں سانچا سے کہا اور وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔ سانچا کا کالج موسم سرما کی تعطیلات کی وجہ سے بند تھا کرسمس کا تہوار بھی قریب آ رہا تھا اور سمورائی نے رنگینیوں اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سرمستیوں سے بھرپور یہ تہوار یورپ کے سب سے بڑے گیمبلر اور عیاش ترین ملک مونٹی کارلو میں اپنے قریبی ساتھیوں کے ہمراہ منانے کا فیصلہ کیا تھا اور اسی موقع پر اس نے اپنی زیر زمین کاروباری سرگرمیاں از سر نو شروع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مونٹی کارلو کو جوئے بازوں اور عیاشوں کی جنت کہا جاتا تھا اور غیر قانونی کالے دھن کا ایک بڑا حصہ اسی ملک میں جا کر خرچ کیا جاتا تھا۔

انتہائی سرد ترین موسم اور مسلسل برفباری کے باوجود لاڑان کے باسیوں کی آؤٹ ڈور سرگرمیاں بھی بام عروج پر تھیں۔ لگتا تھا کہ اکیسیوں صدی کے نئی نسل کے لوگ ہر قسم کے موسم کو اپنے موافق بنانے کے ہنر پر عبور حاصل کرتے جا رہے ہیں۔ دسمبر کی سرد ترین شام کو بھی عورتیں مرد، بچے اور بوڑھے لاڑان کے ”پکوڈلی سرکس“ کے علاقے میں باریک ملبوسات میں گھومتے پھرتے اور اٹھکیلیاں کرتے نظر آتے تھے۔ اس بے ہنگم نظام زندگی سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چنداں مشکل نہیں کہ دو عظیم جنگوں کی خونچکاں اور المناک تباہیوں سے بچ نکلنے والی یہ انسانی نسل اکیسویں صدی میں تیسرے جہنم کے دروازے پر دستک دینے میں حق بجانب ہے۔

بارش میں مزید شدت چلی آ رہی تھی۔ سمورائی اور کارٹل نے سگار سلگا لئے تھے۔ بوچا نے اٹھ کر کھڑکی کا پردہ تھوڑا سا سرکا دیا تا کہ برستی بارش کی رم جھم سے لطف اندوز ہو سکیں۔ سمورائی نے سانچیا کو اچھی طرح بریف کر دیا تھا کہ کس طریقے سے اسے ننجا مارشل آرٹس کے بل

بوتے پر کانتا پر قابو پانا ہے اور اگر پھر بھی کانتا اس کے قابو میں نہ آیا تو پھر سمورائی خود کاچان جا کر کانتا کو سبق سکھائے گا۔ وہ جانتا تھا کہ کانتا خود بھی ننجا مارشل آرٹ کا بہت بڑا ماسٹر اور ناقابل شکست چیمپئن رہ چکا تھا۔ جبکہ سانچیا ابھی اس انوکھے فن میں مہارت حاصل کر رہا تھا۔ اگلے دن سمورائی، کارٹل اور بوچا ائیر فرانسسکو کی ایک فلائٹ کے ذریعے مونٹی کارلو کے لئے روانہ ہو گئے جبکہ سانچیا اپنے ملک کاچان روانہ ہو گیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کاچان روانگی سے پہلے عمران نے سانچا کے لاڈان والے کالج میں دوبارہ فون کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اسے سانچا کا سیلولر فون نمبر دے دیں تاکہ وہ اس سے رابطہ کر سکے۔ خوش قسمتی سے عمران کو اس کے کالج آفس کے اٹینڈنٹ سے اس کے سیلولر فون کا نمبر مل گیا۔ چنانچہ عمران نے اس کا نمبر ملایا تو جلد ہی اسے دوسری طرف سے سانچا کی ملائم و شائستہ آواز سنائی دی۔

"لیس۔ سانچا کاشی مورا۔" ــــــ اس نے اپنا پورا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"علی عمران فرام پاکیشیا۔ مجھے امید ہے سانچا کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہو گا۔ اگرچہ ہماری ملاقات پاکیشیا اور اخوانستان کے بارڈر پر نامساعد حالات میں ہوئی تھی لیکن اس کا انجام خوشگوار ہوا تھا۔ اگرچہ ہم نے تمہارے باس سمورائی کے پوست کی فصل سے بھرے ہوئے دو

کنٹینر پکڑ لیے تھے لیکن بعد ازاں میں نے تمہیں چھوڑ دیا تھا کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ تم ایک ہونہار طالب علم ہو اور گرفتاری کی صورت میں تمہارا کیریئر تباہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد تم لاڈان واپس چلے گئے تھے۔ سمورائی کو ایکریمیا کے خفیہ اداروں نے گرفتار کر لیا تھا۔" عمران نے سانچا کو سب کچھ تفصیلاً یاد کرواتے ہوئے کہا۔

"لیس عمران صاحب۔ مجھے سب کچھ اچھی طرح یاد ہے۔ کہیے آج کم و بیش ایک سال بعد کیسے یاد کیا ہے۔" ــــــ دوسری طرف سے سانچا نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہمیں پتہ چلا ہے کہ سمورائی کو اس کے ساتھیوں نے ایکریمیا کی جیل سے آزاد کروا لیا ہے۔ اور اب تم لوگ پھر نئے سرے سے اپنی ڈرگز کی تیاری، سپلائی اور دیگر غیر قانونی زیر زمین سرگرمیاں شروع کرنے والے ہو۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں سانچا۔" ــــــ عمران نے کسی قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"لیس عمران صاحب۔ آپ کی بات درست ہے۔ سمورائی رہا ہو چکا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہو گا کہ ہمارے ساتھیوں یوچا اور فاشا وغیرہ نے ڈائمنڈ ایئر لائن کی فلائٹ نمبر پچپن ہائی جیک کر کے اور مسافروں کو یرغمال بنا کر یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ یقینی طور پر سمورائی اب ایک طویل وقفے کے بعد اپنی بین الاقوامی غیر قانونی سرگرمیاں دوبارہ شروع کرنے والا ہے۔ اور میں یہ سب باتیں آپ کو اس لیے بتا رہا ہوں کہ آپ نے واقعی مجھ پر بہت بڑا احسان کیا تھا۔ جسے اگر میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

چاہوں تو بھی اتار نہیں سکتا۔"——سانچا نے معصومیت بھرے انداز میں کہا۔

"کیا پہلے کی طرح تم دوبارہ سمورائی گروپ کے لیے کام کرنے والے ہو۔ اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے سچ سچ بتا دو اور سنو میرے ساتھ جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا۔"——عمران نے کہا۔

"میں آپ سے بالکل سچ بولوں گا عمران صاحب۔ اس لئے کہ آپ میرے حقیقی محسن ہیں۔ سمورائی کے لیے کام کرنا فی الحال میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ کاچان میں ہمارے ڈرگ سپلائر کانتا نے میری منگیتر سویٹی کو اغواء کر لیا ہے۔ کانتا کا یہ موقف ہے کہ سمورائی اور میری وجہ سے اس کا زیر زمین بزنس تباہ ہو گیا ہے اور جب تک ہم دوبارہ اسے ڈرگز کی سپلائی شروع نہیں کریں گے تو وہ میری منگیتر کو آزاد نہیں کرے گا۔ جبکہ سمورائی کی گرفتاری کی وجہ سے ہمارے سینڈیکیٹ کی پوزیشن زیرو ہو چکی ہے۔ ڈرگز کی تیاری بند ہو چکی ہے۔ سینڈیکیٹ کے ارکان پوری دنیا میں مختلف جگہوں پر بکھرے ہوئے ہیں۔ اور اب سمورائی کو انہیں دوبارہ بحال کرنے کے لیے کافی وقت درکار ہو گا۔ اس وقت تک میں کانتا سے اپنی منگیتر سویٹی کو آزاد کروانا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد کیا ہو گا میں کچھ نہیں جانتا۔"——سانچا نے کہا۔ اور عمران نے محسوس کر لیا کہ واقعی سانچا سچ بول رہا ہے۔

"میری بات غور سے سنو سانچا۔ میں تمہیں ایک اچھا نوجوان اور اپنا حقیقی دوست سمجھتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ مل کر

تمہارے دشمن کانتا کو تلاش کروں۔ ایک سے دو بھلے ہوتے ہیں۔ ہم دونوں مل کر کانتا کو ضرور تلاش کر لیں گے۔ اور پھر اس کی قید سے تمہاری منگیتر سویٹی کو آزاد کروانا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ہو گا۔ کیا خیال ہے تمہارا۔"——عمران نے اسے پرخلوص انداز میں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے آپ کی یہ پیش کش دل و جان سے قبول ہے عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میرے لئے اپنے دل میں نیک جذبات رکھتے ہیں۔"——سانچا نے عاجزی و انکساری سے لبریز آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو۔ اور مجھے کہاں ملو گے۔"——عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ میں اس وقت کاچان کے دارالحکومت ٹاکیشو کے ایک ہوٹل سے بول رہا ہوں۔"——سانچا نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ تم فی الحال اسی ہوٹل میں مقیم رہو۔ میں کل آ رہا ہوں۔ باقی باتیں بوقت ملاقات ہوں گی۔ گڈ بائی۔"——یہ کہتے ہوئے عمران نے رابطہ منقطع کر دیا۔ اور پھر وہ کاچان جانے کی تیاری کرنے لگا۔ پہلی ہی دستیاب فلائٹ سے وہ کاچان کے لیے روانہ ہو گیا۔

عمران نے بلیک زیرو کو اپنے اس نئے مہماتی سفر کی تفصیلات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور اب وہ کاچان کا سفر کر رہا تھا۔ ایک سہانی اور

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

خوشگوار صبح کو عمران پاکیشیا ائیر لائن کی پرواز کے ذریعے ٹاکیشو کے انٹرنیشنل ائیرپورٹ پر پہنچ چکا تھا۔ اگرچہ موسم بہار شروع ہو چکا تھا لیکن وہاں اس وقت بھی درجہ حرارت دس ڈگری سینٹی گریڈ سے کم ہی تھا۔ دوران پرواز عمران کے ساتھ ایک خوشگوار واقعہ بھی پیش آیا تھا۔ سانگ پور کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر پاکیشیا ائیرلائن کا جہاز کچھ دیر کے لیے رکا۔ کچھ مسافر یہاں سے جہاز میں سوار ہوئے۔ عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا مسافر یہاں اتر گیا تھا اور اب یہ سیٹ خالی پڑی تھی۔ چند لمحوں بعد ایک نہایت خوش شکل اور حیرت انگیز طور پر دراز قامت کاچانی لڑکی اس کے قریب آئی اور نہایت مترنم اور مٹھاس بھری آواز میں عمران سے مخاطب ہوئی۔

"ایکسکیوزمی یو جینٹل مین۔ کیا میں یہاں آپ کے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں۔" ـــــــ اس کے چہرے پر نہایت دلآویز مسکراہٹ رقص کناں تھی۔ جیسے وہ عمران کو اپنے ساحرانہ حسن کے لشکاروں سے گھائل کر دینے کا ارادہ رکھتی ہو۔ عمران ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے اس کی شکل تکتا رہ گیا۔

"معاف کیجئے۔ میں آپ سے مخاطب ہوں۔ آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" ـــــــ اس نے بدستور خوشگوار لہجے میں عمران سے کہا۔

"ج۔ جی۔ جی۔ فرمائیے۔ آپ کیا فرما رہی تھیں۔" ـــــــ عمران نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہی تھی کہ کیا آپ مجھے یہاں اپنے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دیں گے۔ ویسے میری سیٹ وہ آگے ہے۔ لیکن مجھے تنہا بیٹھنے سے سخت کوفت ہوتی ہے۔ اس لیے رفاقت کی غرض سے یہاں آپ کے ساتھ بیٹھنے کی خواہش مند ہوں۔" ـــــــ کاچانی حسینہ نے اپنی طلسماتی مسکراہٹ کے بم گراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بصد شوق۔ یہ جہاز میرے باپ کی ملکیت تو نہیں ہے۔ آپ بڑے شوق سے یہاں بیٹھ سکتی ہیں۔ مجھے بھی آپ کی رفاقت سے بے حد خوشی ہوگی۔" ـــــــ عمران نے فرط مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

"دومو۔" ـــــــ اس حسینہ نے کاچانی زبان میں اپنے گھٹنوں تک جھکتے ہوئے عمران کا شکریہ ادا کیا اور نہایت طمطراق سے اس کے ساتھ والی سیٹ پر براجمان ہوگئی۔ عمران کو ایسے لگا جیسے رنگ و نور، روشنیوں، کرنوں اور مسحور کن خوشبوؤں سے بسا ہوا ایک معطر گلدستہ کسی نے اس کے ساتھ والی سیٹ پر سجا دیا ہو۔ اس پری پیکر کے نسوانی حسن و جمال نے گویا یک لخت عمران پر جادوئی کیفیت سی طاری کر دی تھی۔ یا پھر عمران دانستہ طور پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے ساحرانہ حسن نے عمران کو اپنا اسیر بنا لیا ہے۔ پیرس کے کسی طلسماتی اور نشاط انگیز پرفیوم کے ایک ہی جھونکے نے عمران کے دل و دماغ کو چشم زدن میں تروتازہ کر دیا تھا۔ اس کاچانی قتالہ کا بدن ایسی ہی مدہوش کن خوشبوؤں کے حصار میں بسا ہوا تھا۔ اور اس کے مختصر سے منی اسکرٹ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سے جھانکتی ٹانگوں کی سفید بلوریں جلد کی رنگت عمران کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے کے لئے کافی تھی۔ اگرچہ حسن و جمال اور نسوانی سراپا کے قیامت خیز مظاہرے عمران کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس نے زندگی کے ہر موڑ پر ایسے نظارے لحہ لحہ نمودار ہوتے دیکھے تھے۔ لیکن مقصد کے حصول کے لیے عمران کو اپنے تیور بدل لینے پر خاص ملکہ حاصل تھا۔ لہٰذا وہ دل سے نہ سہی لیکن مطلب نکالنے کے لئے کاچانی حسینہ کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایسی شرارہ جوانی، خوشبو اڑاتا، دہکتا سلگتا بدن میری چشم ابرو نے پہلی مرتبہ ہی دیکھا ہے۔ وہ سیمیں بدن، غنچہ دہن، کاچانی حسینہ مہ جبیں دوبارہ اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں عمران سے مخاطب ہوئی۔

"مجھے ساتو کان کہتے ہیں۔ مس ساتو کان۔ اور میں شاپنگ کے لئے کاچان سے سانگ پور چلی آئی تھی۔"۔۔۔۔۔اس نے اپنی مسحور کر دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ عمران کو بتایا۔

"یقیناً آپ کے حسین و جمیل اور وجد آفریں سراپا کی طرح آپ کے نام کے معانی بھی کچھ ایسے ہی دلکش و دلربا قسم کے ہوں گے۔ ویسے مس ساتو کان۔ آپ مجھے پرنس آف ڈھمپ کہہ کر مخاطب کر سکتی ہیں۔ اگرچہ اب یہ ڈھمپ نام کی ریاست دنیا کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر باقی نہیں رہی لیکن میں اب بھی خود کو اس شاندار ریاست کا شہزادہ کہلوانا پسند کرتا ہوں۔ لہٰذا آپ مجھے اگر اس چارمنگ نام سے پکاریں گی تو مجھے ایسا لگے گا جیسے مجھے ایک حقیقی شہزادی اس دنیا میں مل گئی

ہے۔"۔۔۔۔۔عمران نے معصومیت سے بھرپور لہجے میں مس ساتو کان سے کہا۔ اس دوران عمران نے اپنی دلآویز اور مہذبانہ مسکراہٹ کو بدستور اپنے چہرے پر مسلط کر رکھا تھا۔ دوسری طرف کاچانی حسینہ بھی عمران سے دو ہاتھ آگے تھی اور باتیں کرنے کا ہنر خوب جانتی تھی۔ اپنے ریشمی بالوں کی ایک پریشان حال زلف کو قدرے پرے سرکاتے ہوئے وہ ملائم لہجے میں عمران سے گویا ہوئی۔

"کاچان میں تو ہر چیز بہت مہنگی ہے پرنس۔ بے انتہا مہنگی۔ لہٰذا میں شاپنگ کے لئے سانگ پور یا مشرق وسطیٰ چلی آتی ہوں۔ لیکن ایسا صرف سال میں دو مرتبہ ہی ہو پاتا ہے۔ کیونکہ میں کاچان کے دارالحکومت ٹاکیشو کی ایک بہت بڑی فرم میں ریسرچ انوسٹی گیٹر لیڈی آفیسر کی حیثیت سے کام کرتی ہوں اور مجھے اعتراف ہے کہ میری جاب بہت ہی پرلطف ہے۔"۔۔۔۔۔مس ساتو کان نے دلکش مسکراہٹ کے ساتھ عمران کو بتایا۔

"ویری گڈ۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کی جاب پرلطف ہے مس ساتو کان۔ ویسے کیا میں آپ کی پرلطف جاب کے متعلق کچھ جاننے کی جسارت کر سکتا ہوں۔"۔۔۔۔۔عمران نے اپنے مہذبانہ انداز کو برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران ظاہری طور پر اس کاچانی حسینہ کو کوئی ایسا تاثر دینا نہیں چاہتا تھا کہ اس کے حسنِ قیامت خیز نے عمران کے اندر کوئی ہلچل مچا رکھی ہے۔ عمران یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر وہ اس کے ساتھ نتھی ہونے کی کوشش کیوں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کر رہی ہے۔ کہیں اس کا بھی تعلق سورائی گروپ یا کاتنا سے تو نہیں ہے۔ کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد ساتو کان عمران سے دوبارہ مخاطب تھی۔

"پرنس۔ تمہیں یہ جان کر شاید حیرت ہوگی کہ میری جاب کچھ ایسی عجیب ہے کہ ہم لوگ سمندروں، پہاڑوں، صحراؤں، ریگستانوں، غرض یہ کہ ہر جگہ سے معدنیات اور نباتات وغیرہ کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں اور ان پر تحقیق کرتے ہیں۔ جدید میڈیکل سائنس اور نت نئی ایجادات میں ہماری تحقیقات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ دراصل میں نے جیالوجی اور اس سے منسلکہ شاخوں کے علم میں اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کی ہے اور میں ان علوم میں جنون کی حد تک دلچسپی رکھتی ہوں۔" ساتو کان نے گویا انکشاف کیا اور اس کی بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"واہ مس ساتو کان۔ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ آپ جیوگرافک کی ماہر ہیں اور میں بھی اپنے ایک گہرے دوست سے ملنے کاچان جا رہا ہوں جو جیوگرافی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ وہ لاڈان کے ایک کالج میں آج کل یہی مضمون پڑھ رہا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے بھی شوخ لہجے میں کہا اور ساتو کان نے اس کی بات سن کر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور پھر کچھ ہی دیر میں عمران اور ساتو کان کے درمیان سے اجنبیت کے پردے اٹھتے چلے گئے اور یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ برسوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ پھر ان دونوں کے درمیان

جیوگرافی کے اس موضوع پر پر اشتیاق اور دلچسپ باتوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور جب وہ ٹاکیشو انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترے تو ان دونوں کے درمیان قربت کا ایک مضبوط رشتہ استوار ہو چکا تھا۔

ٹاکیشو کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر پہنچنے سے قبل عمران نے فون پر سانچا کو اپنی آمد سے آگاہ کر دیا تھا چنانچہ حسب توقع وہ عمران کے استقبال کے لیے ایئرپورٹ پر پہلے سے موجود تھا اور اس نے ایسے والہانہ انداز میں عمران کو خوش آمدید کہا کہ عمران کے لیے اس کے جذبات کا صحیح اندازہ لگانا ناممکن نہیں تھا۔ مس ساتو کان کو اس کی ایک سہیلی لینے آئی تھی۔ عمران نے سانچا سے بھی اس کا تعارف کروایا۔ اس کی سہیلی نے عمران اور سانچا کو بھی اپنی گاڑی میں بٹھا لیا اور ٹاکیشو کے ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں ڈراپ کر دیا جہاں سانچا پہلے ہی سے قیام پذیر تھا۔ روانگی کے وقت وہ عمران کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنا وزیٹنگ کارڈ عمران کو دیا۔

"پرنس۔ مجھے یقین ہے کہ تم سے دوبارہ ملاقات ضرور ہو گی۔ اور وہ میرے لئے حقیقی خوشی کا لمحہ ہو گا۔"۔۔۔۔۔ ساتو کان نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"چارمنگ ڈول۔ اگر میں تم سے دوبارہ ملاقات نہ کر سکا تو خود کو نہایت بدقسمت آدمی تصور کروں گا۔"۔۔۔۔۔ عمران نے گہری سنجیدگی کے انداز میں جواب دیا۔

"براہ کرم پرنس۔ مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے رابطہ کرنا چاہوں تو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

مجھے کیا کرنا ہوگا۔"۔۔۔۔۔ مس ساتو کان نے اس بار غیر جذباتی انداز میں عمران سے پوچھا اور جواباً عمران نے سانچا کا سیلولر فون نمبر اسے دے دیا۔

"فی الحال میں یہاں کچھ عرصہ کے لئے کاچان ہی میں ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہم ایک دوسرے سے دوبارہ مل سکیں گے۔" عمران نے جوشیلے انداز میں کہا اور ساتو کان نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر پورے وجود کو جھنجھوڑ دینے والی مدہوش کن خوشبوؤں کا جال عمران کے اردگرد بکھیرتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوگئی۔ سانچا نے پہلے ہی ہوٹل میں اپنے ساتھ والا کمرہ عمران کے لیے ریزرو کروا لیا تھا۔ غسل سے تازہ دم ہو کر عمران سانچا کے ساتھ ڈنر کے لئے ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آ گیا۔

"عمران صاحب۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں نے اس ساتو کان نام کی لڑکی کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ لیکن کہاں دیکھا ہے یہ یاد نہیں آ رہا ہے۔"۔۔۔۔۔ سانچا نے ایک گولی میز کے گرد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں گہری سوچ میں گم نظر آتی تھیں۔

"مائی ڈیئر۔ وہ تمہارے ملک کی رہنے والی ہے۔ کہیں آتے جاتے دیکھ لیا ہوگا۔ ویسے بھی غیر معمولی حسین لڑکی کے بارے میں ہر نوجوان کی رائے یہی ہوتی ہے کہ اس نے لڑکی کو پہلے کہیں نہ کہیں دیکھا ہے۔ اور جب بات نہیں بنتی تو پھر کہتے ہیں کہ شاید پہلی بار ہی دیکھا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے شرارت آمیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے مذاق نہیں کر سکتا۔ میں نے واقعی اس حسینہ کو پہلے کسی اور جگہ بھی دیکھا ہے۔ لیکن کہاں؟ یہ بالکل یاد نہیں آ رہا۔"۔۔۔۔۔ سانچا نے اپنی پیشانی کو ہاتھ سے رگڑتے ہوئے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ خواہ مخواہ پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ سکون و اطمینان سے کھانا کھاؤ اور جب یاد آئے تو مجھے بتا دینا۔ ویسے فکر نہ کرو تمہاری یہ کاچانی حسینہ پوری طرح پرنس آف ڈھمپ کی مٹھی میں ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے پرشوخ لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنی پسندیدہ ڈشز طلب کر کے کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے بعد ہاٹ کافی پیتے ہوئے عمران نے سانچا کو مخاطب کیا۔

"کاتنا کے بارے میں تم سے کچھ باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیے یہاں سے ہم تمہارے کمرے میں چلیں گے اور اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔ چنانچہ ڈائننگ ہال سے نکل کر وہ تیسری منزل پر سانچا کے کمرے کی طرف چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا کمرہ تھا۔ اور ان دونوں نے دروازوں پر "کلوزڈ" کی تختیاں آویزاں کر رکھی تھیں۔ سانچا نے اپنے کمرے کی چابی کی ہول میں داخل کر کے گھمائی اور ہینڈل دبا کر دروازہ کھول دیا۔ اندر داخل ہو کر جونہی اس نے سٹنگ روم کی لائٹ آن کی تو اچانک ہی دھم سے چھت پر سے کوئی سیاہ چیز اس کے سامنے فرش پر آ گری۔ سانچا بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ ایک

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سیاہ پوش نجا فائٹر تھا۔ اس کا پورا جسم سر سمیت چوغا نما سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف آنکھوں کا معمولی سا حصہ نظر آ رہا تھا۔ کمر کے گرد سنہری رنگ کی نجا بیلٹ بندھی ہوئی تھی جو صرف اونچے درجے کے اعلیٰ ترین ماہر نجا فائٹر باندھتے ہیں۔

اس نجا فائٹر کے ہاتھ میں اس کا مخصوص ڈنڈا پکڑا ہوا تھا۔ اس کا پچھلا سرا نجا کے دائیں ہاتھ میں تھا جبکہ بائیں ہاتھ کی گرفت ڈنڈے کے درمیان میں تھی۔ اس نے اچانک فرش پر کودتے ہی نجا کا مخصوص اسٹائل بنا لیا یعنی دائیں ٹانگ کو پیچھے لے گیا اور بائیں ٹانگ کو گھٹنا موڑ کر ایل کی شکل دے دی۔ سانچا جانتا تھا کہ وہ اپنا ڈنڈا گولی کی طرح ان کے پیٹ میں پیوست کرنے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ اس نے چیخ کر اپنے عقب میں کھڑے عمران کو اس حملے سے خبردار کر دیا۔ دوسرے لمحے نجا نے اپنے مخصوص ڈنڈے یعنی ''بو'' سے سامنے کھڑے سانچا پر حملہ کر دیا۔ اور اس حملے میں بانس کا غیر لچکدار ڈنڈا یقینی طور پر سانچا کے پیٹ میں کسی تیر کی مانند پیوست ہو جاتا لیکن سانچا خود بھی اس نجا فائٹنگ کا ماہر تھا۔

جونہی اس نے سانچا پر حملہ کیا تو وہ تیز رفتار لٹو کی طرح گھوم کر چند فٹ دور دائیں سمت نکل گیا اور نجا کا ڈنڈا محض ہوا میں لہرا کر رہ گیا۔ سانچا کے عقب میں عمران چند فٹ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔ نجا غیر متوازن ہو کر اپنی ہی جھونک میں ڈنڈے سمیت عمران کی طرف آیا تو عمران نے برق کی سی تیزی سے عقبی سمت گھومتے ہوئے بائیں ٹانگ کو

ہوا میں لہرایا اور زناٹے سے ایک زوردار فلائنگ کک نجا کے سینے پر جما دی۔ وہ عمران کے اس برق رفتار حملے سے بوکھلا کر رہ گیا۔ کک اس کے سینے پر عین دل کے مقام پر لگی تھی اور عمران کے بوٹ کی ضرب اتنی شدید تھی کہ نجا درد سے کراہتا ہوا قریبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا مخصوص بانس کا ڈنڈا بھی دیوار سے ٹکرا کر چٹخ گیا تھا۔ اس نے خونی نظروں سے عمران اور سانچا کو گھورتے ہوئے ڈنڈا پورے زور سے عمران کے سر پر دے مارا لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے جھکا اور ڈنڈا اس کے سر کے اوپر سے گزرتا ہوا سامنے پڑے ٹیلی ویژن سے جا ٹکرایا اور اس کی سکرین چکنا چور ہو گئی۔

''ارے۔ بے وقوف۔ میں نے کاچان آنے کے لیے کمیٹیاں ڈال ڈال کر بڑی مشکل سے رقم جمع کی تھی۔ تم نے ڈنڈا مار کر ہوٹل کا ٹی وی توڑ ڈالا۔ خدا تجھے غارت کرے۔ تیری قبر میں کیڑے پڑیں۔ اب یہ موئے ہوٹل والے ٹی وی کی رقم میرے کھاتے میں ڈال دیں گے۔'' عمران نے بڑی بوڑھیوں کی طرح صلواتیں سناتے ہوئے کہا۔ جواباً وہ نجا غصے کی شدت سے چیں چونگ چاں کر کے نہ جانے کاچانی زبان میں کیا اول فول بکنے لگا۔ جسے عمران تو سمجھ نہیں سکا تھا البتہ سانچا ضرور سمجھ گیا تھا۔ چنانچہ وہ بھی نجا حملہ آور پر اسی انداز میں چیخنے چنگھاڑنے لگا تھا۔ نجا فائٹر نے ایک لمحے سے بھی قبل خود کو سنبھال لیا تھا۔ اور اب اس نے اپنے چوغا نما لبادے کے اندر سے نہ جانے کس پوشیدہ جگہ سے نجا کی ''شارٹ چین'' برآمد کر لی تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

شارٹ چین کسی زخمی سانپ کی مانند اس کے ہاتھوں میں لہرانے لگی۔ یہ ایک لوہے کی چھوٹی سی زنجیر تھی۔ جس کی لمبائی کم و بیش تیس انچ ہو گی اور اس کی دونوں سمتوں میں سٹیل کے نہایت مضبوط ہک لگے ہوئے تھے۔ ننجا کے اس مہلک ہتھیار کو جاپانی زبان میں ”کاساری فن ڈو“ کہا جاتا ہے۔ اس نے اپنے اس انوکھے ہتھیار کو ایک دائرے کی شکل میں حرکت دیتے ہوئے اسے اچانک تیزی سے عمران کی طرف پھینکا کیونکہ وہ سانچا سے پہلے عمران پر قابو پانا چاہتا تھا۔ زنجیر بجلی کی سی تیزی سے لہراتی ہوئی آئی اور عمران کے پاؤں اس میں پھنس کر رہ گئے۔ دوسرے لمحے عمران زمین پر آ رہا اور ننجا کسی چھلاوے کی مانند اچھل کر اس کے سینے پر آ چڑھا۔ ایک لمحے کے لیے عمران ذہنی طور پر منتشر ہو کر رہ گیا۔

عمران کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اگر اس نے فوراً اپنا توازن قائم نہ کیا تو ننجا فائٹر اس پر پوری طرح حاوی ہو جائے گا اور پھر وہ اس اجنبی ننجا کے رحم و کرم پر ہو گا۔ ننجا فائٹنگ کا ایک بھرپور وار وہ عمران پر آزما چکا تھا۔ کاساری فن ڈو جیسا ننھا ہتھیار نہ صرف اپنے وزن میں ہلکا تھا بلکہ اس کی باریک زنجیر بھی ایک حیرت انگیز چیز تھی۔ ننجا فائٹر اس ہتھیار سے نہ صرف پھرتی اور تیزی سے اپنا دفاع کر سکتا تھا بلکہ ایک فیصلہ کن پھرتی سے ننجا اپنے سامنے موجود تلوار اور دیگر آتشیں ہتھیاروں پر بھی قابو پا لیتا تھا۔ اسے اگر ننجا فائٹنگ کا ایک پھرتیلا اور دھوکے میں مبتلا کر دینے والا ہتھیار کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ اس کے

ذریعے ایک ماہر ننجا فائٹر نہایت آسانی سے اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔

چنانچہ جونہی عمران نے اجنبی ننجا فائٹر کو قابو کرنے کے لیے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکالا تو ننجا نے حیرت انگیز پھرتی سے اپنا کاساری فن ڈو ہتھیار عمران کی ٹانگوں سے نکال کر مخصوص انداز میں اس کے ریوالور والے ہاتھ پر پھینکا تو ریوالور عمران کے ہاتھ سے یوں غائب ہو گیا جیسے کسی نے سحر پھونک دیا ہو۔ اب وہ اپنے کاساری فن ڈو کے ہمراہ عمران کی چھاتی سے اٹھ کر چند قدم دور کھڑا اسے الٹ پلٹ کر تیزی سے گھما رہا تھا۔ اس نے اپنی پوری توجہ عمران پر مرکوز کر رکھی تھی۔ سانچا کی طرف سے وہ بے خبر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سانچا کو اس پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا۔ اگرچہ وہ خالی ہاتھ تھا لیکن ننجا کے فن میں وہ بھی خاص مہارت رکھتا تھا چنانچہ خالی ہاتھوں سے اس نے اجنبی حملہ آور پر جوابی حملہ کر دیا۔

سانچا نے ہوا میں اچھلتے ہوئے الٹی قلابازی کھائی اور ننجا فائٹر کے سر سے دو فٹ اوپر جا کر اس نے اپنی ٹانگوں کا رخ اس کے کندھوں کی طرف کر دیا۔ اور جب وہ نیچے زمین پر آ رہا تھا تو اس کے پاؤں ننجا کے کاندھوں سے پوری طاقت کے ساتھ ٹکرائے اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل ایک قریبی صوفے پر جا پڑا۔ اسی لمحے عمران میکانکی انداز میں حرکت میں آیا اور شدید طیش کی حالت میں اس نے آگے بڑھ کر ننجا کو ایک زوردار ٹھوکر رسید کر دی اور وہ صوفے سمیت پیچھے کی سمت میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

الٹ گیا۔ سانچا نے غیر معمولی پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ننجا پر جست لگائی اور ایک ہی جھٹکے میں اس کی ''کاساری فن ڈو'' آہنی زنجیر چھین کر اپنے قبضے میں کر لی۔ ننجا فائٹر تقریباً بے بس ہو چکا تھا۔ وہ اپنے مزید ہتھیار استعمال کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ شاید اس نے غلط اندازہ لگایا تھا کہ وہ بآسانی سانچا اور عمران پر قابو پا لے گا۔ لیکن اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسرے لمحے وہ نہایت سرعت سے اٹھا اور حیرت انگیز پھرتی سے اس نے کمرے کا سوئچ آف کر کے روشنیاں گل کر دیں۔ اگلے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ عمران نے تیزی سے سوئچ بورڈ کی طرف چھلانگ لگائی اور جب اس نے کمرے کی روشنیاں دوبارہ جلائیں تو پورے کمرے میں دھواں بھرا ہوا تھا اور اجنبی ننجا فائٹر وہاں سے یوں غائب ہو چکا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ عمران ایک طویل سرد سانس لے کر رہ گیا۔

مونٹی کارلو میں اخوانستان کے پوست کی فصل کے سب سے بڑے کاشتکار شیر خان کا ایجنٹ نمرود خان رائل کیسینو میں سمورائی کا انتظار کر رہا تھا۔ رائل کیسینو مونٹی کارلو کا سب سے بڑا اور دنیا کا مہنگا ترین جواء خانہ تھا۔ وہاں داخلے کی ٹکٹ ہی لاکھوں ڈالرز میں تھی اور صرف ارب پتی لوگ ہی وہاں سٹہ کھیلنے کی استطاعت رکھتے تھے۔ سمورائی منی لانڈرنگ کے لیے اس کیسینو کو استعمال کرتا تھا تاکہ رقوم قانونی طور پر دنیا میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کی جا سکیں۔ پوست کی فصل کے حصول کے لیے سمورائی نے شیر خان سے ایک کروڑ ڈالرز کا سودا طے کیا تھا اور اس بڑی رقم کی ادائیگی کے لئے اس کا ایجنٹ نمرود خان رائل کیسینو میں موجود تھا۔

کیسینو رائل کا مالک ٹانٹا، سمورائی کا گہرا دوست تھا اور وہ سمورائی کی زیر زمین سرگرمیوں میں اس کا بھرپور ساتھ دیتا تھا۔ چنانچہ سمورائی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نے شیر خان کے ایجنٹ نمرود خان سے سٹے کی چند جعلی بازیاں کھیلیں اور دانستہ طور پر دس ملین ڈالرز کی رقم ہار گیا۔ ٹاٹا نے یہ رقم اپنے سوئس بینک کے اکاؤنٹ سے شیر خان کے خفیہ سوئس اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی جبکہ مونٹی کارلو میں یہ رقم سمورائی نے رائل کیسینو کے مالک ٹاٹا کے حوالے کر دی۔ یوں یہ ڈیل قانونی طور پر مکمل ہو گئی۔

اگلے دن سمورائی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کنگ لینڈ کے دارالحکومت لاڈان میں واقع اپنے فلیٹ پر واپس آ گیا۔ وہاں بوچا نے اسے بتایا کہ سانچا کاچان واپس جا چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایجنٹ علی عمران اس کے پیچھے کاچان گیا ہے۔ عمران کا نام سن کر سمورائی بری طرح چونکا۔

”کیا یہ وہی عمران تو نہیں جس نے پاکیشیا اور اخوانستان کے بارڈر پر سانچا کو ہمارے پوست کے دو کنٹینروں سمیت گرفتار کیا تھا۔ اور اس نے ہمیں کئی ملین ڈالرز کا نقصان پہنچا دیا تھا۔“ ____ سمورائی نے تلخ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ یہ وہی عمران ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ بظاہر بدھو اور احمق نظر آنے والا یہ نوجوان شیطان کا بھی باپ ہے اور دنیا کا سب سے بڑا سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ کبھی نہ جھکنے والا اور نہ بکنے والا یہ انسان عجیب انداز میں کام کرتا ہے۔ سانچا کی گرفتاری کے بعد اسی کی انفارمیشن کی بنیاد پر ایکریمیا والوں نے آپ کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ گویا آپ کی گرفتاری میں اسی عمران کا ہاتھ تھا۔“ ____ بوچا نے کہا تو سمورائی کے

چہرے کا رنگ تانبے کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا اور طیش اور غصے کی شدید حالت میں اس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑ کر رہ گئیں۔

”سانچا نے بہت برا کیا۔ ہم نے اسے کاناتا سے نپٹنے کے لیے کاچان بھیجا تھا تاکہ وہ اس سے اپنی منگیتر سویٹی کو آزاد کروا سکے۔ لیکن اس نے الٹا ہمارے دشمن سے گٹھ جوڑ کر کے ہمارے غیظ و غضب کو دعوت دی ہے۔ کاچان میں ہماری مقامی ایجنٹ مس ساتوکان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرو۔ میں خود اس سے بات کرتا ہوں۔ سانچا کو اس کی غداری کی سزا ملنا ضروری ہے۔“ سمورائی نے غصے کی شدت سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ چنانچہ بوچا ایک الماری سے وسیع رینج کا ایک وائر لیس ٹرانسمیٹر نکال لایا اور اس پر کاچان میں موجود اپنی لیڈی ایجنٹ مس ساتوکان سے رابطہ قائم کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم ہو گیا۔

”ساتوکان۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔“ ____ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ساتوکان کی مترنم اور شیریں آواز سنائی دی۔

”بوچا کالنگ یو فرام کنگ لینڈ۔ سنو مس ساتوکان۔ چیف تم سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اوور۔“ ____ بوچا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا مائیک سمورائی کی طرف بڑھا دیا۔ وہ مائیک لے کر اپنے منہ کے قریب لے آیا۔

”ہیلو بے بی ساتوکان۔ کیسی ہو تم۔ اوور۔“ ____ سمورائی نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

اگرچہ مسکراتے ہوئے کہا مگر لہجے میں غراہٹ نمایاں تھی۔

"آئی ایم ٹو مچ فائن۔ باس۔ فرمایئے کیسے یاد فرمایا۔ اور ہاں رہائی مبارک ہو باس۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مس ساتوکان نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"تھینکس بے بی۔ بگ فائٹر۔ بات یہ ہے کہ سانچا غداری پر تل گیا ہے۔ اور وہ پاکیشیا کے ایک سیکرٹ ایجنٹ عمران سے مل گیا ہے۔ تم جانتی ہو کہ عمران ایک خطرناک شخص ہے۔ وہ یقینی طور پر سانچا کو اپنے شیشے میں اتار لے گا اور ہمارے لیے بہت بڑا خطرہ بن جائے گا۔ وہ پہلے ہی ہمیں کئی ملین ڈالرز کا نقصان پہنچا چکا ہے۔ لہٰذا اگر اسے یونہی کھلا چھوڑ دیا گیا تو وہ ہمارا تیا پانچہ کر کے رکھ دے گا۔ لہٰذا وہ منحوس گھڑی نازل ہونے سے پہلے اس کا کوئی مناسب علاج ضروری ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ سمورائی نے ساتوکان کو عمران کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے کہا اور وہ خود بھی پہلے سے عمران کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی۔ کیونکہ وہ خود بھی انڈرورلڈ کی ایک اہم ترین لیڈی ایجنٹ تھی اور سمورائی سے قبل کئی زیرزمین تنظیموں کے لیے کام کر چکی تھی۔

"آپ حکم کریں باس۔ عمران اور سانچا کو گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ساتوکان نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ عمران کو گولیوں سے تو کیا میزائلوں سے بھی ہلاک کرنا ناممکن ہے۔ اسے قابو کرنے کے لیے ہمارے کسی ماہر ننجا فائٹر کو اس کی

طرف بھیجو۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے زندہ گرفتار کر کے ہمارے کاچان کے خفیہ زیرزمین ٹھکانے پر بند کر دیا جائے۔ لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر اسے ہلاک کر دیا جائے اور غداری کے جرم میں سانچا کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ سمورائی نے سنسناتی آواز میں کہا۔

"جی بہتر باس۔ ایسا ہی کیا جائے گا۔ بہت جلد آپ کو کامیابی کی خوشخبری سنا دی جائے گی۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ساتوکان نے جوشیلے انداز میں جواب دیا۔

"ویل ڈن۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ بیسٹ آف لک اینڈ اوور اینڈ آل"۔۔۔۔۔۔ سمورائی نے یقین اور تمکنت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر کے بوچا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"سنو بوچا۔ عمران اور سانچا کو ہماری لیڈی ایجنٹ ساتوکان اچھی طرح سنبھال لے گی۔ اور جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ وہ خود بھی ننجا کی ایک ماہر اور بہترین فائٹر ہے۔ اور مجھے اس کی صلاحیتوں پر بھروسہ ہے"۔۔۔۔۔۔ سمورائی نے پرجوش انداز میں بوچا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں باس۔ ساتوکان کی صلاحیتوں میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ وہ ضرور کامیاب ہو گی"۔۔۔۔۔۔ بوچا نے بھی سمورائی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا۔ اب میری یہ بات بھی غور سے سنو۔ تم اور فاشا آج رات

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہی یہاں سے اخوانستان روانہ ہو جاؤ اور شیر خان سے پوست کے دو کنٹینروں کی ڈیلیوری حاصل کرو۔ یہ دونوں کنٹینرز تمہیں ہمارے رنگونا والے سینٹر پر پہنچانے ہیں۔ اور یہ کام بہت زیادہ احتیاط سے ہونا چاہیے۔ ویسے تو سانچا اس کام کا ماہر تھا لیکن مجھے یقین ہے کہ تم دونوں مل کر یہ کام بخوبی سرانجام دو گے۔"_____سمورائی نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"آپ بالکل بے فکر ہو جائیں باس۔ سانچا اب ہمارا نہیں رہا تو کیا ہوا۔ ہم یہ کام بخوبی سرانجام دیں گے۔ کیوں فاشا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔"_____بوچا نے اپنے ساتھی فاشا کی طرف دیکھتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں کہا اور فاشا نے بھی اثبات میں سر ہلا کر اس کی تائید کی۔

"بس تو پھر ٹھیک ہے۔ تم دونوں اخوانستان روانگی کی تیاری کرو۔ اور میں کارٹل کے ساتھ رنگونا جا رہا ہوں۔ وہاں تم لوگوں کا انتظار کروں گا۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے پوست کے کنٹینرز لے کر وہاں پہنچ جاؤ تاکہ جلد از جلد ڈرگز کی تیاری شروع کی جا سکے۔ جیسا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ گزشتہ آٹھ ماہ کی غیر حاضری کی وجہ سے ہمارے سپلائی ڈیلر مایوسی کا شکار ہو چکے ہیں اور ڈرگز کے حصول کے لیے دیگر سینڈیکیٹ سے رابطے کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے اعتماد کو بحال کرنے کے لیے ہمیں جلد از جلد میدان عمل میں واپس آنا ہو گا۔"_____سمورائی نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا اور وہ اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرنے لگے۔

"ٹرانسمیٹر پر تم لوگ میرے ساتھ رابطہ رکھو گے تاکہ کسی بھی مشکل کی صورت میں تمہاری بروقت مدد کی جا سکے۔ اب تم دونوں اخوانستان روانگی کی تیاری کرو۔"_____سمورائی نے انہیں مزید ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں وہاں سے اٹھ کر اپنے سفر کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ سمورائی ایشیا کے جنوبی ملک رنگونا روانگی کے لیے اپنے نائب کارٹل کے ہمراہ لاڈان ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ رنگونا میں سمورائی کی ڈرگز مینوفیکچرنگ کی لیبارٹریاں اور اسلحہ اسمبلڈ کرنے کی فیکٹریاں قائم تھیں اور وہ انتہائی وسیع پیمانے پر یہ کام نہایت منظم طریقے سے کرتا تھا۔ اس سلسلے میں نہ صرف رنگونا کی انڈر ورلڈ بلکہ دنیا بھر کی طاقتور ترین انڈر ورلڈ سینڈیکیٹس بھی اس کے ساتھ تھیں۔

رات کے وقت سمورائی کارٹل کے ہمراہ رنگونا پہنچا۔ ادھر بوچا اور فاشا اخوانستان جانے کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ جونہی سمورائی رنگونا کے مضافات میں واقع اپنے ذاتی محل میں پہنچا تو اسے اپنے وسیع رینج کے ٹرانسمیٹر پر ایک کال موصول ہوئی۔ اس نے کال اٹنڈ کی۔ دوسری طرف ساتو کان اس سے مخاطب تھی۔

"سمورائی اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔"_____اس نے کال موصول ہوتے ہی بھاری آواز میں کہا۔

"باس۔ ساتو کان کالنگ یو۔ اوور۔"_____دوسری طرف سے ساتو کان کی مرجھائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ساتو کان۔ کیا بات ہے۔ تمہاری آواز سے تو لگ رہا ہے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

جیسے تم صدمے کی کیفیت میں ہو۔ اوور۔"۔۔۔۔۔۔سمورائی نے چونک کر کہا۔

"یہی بات ہے باس۔ میں نے آپ کے حکم پر اپنے ایک ماہر ترین ننجا فائٹر کو عمران اور سانچا پر قابو پانے کے لیے ٹاکیشو ان کے ہوٹل بھیجا تھا۔ لیکن وہ ہزیمت اٹھا کر واپس لوٹ آیا۔ اس سے پہلے میں اپنے خفیہ ذرائع سے معلومات حاصل کر کے عمران کو ٹریس کرتے کے لیے سانگ پور گئی تھی اور وہاں سے اس کے جہاز میں سوار ہو کر ٹاکیشو واپس آئی تھی۔ میں نے عمران کو بخوبی ٹریس کر لیا تھا۔ اور سانچا بھی ٹاکیشو میں اس کے ساتھ مل گیا تھا۔ لیکن بعد ازاں ہمارا ننجا فائٹر شکست کھا کر ان کے ہوٹل سے واپس بھاگ آیا۔ اوور۔" دوسری طرف سے ساتوکان نے روہانسی آواز میں تفصیلاً سمورائی کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے۔ اس میں پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ اپنی ہمت و حوصلہ قائم رکھو۔ اور اس بار کسی اور کی بجائے تم خود ان پر حملہ کرو گی۔ کیونکہ تم خود بھی تو ایک ماہر ترین ننجا فائٹر ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم ان دونوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔ اس لئے میں یہ ذمہ داری اب تمہیں سونپتا ہوں۔ اوور۔"۔۔۔۔۔سمورائی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں اس چیلنج کو قبول کرتی ہوں۔ اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گی جب تک ان دوتوں کو ختم نہیں کر دوں گی۔

اوور۔"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ساتوکان نے پراعتماد آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن مائی بے بی ڈول۔ اینڈ بیسٹ آف لک۔ ہمیشہ آخری دم تک جنگ جاری رکھو۔ یہ سمورائی کی زندگی کا نصب العین ہے۔ اوور اینڈ آل۔"۔۔۔۔۔سمورائی نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ننجا فائٹر کے اچانک حملے پر سانچا کو سخت تشویش تھی اور اسے یقین تھا کہ یہ حملہ سمورائی نے ان پر کروایا ہے۔ اس کے وسائل کا دائرہ بے حد وسیع تھا اور کاچان میں اس کے بے شمار خفیہ ایجنٹ موجود تھے۔ لہٰذا یہ معلوم کرنا سمورائی کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا کہ سانچا کا عمران سے رابطہ قائم ہو چکا ہے اور وہ عمران کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گیا ہے۔

"یہ حملہ ماسوائے سمورائی کے اور کوئی نہیں کروا سکتا عمران صاحب۔ کاچان میں اس کے بے شمار ننجا سیکرٹ ایجنٹ موجود ہیں۔ سمورائی کا زیر زمین نیٹ ورک اس وقت دنیا کا سب سے بڑا غیر قانونی نیٹ ورک ہے اور وہ کسی وقت بھی کچھ بھی کر سکتا ہے۔"——— سانچا نے اپنی تشویش سے عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سانچا۔ میں ہر قدم پر تمہارے

ساتھ ہوں۔ میں سمورائی اور اس کے سیکرٹ سینڈیکیٹ سے نپٹنا اچھی طرح جانتا ہوں۔ چاہے وہ کتنا ہی بڑا ننجا ماسٹر کیوں نہ ہوں۔ میں اس کی ننجا ماسٹری اس کی ناک کے راستے نکال دوں گا۔ تم دیکھ لینا۔ لیکن پہلے ہمیں تمہاری منگیتر سویٹی کو آزاد کروانا ہے۔ بعد میں سمورائی اور اس کے گروپ کو بھی دیکھ لیا جائے گا۔"——— عمران نے سانچا کو حوصلہ اور تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور سانچا نے اس کے خیالات سے مکمل طور پر اتفاق کیا اور عمران نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے سانچا کی منگیتر کو کانتا سے آزاد کروانے کے لیے اس کے آبائی قصبے جایا جائے گا۔

اگلے دن وہ دونوں شام کو ایک بلٹ ٹرین کے ذریعے ٹاکیشو سے روانہ ہوئے اور دورافتادہ پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے اور پھر پیدل سفر کرتے ہوئے سانچا کے گھر پہنچ گئے۔ عمارت میں داخل ہو کر انہوں نے خاصا وسیع راہداری نما راستہ عبور کیا اور پھر ایک کھلے صحن میں آ نکلے جہاں ہر طرف زرد اور روپہلی قندیلیں روشن تھیں اور ان کی روشنی میں انہیں ہر چیز واضح نظر آ رہی تھی۔ صحن کے سامنے ایک بلند و بالا گھر کی خاصی طویل عمارت کھڑی تھی۔ وہ دونوں آگے بڑھے تو ایک کمرے سے سن رسیدہ آدمی باہر نکلا۔ اس نے سفید چغہ نما لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ سانچا تقریباً دوڑتا ہوا اس کی طرف گیا اور نہایت جذباتی انداز میں اس سے لپٹ گیا۔

"چی چی۔ وہ دیکھیں۔ مسٹر عمران۔ میرے محسن اور دوست ہیں۔" سانچا نے نہایت جذباتی انداز میں عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ادھیڑ عمر شخص سے کہا۔ وہ سانچا کا باپ تھا۔

عمران کو دیکھ کر اس کا باپ تعظیم اور احترام میں گھٹنوں تک اس کے سامنے جھک گیا۔ جواباً عمران نے بھی اس کی تقلید کی۔ اس دوران سانچا کی ماں بھی اندرونی کمرے سے باہر آ چکی تھی۔ اس نے عمران اور اپنے بیٹے سانچا کا ایسا والہانہ استقبال کیا کہ شاید عمران کے لیے اس کا تصور بھی محال تھا۔ عمران کو نہایت تزک و احتشام سے اور کسی مقدس ہستی کی طرح ایک کمرے میں لایا گیا۔ یہاں فرش پر ایک دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ عمران کو وہاں ایک چوڑی چکلی چوبی میز کے ایک سمت قالین پر بٹھایا گیا۔ یہ میز زمین سے بمشکل ایک فٹ ہی بلند ہو گی۔ سانچا کا باپ اور وہ خود بھی دو زانو ہو کر عمران کے اردگرد بیٹھ گئے جبکہ اس کی ماں کمرے سے نکل کر کہیں اور چلی گئی تھی۔ عمران کی آمد پر سانچا کے باپ کو اس قدر خوشی ہو رہی تھی کہ فرط مسرت سے اس کے منہ سے الفاظ ہی نہ نکل پا رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں اور چہرے سے عمران کے لیے احترام چھلکا پڑ رہا تھا۔

سانچا کی ماں نے فوراً ہی انواع و اقسام کے پکوانوں سے بھرے ہوئے برتن اور مشروبات کے پیالے میز پر سجانے شروع کر دیئے اور سانچا کے والد کے کہنے پر وہ سب کھانا کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر سانچا عمران کو لے کر باہر نکل گیا۔ ان کی رہائش گاہ بلند و بالا پہاڑوں کے درمیان میں گھری ہوئی تھی۔ آس پاس کے پہاڑوں کے دل کش مناظر نے عمران کو مسحور سا کر دیا تھا۔

”عمران صاحب۔ یہ پہاڑوں کے دامن میں جن عمارتوں کے ڈھانچے آپ دیکھ رہے ہیں ان میں کبھی سمورائی قبیلے کے فوجی رہا کرتے تھے۔ ساتویں صدی عیسوی سے سولہویں صدی عیسوی تک کاجاپان میں جاگیردارانہ نظام رائج تھا اور اس وقت کے کاجاپانی جاگیرداروں نے اپنے اپنے پیشہ ورانہ فوجی رکھے ہوئے تھے جنہیں ”سمورائی“ کہا جاتا تھا۔ غریب اور مزارع ٹائپ لوگوں پر مظالم کے اس دور میں کچھ ذہین لوگوں نے مل کر جنگلوں اور غاروں میں چھپ کر گوریلا انداز حرب ایجاد کیے جن میں ایک ایک آدمی کو اتنے جنگی فنون سے آراستہ کر دیا جاتا تھا کہ بوقت ضرورت وہ سینکڑوں افراد پر بھاری پڑتا تھا۔ اس تعلیم و تربیت اور حیرت انگیز فن کو ”ننجا“ کہا جاتا ہے۔“ ——— سانچا نے تفصیل سے عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنی بات جاری رکھی۔

”عمران صاحب۔ سمورائی ظلم و ستم کی علامت بن چکے تھے جیسا کہ ہمارا باس دنیا کا سب سے بڑا انڈرورلڈ ڈان ہے اور خود کو ”سمورائی“ کہلاتا ہے۔ اور اس کے گروپ میں مجھ سمیت بے شمار ننجا شامل ہیں جو بجائے ظلم کے خلاف لڑنے کے سمورائی کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں۔ حالانکہ ننجا کا بنیادی کام ظلم کے خلاف لڑنا ہے۔ ننجا آرٹ کے بارے میں آپ کو مزید کچھ بتانا بھی پسند کروں گا۔ اور وہ یہ کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ننجا مارشل آرٹس نے بھی ترقی کی اور آج کے جدید ترین سائنسی اور ٹیکنالوجی کے دور میں یہ حیرت انگیز فن دنیا بھر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کے نوجوانوں کی توجہ کا مرکز بن چکا ہے۔ اور اس کا سب سے زیادہ فائدہ میرے باس سمورائی نے اٹھایا ہے۔ اس نے نوجوانوں کو ننجا مارشل آرٹ کے فن سے روشناس کرا کے اپنی زیر زمین خفیہ دنیا کو مضبوط کر لیا ہے اور اس وقت دنیا کا سب سے بڑا ڈان سمجھا جاتا ہے۔ منشیات کی تیاری، اسمگلنگ اور سپلائی کے علاوہ ہر قسم کے اسلحہ جات کی غیر قانونی تیاری اور اسمگلنگ کرنا سمورائی کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس کی دولت کا کوئی حدود حساب نہیں۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ حکومت ایکریمیا کی قید سے آزاد ہو گیا ہے۔ لیکن میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں اس کے لئے کام نہیں کروں گا۔ میں نے اس کے چنگل سے نکلنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس کے لیے مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے"۔۔۔ سانچا نے نہایت گھمبیر لہجے میں عمران کو تمام حالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے سانچا۔ اگر واقعی تم نے سچے دل سے جرائم کی راہ سے چشم پوشی کا ارادہ کر لیا ہے تو پھر بے فکر ہو جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور تم دیکھ لینا کہ میں سمورائی کا کیا حشر کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

چنانچہ عمران کی بات سن کر وہ خوش ہو گیا۔

وہ عمران کو ساتھ لے کر ایک مندر کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر وہ ایک مربع نما کمرے میں گئے جس کے بیچوں بیچ ایک فولادی صندوق رکھا ہوا تھا اور اس کے ڈھکن پر کوئی قفل نہیں تھا۔ سانچا نے

آگے بڑھ کر نہایت اطمینان سے صندوق کا ڈھکن اٹھا دیا۔ پورا صندوق جگمگ کرتے نہایت قیمتی نوادرات سے بھرا ہوا تھا۔ یہ خزانہ دیکھ کر عمران کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ سانچا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"آپ یہ خزانہ دیکھ کر ضرور حیران ہو رہے ہیں عمران صاحب۔ یہ دراصل اس مندر کے تاریخی اور قیمتی نوادرات ہیں"۔۔۔ اس نے عمران کو بتایا۔

"اچھا۔ لیکن حیرت ہے کہ یہ اس طرح سے کھلا پڑا ہے۔ کیا کوئی اسے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی۔ اسے"۔۔۔ عمران شاید حیرت کے مارے اپنی بات بھی پوری نہ کر پا رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں عمران صاحب۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ یہ اس مندر کے تاریخی اور قیمتی نوادرات ہیں۔ اور ان کی حیثیت متبرک و مقدس نوادرات کی ہے لہٰذا کوئی کا جاپانی باشندہ اس خزانے کی کسی چیز کو چرانے کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ اگرچہ یہ اس ویرانے میں کھلا پڑا ہے لیکن پھر بھی یہ مکمل طور پر محفوظ ہے"۔۔۔ سانچا نے پریقین انداز میں عمران کو بتایا۔

عمران نے کچھ دیر اس خزانے کا نظارہ کیا اور پھر وہ دونوں مندر کے مرکزی ہال سے باہر نکل آئے۔ جونہی وہ مندر کے مرکزی ہال سے باہر آئے تو اچانک ہی دو سیاہ پوش ننجا فائٹر قریبی درختوں پر سے کود کر ان کے سامنے آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں "ننجا گن" موجود تھیں جو ننجا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

مارشل آرٹ کی مخصوص اور سب سے اونچے درجے کی تلواریں ہوتی ہیں۔ وہ بالکل پرسکون انداز میں عمران اور سانچا کے عین سامنے کھڑے ہو گئے تھے۔ عمران اور سانچا بالکل نہتے تھے۔ لیکن سانچا نے فوراً ہی عمران کو خبردار کر دیا کہ ان کے ننجا دشمن حملہ آور ہونے کے لیے آ پہنچے ہیں۔

اچانک ایک ننجا کسی چرخی کی مانند گھومتا ہوا برق رفتاری سے عمران کے پہلو سے گزر کر کئی قدم آگے چلا گیا۔ عمران سمجھا کہ شاید وہ اس پر حملہ آور ہوا ہے۔ لیکن ایسا نہیں تھا بلکہ اس نے صرف عمران کو دھوکہ دیا تھا۔ اور اب وہ ''ٹن چی'' انداز میں عمران سے کچھ قدم کے فاصلے پر نہایت چست حالت میں کھڑا تھا۔ وہ اپنی تلوار نیام سے نکال چکا تھا۔ اور اسے مخصوص انداز میں ہوا میں لہرا رہا تھا۔ عمران بھی چوکس اور محتاط ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ عمران پر حملہ آور ہوا اور اس کی تلوار کا تیز بلیڈ اس کے کندھے کی جانب لپکتا ہوا آیا۔ لیکن عمران خود کو اس کی زد میں آنے سے محفوظ رکھنے میں کامیاب رہا۔ اس کا حریف ننجا کئی قدم آگے نکل گیا اور قبل اس کے کہ وہ سنبھل پاتا۔ عمران کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ وہ ایک سیکنڈ کے دسویں حصے میں حریف ننجا کی پشت پر چڑھ چکا تھا۔ اور بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے متحرک ہوتے ہوئے اس نے ننجا کے سیاہ لبادے میں اڑسا ہوا ایک ''شی نوبی زوئی'' نامی ہتھیار برآمد کر لیا۔ یہ دراصل بانس کا ایک لمبا ڈنڈا تھا جس کے دونوں سروں پر موٹا چمڑا گیند کی شکل میں منڈھا ہوا تھا۔ ننجا آرٹ

میں شی نوبی زوئی دراصل ایک طرح کی ڈھال تھی جو حملہ آور ننجا کی تلوار ننجا کن سے حفاظت فراہم کرتی تھی۔

عمران نے ایک ماہر ننجا ماسٹر کی طرح اپنا دفاع کرتے ہوئے شی نوبی کو حریف کے کندھے میں پھنسا کر اس طرح سے گھمایا کہ اسے اپنے ساتھ ساتھ اگلی سمت میں کھینچ لیا۔ اس کے بعد عمران اپنا دایاں قدم حریف کے گھٹنے کے بالکل قریب لے گیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو پورے زور سے نیچے کی طرف کھینچنے لگا۔ جبکہ ایک ماہر ننجا ماسٹر کی طرح وہ اپنے دائیں قدم کو کچھ فاصلے پر لے گیا تھا۔ اور ساتھ ہی اس نے بائیں قدم میں خم پیدا کیا اور بائیں سمت میں ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ شی نوبی کو اس انداز میں حرکت دی کہ شی نوبی کا اوپر والا سرا کچھ نیچے کی سمت سرک گیا۔ اس کے بعد عمران نے اس کا ایک بھرپور وار اپنے حریف کی گردن پر کیا اور اس کے منہ سے خرخراہٹ کی تیز آواز خارج ہونے لگی۔ عمران نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا بایاں قدم اٹھا کر آگے کی سمت میں اور دایاں قدم اٹھا کر باہر کی سمت میں دور لے گیا۔ پھر بائیں گھٹنے پر خم ڈال کر اپنی شی نوبی کو گھماتے ہوئے اس کا دوسرا سرا حریف ننجا کے جبڑے پر اور دوسرے وار کے طور پر پھر اسے حریف کے سر پر رسید کر دیا۔ ضربیں لگاتے ہی عمران نے اسے گھٹنے کے زور سے زوردار دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا ایک قریبی درخت کے موٹے تنے سے ٹکرا کر زوردار دھماکے کے ساتھ زمین پر اوندھے منہ گر پڑا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ادھر سانچا اپنے حریف نجا کے ساتھ گتھم گتھا تھا۔ اچانک اس کا حریف ہوا میں اچھل کر تقریباً اڑتا ہوا سانچا کے سر کے اوپر سے گزر کر اس کے عقب میں چلا گیا تھا۔ اس دوران اس نے اپنی تلوار نیام میں رکھ کر ایک دوسرا ہتھیار ''موتو ڈوری'' نکال لیا تھا اور اس ہتھیار سے وہ سانچا کے سر پر افقی انداز میں وار کرنا چاہتا تھا۔ موتو ڈوری تلوار کی شکل کا ایک برچھا نما ہتھیار ہے۔ اور جب نجا فائٹر اسے لہرا کر وار کرتا ہے تو اس سے سنسناہٹ کی زوردار آواز پیدا ہوتی ہے۔ اگر مدمقابل کا دھیان کسی اور طرف بھی ہو تو اس کی سنسناتی آواز ایک سیکنڈ کے دسویں حصے میں اس کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے۔ سانچا کا حریف اپنا پینترا بدل چکا تھا۔ وہ اپنی موتوڈوری کو گھما کر الٹی سمت سے ضرب لگانے کے لیے واپس لایا تا کہ سانچا کو نشانہ بنا سکے۔ سانچا نجا مارشل آرٹ میں خاص مہارت رکھتا تھا۔

جونہی نجا فائٹر نے سانچا پر حملہ کیا تو وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند ایک دھماکے کے ساتھ دھڑام سے منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ لیکن گرتے وقت اس نے اپنی ٹانگوں کو پچھلی سمت میں ایسے انداز سے زمین پر جما دیا کہ اس انداز میں وہ برق سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے زمین پر سے اٹھ سکتا تھا۔ نجا فائٹر نے انتہائی پھرتی سے سانچا کی کمر کو ہدف بنایا تھا اور اس کا یہ ایک تیز ترین وار تھا۔ دوسرے لمحے سانچا جو منہ کے بل زمین پر پڑا تھا۔ وہ اپنا تمام وزن اگلے بازوؤں پر منتقل کرکے ہاتھوں کے بل اس قدر حیرت انگیز پھرتی سے اچھل کر الٹا کھڑا

ہوا کہ موتوڈوری کے اس کی کمر تک آنے سے قبل ہی اس کی ٹانگیں بہت زیادہ بلند ہو چکی تھیں۔ جب سانچا پوری طرح اوپر اٹھ چکا تو ایک بازو کو غیر متوازن کرتے ہوئے دوسری سمت میں لڑھک گیا۔ نجا فائٹنگ کی یہ ایک اہم ترین تکنیک تھی۔ موتو ڈوری کے تمام زاویوں سے سانچا اچھی طرح واقف تھا۔ چنانچہ چند ہی لمحوں میں موتو ڈوری نجا فائٹر کے ہاتھوں سے نکل کر سانچا کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔

اگرچہ سانچا نے اپنے حریف نجا فائٹر کے ہتھیار موتو ڈوری پر قبضہ کر لیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کا حریف نہتا نہیں تھا۔ اس کی نجا ''گی'' یعنی سیاہ لبادے میں نجا کے دیگر بے شمار ہتھیار بھی پوشیدہ تھے اور اب وہ اپنے لباس میں سے ''کاساری فن ڈو'' کا ہتھیار نکال چکا تھا جو نجا فائٹنگ میں ایک خطرناک ترین ہتھیار تصور کیا جاتا تھا۔ یہ لوہے کی ایک لمبی مضبوط زنجیر تھی جس کے ایک سرے پر لوہے کا وزنی گولہ بندھا ہوا تھا اور دوسرے سرے پر لوہے کا کڑا نصب تھا جو نجا فائٹر نے اپنے دائیں ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے زنجیر سمیت لوہے کے گولے کو پنکھے کی مانند اپنے سر کے اوپر گھماتے ہوئے سانچا کے سر پر گولے کا وار کیا۔ لیکن سانچا نے فوراً اپنی موتوڈوری بلند کر کے اس وار کو روکا اور لوہے کی زنجیر اس کی موتوڈوری تلوار کے گرد لپٹ گئی اور لوہے کا گولہ فضا میں لہرانے لگا۔ نجا فائٹر نے دوسرے لمحے کاساری فن ڈو پوری قوت سے پیچھے کھینچ لی۔ اس کی اس حرکت سے نہ صرف موتوڈوری سانچا کے ہاتھ سے نکل گئی بلکہ اس کا توازن بھی بگڑ گیا اور

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

وہ لڑکھڑا کر نجا فائٹر کے سینے سے آ ٹکرایا۔ لیکن دوسرے لمحے نجا فائٹر نے برق کی سی تیزی سے متحرک ہوتے ہوئے سانچا کو ایک طرف دھکیلا اور خود چند گز پیچھے ہٹ گیا اور پھر پھرتی سے کاساری فن ڈو کا دوسرا وار سانچا کی دائیں کلائی پر کیا۔ اس نے عقب سے کاساری فن ڈو سامنے کی جانب سے سانچا کی کلائی پر پھینکی جو کہ سانچا کی کلائی کے گرد مضبوطی سے لپٹ گئی۔

کاساری فن ڈو کے کلائی پر مضبوطی سے لپٹتے ہی سانچا فوراً اپنے دائیں کلائی کو حرکت میں لایا اور اسے اندرونی جانب کھینچ لیا۔ اس نے نجا فائٹر کو اس زور سے اپنی جانب کھینچ لیا تھا کہ وہ غیر متوازن ہو گیا اور خود بخود لڑکھڑاتا ہوا اس کی طرف کھنچتا چلا آیا اور پھر چند فٹ کے فاصلے پر منہ کے بل زمین پر آ گرا۔ دوسرے لمحے سانچا نے اپنی کلائی سے زنجیر اتار پھینکی اور نجا فائٹر کے گھٹنے کی نچلی سطح پر اپنے گھٹنے کی زوردار ضرب رسید کر دی۔ ساتھ ہی وہ اپنے بائیں ہاتھ کو اونچا لے گیا اور مخالف سمت سے گھما کر نجا فائٹر کے چہرے پر دے مارا۔ وہ تکلیف کی شدت سے مرغ بسمل کی مانند زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ سانچا پوری طرح سے اس پر حاوی ہو چکا تھا۔

عمران کا حریف پہلے ہی زمین بوس ہو چکا تھا اور عمران نے اس پر ٹھوکروں کی بارش کر کے اس کا اچھا خاصا بھرکس نکال دیا تھا۔ چنانچہ جونہی سانچا نے اپنے حریف نجا فائٹر کو زیر کیا تو وہ دونوں یکدم زمین سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیک وقت اپنے سیاہ لبادوں کے

اندر سے چھوٹے چھوٹے گولے برآمد کئے اور زور سے زمین پر دے مارے۔ بیک وقت دو زوردار دھماکے ہوئے اور ہر طرف گاڑھا کثیف دھواں پھیلتا چلا گیا اور جب چند لمحوں بعد سیاہ دھواں وہاں سے صاف ہوا تو دونوں نجا فائٹر وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا ہے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کنگ لینڈ کے دارالحکومت لاڈان کے پوش ترین علاقے میں اپنے سپر لگژری ڈیلکس فلیٹ کی نشست گاہ میں سمورائی اور اس کا نائب کارٹل صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ سمورائی کے کرخت چہرے پر انتہائی ناگواری، غصے اور طیش کے آثار طاری تھے۔ اس نے سگار کا ایک گہرا کش لیتے ہوئے چبھتی ہوئی نظروں سے اپنے نائب کارٹل کی طرف دیکھا جو خود بھی بے حد پریشان نظر آ رہا تھا۔

"کارٹل۔ کیا تم جانتے ہو کہ کاچان میں ہمارے سپلائی ڈیلر کانتا کے بعد اب پاکیشیا میں ہمارا سپر ایجنٹ عمرداد خان بھی بغاوت پر آمادہ ہو چکا ہے۔ میری چھ ماہ کی قید نے ہمارے انڈرورلڈ کے کئی لوگوں کو بغاوت پر مائل کر دیا ہے۔ اور اب اس بیماری کا علاج ضروری ہو چکا ہے۔ کانتا کی سرکوبی کے لیے میں نے سانچا کا انتخاب کیا تھا لیکن وہ خود بھی ہم سے بغاوت کر چکا ہے اور پاکیشیا کے ایک سیکرٹ ایجنٹ

علی عمران کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ اسے ٹھکانے کے لیے میں نے اپنے نمجا اسکواڈ کو اس کے پیچھے لگا دیا ہے۔ کانتا سے ہم بعد میں بھی نپٹ سکتے ہیں کیونکہ وہ محض ہمارا ڈرگز سپلائر ہے۔ لیکن عمرداد خان سے نپٹنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ اخوانستان سے ہم پوست کی فصل کی جو کھیپ رنگونا پہنچاتے ہیں وہ پاکیشیا کے زمینی راستوں سے ہی ممکن ہو پاتی ہے۔ اور اس تمام نازک کام کی نگرانی عمرداد خان ہی کرتا ہے۔ اور اگر وہ ہمارے خلاف بغاوت کر کے ہمیں بلیک میل کرنے پر تل گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے زیر زمین کاروبار کو چلانے کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔"______ سمورائی نے تفصیل سے کارٹل کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر عمرداد خان ہمیں بلیک میل کرنے کے چکر میں ہے تو پھر اس کا کانٹا نکال دینا چاہیے باس۔ ہمیں ایسے شخص کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"______ کارٹل نے مؤدبانہ مگر سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے کارٹل۔ اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کام تم ہی کرو۔ تمہیں جلد از جلد پاکیشیا جا کر عمرداد خان کا کام تمام کر دینا چاہیے۔"______ سمورائی نے پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا اور کارٹل نے اس کی فوراً تائید کر دی۔ چنانچہ اس نے فوراً دستیاب پہلی فلائٹ سے اپنے پاکیشیا جانے کے لیے ٹکٹ کنفرم کروا لیا۔ اور روانگی سے قبل اس نے پاکیشیا کے دارالحکومت مسلم آباد کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل "بلیو ڈائمنڈ انٹرنیشنل" میں عمرداد خان کے نام سے اپنے لیے ایک کمرہ ریزرو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کروا لیا۔ اگلے دن مقررہ وقت پر وہ پاکیشیا میں اپنے ہوٹل پہنچ گیا۔ اس کا کمرہ دوسری منزل پر تھا اور اس کا نمبر 300 تھا۔ کمرہ نمبر 300 میں داخل ہونے کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد اصل عمرداد خان سے اس نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا۔ سلسلہ جلد ہی قائم ہو گیا۔

"عمرداد خان اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمرداد خان کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"کارٹل کالنگ یو۔ میری بات غور سے سنو عمرداد خان۔ باس سمورائی کی طرف سے میں تم سے نئی کاروباری ڈیل کے لیے پاکیشیا آیا ہوں۔ تم پاکیشیا میں ہمارے سپر سیکرٹ ایجنٹ ہو اور یہاں باس سمورائی کے مفادات کے محافظ ہو۔ لہٰذا باس چاہتا ہے کہ تم بدستور ہمارے لئے کام کرتے رہو۔ اس سلسلے میں تمہاری ہر شرط تسلیم کر لی جائے گی۔ لہٰذا تم فوراً ملاقات کے لئے میرے پاس آ جاؤ۔" کارٹل نے گھمبیر لہجے میں عمرداد خان سے کہا۔

"ٹھیک ہے کارٹل۔ مجھے بتاؤ کہ کب اور کہاں آنا ہے۔" دوسری طرف سے عمرداد خان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"آج رات ٹھیک آٹھ بجے مسلم آباد کے بلیو ڈائمنڈ ہوٹل چلے آؤ۔ یہاں کمرہ نمبر 300 میں میں تمہارا منتظر ہوں گا۔"۔۔۔۔۔ کارٹل نے قدرے تحکمانہ انداز میں کہا اور دوسری طرف سے عمرداد خان کے اوکے کہنے پر کارٹل نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ رات ٹھیک آٹھ بجے عمرداد خان اس سے ملنے ہوٹل آیا اور ایک گھنٹے قیام کے بعد واپس رخصت

ہو گیا۔ اگلے دن گیارہ بجے صبح بلیو ڈائمنڈ ہوٹل کا سوپر کمرہ نمبر 300 کے سامنے پہنچا تو دروازہ اندر سے مقفل تھا۔ سوپر کے بار بار دستک دینے پر بھی دروازہ نہ کھلا تو اس نے ہوٹل کے منیجر مسٹر قاضی کو اطلاع دی۔ اس نے ماسٹر کی سے دروازہ کھلوایا تو بیڈ پر عمرداد خان کی سرکٹی لاش پڑی تھی۔ یعنی دھڑ تو بستر پر پڑا تھا لیکن لاش کا سر غائب تھا۔ یہ دیکھ کر ہوٹل کے منیجر قاضی کے ہوش گم ہو گئے۔ اس نے فوراً مقامی پولیس کو قتل کی اس گھناؤنی واردات کی اطلاع دی۔ چند منٹ میں ہی انسپکٹر عالم اپنے عملے سمیت ہوٹل بلیو ڈائمنڈ پہنچ گیا۔

"انسپکٹر صاحب۔ میرے ہوٹل میں خون ہو گیا ہے۔ کمرہ نمبر 300 میں۔"۔۔۔۔۔ منیجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں انسپکٹر سے کہا۔

"یہ بات تم پہلے ہی مجھے فون پر بتا چکے ہو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ قتل کی یہ واردات کب رونما ہوئی۔"۔۔۔۔۔ نوجوان انسپکٹر عالم نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"واردات کا وقت تو مجھے معلوم نہیں ہے جناب۔ ابھی ابھی یہ کمرہ کھولا گیا تو اندر ایک لاش پڑی تھی۔ جس کا سر غائب تھا۔" منیجر نے ہسٹریائی انداز میں بتایا۔

"سر غائب ہے۔ یعنی تمہارا مطلب ہے کہ وہ ایک سربریدہ لاش ہے۔"۔۔۔۔۔ انسپکٹر عالم نے حیرت سے کہا۔

"یہی بات ہے انسپکٹر صاحب۔ آپ خود چل کر دیکھ سکتے ہیں۔" منیجر نے مرجھائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے بعد انسپکٹر اپنے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

دو ماتحتوں کو ساتھ لے کر کمرہ نمبر 300 میں گیا جہاں واقعی بستر پر ایک سرکٹی لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہ کمرہ ہوٹل کی دوسری منزل پر واقع تھا۔

کمرے میں بیڈ پر خون میں لت پت سرکٹی لاش اوندھی حالت میں پڑی تھی۔ سفید چادر خون سے رنگین ہو چکی تھی اور کمرے کی تقریباً ہر چیز بے ترتیب پڑی ہوئی تھی۔ انسپکٹر عالم کے حکم پر اس کے ماتحتوں نے اپنی کارروائی شروع کی۔

مقتول کی پتلون کی جیب میں پرفیوم کی ایک شیشی، ڈن ہل سگریٹ کا ایک پیکٹ، لائٹر اور تھوڑی سی کاٹن اور چند ٹشو پیپر تھے۔ اس کی بائیں کلائی پر گھڑی کے باندھنے کا نشان تھا لیکن گھڑی غائب تھی۔

سب سے حیرت کی بات یہ تھی کہ مقتول کی جیب میں اور بریف کیس کے اندر پیسے یا کرنسی نوٹ بالکل نہیں تھے۔ غرضیکہ یہ شناخت کرنا بے حد مشکل تھا کہ وہ مقتول عمرداد خان ہے یا کوئی دوسرا شخص۔ سرکٹی لاش کی شناخت بالکل ناممکن ہو چکی تھی۔

کمرے کے عین درمیان میں ایک میز رکھی ہوئی تھی۔ اس پر سوڈے کی ایک خالی بوتل اور ڈپلومیٹ وہسکی کی تین بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں نام کو بھی شراب نہیں تھی۔ اس سے انسپکٹر عالم اس نتیجے پر پہنچا کہ قاتل نے مقتول کو بھرپور شراب پلائی ہو گی اور بعد میں اس کا کام تمام کر دیا ہو گا۔ میز پر پانی کا ایک جگ اور ایک ایش ٹرے بھی نظر آ رہی تھی۔ ایش ٹرے میں ادھ جلی سگریٹوں کے درجنوں ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ یہ ایک سنگین نوعیت کا کیس تھا۔ چنانچہ انسپکٹر عالم

نے فوراً وائرلیس پر اس گھناؤنی واردات کی اطلاع آئی جی پولیس کو دے دی۔ وہ اپنے عملے کے ساتھ جلد ہی وہاں آ گئے اور جائے واردات کا بغور جائزہ لینے کے بعد آئی جی پولیس نے محسوس کیا کہ واردات اس قدر گھناؤنی اور سنگین ہے کہ وزارت داخلہ کو اس سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ حالات و واقعات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس غیر معمولی قتل کی واردات میں کچھ عالمی غیر قانونی طاقتیں ملوث ہو سکتی ہیں۔ یہ سوچ کر آئی جی پولیس نے سیکرٹری داخلہ سر سلطان سے رابطہ قائم کیا۔

"سر۔ میں آئی جی فیڈرل سٹی پولیس بول رہا ہوں۔ یہاں ہوٹل بلیو ڈائمنڈ انٹرنیشنل کے کمرہ نمبر 300 میں ایک قتل کی عجیب و غریب واردات ہوئی ہے۔ حالات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کچھ بیرونی طاقتیں ملوث ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا اس واردات کا آپ کے علم میں آنا بے حد ضروری تھا۔"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی آئی جی پولیس نے سر سلطان کو تمام حالات و واقعات سے تفصیلاً آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انٹیلی جنس بیورو کے ایک ذمہ دار آفیسر کو فوری طور پر وہاں بھیج رہا ہوں۔ وہ اس تمام معاملے کو خود ہینڈل کر لے گا۔ اور اس کیس کا انچارج بھی وہی ہو گا۔"۔۔۔۔ سر سلطان نے سپاٹ لہجے میں آئی جی کو جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر رابطہ منقطع کر دیا۔

سر سلطان کو معلوم تھا کہ عمران ایک اہم معاملے کے سلسلے میں کاچان گیا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہوا ہے۔ لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ بلیک زیرو کو اس کیس کی تفتیش پر مقرر کیا جائے۔ یہ سوچ کر انہوں نے دانش منزل میں بلیک زیرو سے رابطہ قائم کیا۔

"ایکسٹو۔ اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور"۔۔۔۔۔۔رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"سلطان کالنگ یو۔ میں ایک اہم کیس تمہارے سپرد کر رہا ہوں مسٹر ایکسٹو۔ ہوٹل بلیو ڈائمنڈ انٹرنیشنل میں ایک شخص کو پراسرار طریقے سے قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کا سر غائب ہے اور صرف دھڑ پڑا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پراسرار کیس کی تفتیش تم خود کرو۔ آئی جی فیڈرل سٹی پولیس کا خیال ہے کہ اس قتل کی واردات کی تہہ میں کسی عالمی دہشت گرد تنظیم کے ملوث ہونے کے کافی امکانات ہیں۔ لہٰذا اس کیس کو مکمل طور پر تم خود ہینڈل کرو"۔۔۔۔۔۔سر سلطان نے بلیک زیرو سے کہا۔

"جی بہتر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس معاملے کو سنبھال لوں گا"۔۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے یقین بھرے لہجے میں کہا اور سر سلطان نے گڈ لک کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ کچھ دیر بعد بلیک زیرو اپنا حلیہ تبدیل کر کے ہوٹل بلیو ڈائمنڈ انٹرنیشنل پہنچ گیا۔ وہاں علاقہ انچارج انسپکٹر عالم نے اس کا استقبال کیا اور تمام حالات و واقعات سے بلیک زیرو کو آگاہ کر دیا۔ بلیک زیرو نے کمرے کا بغور جائزہ لینے کے بعد سیکرٹ

سروس کے دوسرے تکنیکی عملے کو وہاں طلب کر لیا۔ فنگر پرنٹس کے ماہرین نے میز پر رکھی ہوئی سوڈے اور وہسکی کی بوتلوں پر نیز شیشے کے دو عدد گلاسوں اور ایش ٹرے پر سے انگلیوں کے نشانات حاصل کر لیے۔ ہوٹل کے مینجر نے پوچھ گچھ کے دوران بلیک زیرو کو بتایا کہ گزشتہ رات شام چھ بجے ایک ایس ٹی ڈی کال موصول ہوئی تھی۔ کال کرنے والے شخص نے اپنا نام عمرداد خان بتایا تھا اور اپنا پتہ ویکلم ہاؤس، ڈرگ روڈ بتایا تھا۔ اور ہوٹل میں ایک کمرہ بک کرنے کی درخواست کی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ ایک غیر ملکی دورے سے واپس آ رہا ہے اور گھر جانے سے قبل ایک رات وہ ہوٹل میں قیام پذیر ہونا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے کمرہ نمبر 300 دوسری منزل پر بک کر دیا گیا تھا۔

مینجر نے بتایا کہ رات نو بجے کے لگ بھگ سفاری سوٹ اور فلیٹ کیپ میں ملبوس ایک قدآور اور ادھیڑ عمر شخص ہوٹل کے استقبالیہ پر پہنچا اور اپنا نام عمرداد خان بتا کر کمرہ نمبر 300 کی چابی مانگی۔ میں نے فوراً ایک کیئر ٹیکر کو بلوایا جس نے عمرداد خان کا بریف کیس سنبھال لیا۔ اور میں نے کی بورڈ سے کمرہ نمبر 300 کی چابی نکال کر عمرداد خان کے حوالے کر دی۔

پھر کیئر ٹیکر نے عمرداد خان کو دوسری منزل پر کمرہ نمبر 300 میں پہنچا دیا۔ کمرے میں پہنچ کر عمرداد خان نے کافی منگوا کر نوش کی اور پھر شاید سو گیا۔ اگلا پورا دن اس نے ہوٹل میں اپنے کمرے میں گزارا۔ ناشتے اور کھانے کے آرڈر وہ اپنے کمرے ہی سے انٹرکام کے ذریعے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

روم سروس کو دیتا رہا۔ اگلے دن شام چار بجے سیاہ سوٹ اور پنک کلر کی دھاری دار ٹائی پہنے ہوئے ایک شخص ہوٹل میں داخل ہوا اور استقبالیہ کاؤنٹر سے کوئی معلومات حاصل کیئے بغیر لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے لفٹ میں سوار ہوتے دیکھ کر میں تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"رکیئے صاحب۔ آپ کس سے ملنے جارہے ہیں۔" ـــــ میں نے فکرمندانہ انداز میں اس شخص سے پوچھا تھا۔

"روم نمبر 300 میں اپنے دوست عمرداد خان سے ملنے جا رہا ہوں۔" اس نووارد شخص نے ہنس کر جواب دیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں میڈیم سائز کا وی آئی پی بریف کیس تھا جس کا رنگ ہلکا نیلا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ اس کے کمرہ نمبر 300 میں جانے کے بعد کمرے سے روم سروس والوں کو بلیک ہاٹ کافی اور کریم کیک بھجوانے کی فرمائش کی گئی۔ ویٹر جب یہ اشیاء لے کر کمرے میں گیا تو دونوں دوست قہقہے لگا رہے تھے۔

ویٹر کے بیان کے مطابق عمرداد خان کا دوست چین اسموکر تھا اور سگریٹ کے کش پر کش لے رہا تھا۔ وہ سگریٹ سلگانے کے لیے لائٹر استعمال کرتا تھا۔ ویٹر کے سامنے ہی اس نے ایک سگریٹ کے بجھتے ہی دوسری سگریٹ سلگا لی تھی۔

"کیا تم اس شخص کو پہچان سکتے ہو جو کل شام کو عمرداد خان کے نام سے کمرہ نمبر 300 میں آ کر ٹھہرا تھا۔" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہ کوئی مشکل کام نہیں صاحب۔ ہوٹل میں ہر جگہ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ آپ عمرداد خان اور اس کے اجنبی دوست کو ٹیلی ویژن اسکرین پر دیکھ سکتے ہیں۔" ـــــ منیجر نے بلیک زیرو کو جواب دیا۔ چنانچہ بلیک زیرو نے اسکرین پر ان دونوں کی شکلیں اچھی طرح نوٹ کر کے اپنی تفتیش کا دائرہ آگے بڑھا دیا۔

بلیک زیرو نے اس کیس کی تفتیش کے سلسلے میں ویلکم ہاؤس ڈرگ روڈ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ عمرداد خان وہیں کا رہائشی تھا۔ اس نے انسپکٹر عالم کو بھی ساتھ لے لیا تاکہ اس تفتیش کے سلسلے میں پولیس بھی ضروری معلومات سے آگاہ رہے۔ ڈرگ روڈ کا پوش علاقہ دارالحکومت مسلم آباد سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ بلیک زیرو ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ گیا۔ جب وہ انسپکٹر عالم کے ہمراہ وہاں پہنچا تو وہاں ایک عجیب ہی واقعہ ان کا منتظر تھا۔

اسی دن جبکہ عمرداد خان یا اس کے اجنبی دوست کو قتل ہوئے چند گھنٹے ہی گزرے تھے تو دوپہر کے وقت گرین ندی کے جنوبی کنارے پر کچھ دھوبی چھکڑوں پر دھلنے والے کپڑے لاد کر لا رہے تھے۔ جنوبی کنارے کے نزدیک ہی ایک چھوٹی سی جھاڑی تھی جس کے اوپر گدھ اور کوے منڈلا رہے تھے۔ دھوبیوں نے اس جھاڑی میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں ایک بریف کیس پڑا ہوا تھا۔ حیران و پریشان دھوبیوں نے اس بریف کیس کو جھاڑی میں سے باہر نکالا اور جیسے ہی کھولا تو ان کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ بریف کیس میں سفید پولی تھین

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

میں ایک انسانی سر رکھا ہوا تھا۔ جبکہ بریف کیس کا رنگ ہلکا نیلا تھا۔

بلیک زیرو کو یقین ہو گیا کہ بریف کیس میں ملنے والا سر اور ہوٹل کے کمرہ نمبر 300 میں ملنے والا دھڑ ایک ہی شخص کا ہے۔

بلیک زیرو نے کافی سوچ بچار کے بعد ایک پلان ترتیب دیا۔ اس نے دانش منزل آ کر میک اپ کے ذریعے اپنا حلیہ تبدیل کیا اور رات کی تاریکی میں ڈرگ روڈ کے پوش علاقے میں عمرداد خان کی رہائش گاہ ویلکم ہاؤس پہنچ گیا۔ عمرداد خان کی گمشدگی کے بارے میں ابھی تک کسی نے کوئی بھی رپورٹ درج نہیں کروائی تھی۔ اور یہی ایک ایسا معمہ تھا جس کا حل بلیک زیرو کو تلاش کرنا تھا۔ اس نے عمرداد خان کے بارے میں کافی معلومات مقامی پولیس انسپکٹر سے حاصل کر لی تھیں۔ عمرداد خان ایک امیر ترین اور پاکیشیا کے چند دولت مند ترین لوگوں میں سے ایک تھا۔ بظاہر اس کا ٹیکسٹائل کا وسیع وعریض کاروبار تھا اور کئی ٹیکسٹائل ملوں کا مالک ہونے کے علاوہ وہ کپڑے کا ایکسپورٹر بھی تھا لیکن کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ عمرداد خان زیر زمین غیر قانونی دھندے، منشیات اور اسلحے کی اسمگلنگ جیسے گھناؤنے کام میں بھی ملوث ہے۔ لیکن آج تک اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت حاصل نہیں کیا جا سکا تھا۔

بلیک زیرو بغیر کسی مشکل کے عمرداد خان کی عالی شان رہائش گاہ ویلکم ہاؤس پہنچ گیا۔ گیٹ پر ایک مسلح چوکیدار پہرہ دے رہا تھا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر شخص تھا۔

"میں مسٹر عمرداد خان سے ملنے آیا ہوں۔ انہیں میری آمد کی اطلاع دو۔" ——— بلیک زیرو نے کھردرے لہجے میں چوکیدار کو گھورتے ہوئے کہا۔

"صاحب تو گھر نہیں ہیں۔ وہ کئی دن سے باہر کے ملک گئے ہوئے ہیں۔" ——— چوکیدار نے بلیک زیرو کے درشت چہرے کو دیکھ کر قدرے ہراساں لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جو بھی گھر میں ہے اسے میرے آنے کی اطلاع دو۔ میں انٹیلی جنس آفیسر ہوں اور گھر کے کسی ذمہ دار شخص سے ملنا چاہتا ہوں۔" ——— بلیک زیرو نے اس مرتبہ دھمکتی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ بلیک زیرو نے فوری ایکشن لیتے ہوئے بوڑھے چوکیدار سے اس کی گن چھین لی اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور منہ پر ٹیپ چپکا کر اسے گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے اسی کے کیبن میں بند کر دیا۔ اس کے بعد بلیک زیرو اندرونی عمارت کی طرف بڑھا تو سامنے والے کوریڈور کا مرکزی دروازہ اچانک کھلا اور درمیانی عمر کا ایک دراز قامت شخص باہر نکلا۔ اس نے نائٹ گاؤن پہن رکھا تھا۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے۔" ——— اس نے حیرت سے بلیک زیرو کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر عمرداد خان سے۔ میں انٹیلی جنس آفیسر ہوں۔" ——— بلیک زیرو نے اسے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے کہا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

"ٹھیک ہے۔لیکن عمرداد خان تو ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ان کی فیملی بھی پچھلے دس سال سے ایکریمیا میں رہتی ہے۔ میں عمرداد خان کا بزنس پارٹنر نظامی ہوں۔ آپ نے جو کچھ معلوم کرنا ہے مجھ سے کر لیں۔ آیئے نشست گاہ میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"۔۔۔۔۔اس نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کو بنگلے کے نہایت عالی شان ڈرائنگ روم میں لے آیا اور فریج سے کوڈ ڈرنک نکال کر اسے پیش کی۔ شاید پورے بنگلے میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا۔ نوکروں وغیرہ کی موجودگی بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ یہ بات بلیک زیرو کو کھٹک رہی تھی۔

بلیک زیرو نے حیرت پاش نظروں سے نظامی کو دیکھا۔ وہ سمجھا تھا کہ یہی شخص عمرداد خان کا قاتل ہوگا۔ لیکن بلیک زیرو نے ابھی تک اسے سگریٹ نوش کرتے نہیں دیکھا تھا جبکہ ہوٹل والوں نے بتایا تھا کہ عمرداد خان کا دوست چین اسموکر تھا۔ ایک سگریٹ ختم ہوتے ہی دوسری سگریٹ سلگا لیتا تھا۔ بلیک زیرو کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا۔ لگتا تھا کہ چین اسموکر خود عمرداد خان تھا۔ نظامی نے اس کے نام سے کمرہ بک کروا کر اسے وہاں بلوایا اور قتل کر دیا۔ لیکن نظامی نے ایسا کیوں کیا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے مسٹر نظامی کہ آپ کے بزنس پارٹنر عمرداد خان کو کل رات کسی نے ہوٹل بلیو ڈائمنڈ کے کمرہ نمبر 300 میں قتل کر دیا ہے۔"۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے اچانک کہا تو نظامی کے چہرے پر حیرت کے آثار پھیل گئے۔

"اوہ نو۔ یہ کیسے ہو گیا۔ عمرداد خان تو بیرون ملک گئے ہوئے ہیں۔"۔۔۔۔۔نظامی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا عمرداد خان بہت زیادہ سگریٹ پیتے تھے۔"۔۔۔۔۔بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے وہ کافی سگریٹ پیتے تھے۔ لیکن چین اسموکنگ سے ان کے قتل کا کیا تعلق ہے آفیسر۔ اور پھر وہ بیرون ملک سے اچانک ہی کب یہاں آئے اور کب ہوٹل ڈائمنڈ میں ٹھہرے۔ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں۔"۔۔۔۔۔نظامی نے اپنی شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ان سب باتوں کا اس لئے علم نہیں کہ دراصل عمرداد خان ملک سے باہر گئے ہی نہیں تھے بلکہ تم باہر سے یعنی کنگ لینڈ سے یہاں آئے تھے اور تم نے عمرداد خان کے نام سے ہوٹل میں کمرہ بک کروایا تھا اور پھر عمرداد خان کو وہاں بلا کر تم نے قتل کر دیا۔ تم عمرداد خان کے بزنس پارٹنر ضرور تھے لیکن تمہارا نام نظامی ہرگز نہیں۔ تم جتنا مرضی میک اپ کر لو۔ اس کے باوجود میں نے تمہاری دائیں آنکھ کے کونے پر مسہ دیکھ کر سمجھ لیا تھا کہ تم نظامی نہیں بلکہ کارٹل ہو۔ سمورائی کے نائب کارٹل۔ اور عمرداد خان بھی تمہاری زیر زمین سرگرمیوں کا ساتھی ہے۔ اب تم بھاگنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔ ورنہ بے موت مارے جاؤ گے۔"

بلیک زیرو نے اچانک اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ریوالور نکال کر پھنکارتی ہوئی آواز میں کہا۔ لیکن اسی لمحے نظامی جو واقعی کارٹل تھا، نے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

اپنی گود میں رکھا کشن زور سے بلیک زیرو پر کھینچ مارا اور دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ بلیک زیرو ایک لمحے کے لیے گڑبڑا گیا۔ اسی ایک لمحے میں کارٹل دروازے سے باہر نکل چکا تھا۔ بلیک زیرو برق کے کوندے کی طرح اس کے پیچھے لپکا۔ کارٹل دیوانہ وار بیرونی کوریڈور میں بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ بلیک زیرو نے کوریڈور میں آتے ہی اس کی ٹانگ پر فائر داغ دیا۔ لیکن عین اسی لمحے کارٹل کوریڈور کے ایک بڑے ستون کے عقب میں آ گیا۔ گولی سوائے ستون کے پلاستر اکھاڑنے کے اور کچھ نہ کر سکی۔ کوریڈور سے آگے لان کے پہلو میں چند گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ستون کے عقب سے کارٹل نے ایک طویل چھلانگ لگائی اور کسی عقاب کی مانند اڑتا ہوا سب سے آخر میں کھڑی سیاہ شیورلیٹ کار کی چھت پر جا گرا۔ اگلے لمحے وہ پھسل کر کار سے نیچے آیا اور پھرتی سے کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

بلیک زیرو نے پے در پے کئی فائر کیے لیکن کارٹل کی حیرت انگیز پھرتی کی وجہ سے کوئی گولی بھی اسے چھو نہ سکی۔ اگلے لمحے شیورلیٹ اسٹارٹ ہو کر پوری تیز رفتاری سے بیک ہوتی ہوئی بنگلے سے باہر مین روڈ پر نکل گئی۔ پھر ٹائروں کی زوردار چرچراہٹ کے ساتھ یوٹرن لیتی ہوئی طوفانی رفتار سے سڑک پر سیدھی دوڑتی چلی گئی۔ اس اثناء میں بلیک زیرو بھی چھلاوے کی مانند بھاگتا ہوا باہر سڑک پر آ چکا تھا۔ جہاں اس کی سفاری جیپ کھڑی تھی۔ بلیک زیرو جھپٹ کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اور جیپ اسٹارٹ کر کے کارٹل کے تعاقب میں دوڑانے

میں اسے چند سیکنڈ ہی لگے تھے۔

کارٹل کی سیاہ شیورلیٹ اس دوران اس سے تقریباً ایک فرلانگ آگے جا چکی تھی۔ یہ ایک طویل چوڑی سڑک تھی جس پر دور تک کوئی ذیلی سڑک دکھائی نہ دیتی تھی۔ پوش رہائشی علاقہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک نام کو بھی نہیں تھی۔ ویسے بھی رات کا وقت تھا اور ہر طرف سناٹا طاری تھا۔ بلیک زیرو نے کارٹل کا تعاقب جاری رکھتے ہوئے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ونڈ اسکرین کے اوپر سے اس پر یکے بعد دیگرے کئی فائر داغ دیے۔ ایک گولی کارٹل کی کار کی عقبی اسکرین کو توڑتی چلی گئی۔ لیکن اس سے کارٹل محفوظ رہا۔

بلیک زیرو نے کارٹل کی کار کے عقبی ٹائر کا نشانہ لیا اور فائر کھول دیا۔ کارٹل شاید بیک ویو مرر میں بلیک زیرو کو ایسا کرتا دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے کار فوراً سڑک پر لہرانا شروع کر دی اور بلیک زیرو کا نشانہ خطا چلا گیا۔ آگے دائیں سمت میں ایک چھوٹی ذیلی سڑک آ رہی تھی۔ کارٹل نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور کار اس ذیلی سڑک پر موڑ دی۔ یہ ذیلی سڑک آگے سے بند تھی اور سامنے وہی ندی تھی جس کے کنارے دھوبیوں کو عمر داد خان کا کٹا ہوا سر ملا تھا۔ ندی کے کنارے آہنی جنگلہ لگا ہوا تھا جو صرف ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ کارٹل کی شیورلیٹ کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ اچانک سامنے آنے والے جنگلے کو دیکھ کر اس نے بریک لگانے کی کوشش کی لیکن اسے دیر ہو چکی تھی۔ اس کی شیورلیٹ

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ایک زوردار دھماکے کے ساتھ آہنی جنگلے سے ٹکرائی اور جنگلہ توڑتی ہوئی سیدھی ندی کے اندر جا گری۔ بلیک زیرو تیزی سے وہاں پہنچا اور جیپ روک کر وہ خود بھی ندی میں کود گیا۔ لیکن شیورلیٹ کے اندر کچھ نہ تھا۔ کارٹل غائب ہو چکا تھا۔

ننجا فائٹر عمران اور سانچا سے شکست کھانے کے بعد اگرچہ وہاں سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن سانچا کو یقین تھا کہ وہ دوبارہ ان پر حملہ کریں گے۔ اس نے اپنی تشویش سے عمران کو بھی آگاہ کر دیا۔

”گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اب ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ ننجا کے ہتھیار حاصل کریں۔ ان ہتھیاروں کے بغیر ہم سمورائی کے ساتھوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔“ ——— عمران نے سانچا کا حوصلہ بندھاتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس ننجا فائٹنگ کے بہترین ہتھیار موجود ہیں۔“ سانچا نے کہا اور پھر وہ دوسرے کمرے سے لکڑی کا ایک بہت بڑا صندوق اٹھا لایا جو ننجا فائٹنگ کے حیرت انگیز ہتھیاروں سے بھرا ہوا تھا۔ پھر وہ عمران کو ان ہتھیاروں کے بارے میں بتانے لگا۔ ابھی عمران ان

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہتھیاروں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ سانچا کے فون پر ایک ایس ایم ایس آ گیا۔ سانچا نے فون عمران کو تھما دیا۔ ایم۔ ایس ساتوکان نے بھیجا تھا۔ لکھا تھا۔

''ڈیئر پرنس آف ڈھمپ۔ میں نے گزشتہ ملاقات سے اب تک ہر لمحہ تمہیں یاد کیا ہے۔ براہ کرم جب ٹاکیشو واپس آؤ تو شرف ملاقات ضرور بخشنا۔''۔۔۔۔۔ عمران کے لیے یہ میسج ایک دلچسپ کہانی سے کم نہیں تھا۔ وہ سمجھ نہیں سکا تھا کہ آخر یہ میسج بھیجنے کا مس ساتوکان کا مقصد کیا ہے۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ عمران اس کے سراپا حسن میں کھویا رہتا۔ ہاں یہ ضرور ہو سکتا تھا کہ شاید وہ عمران پر وارفتہ ہو گئی ہو۔ اس بارے میں عمران کوئی بھی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ رات کے کھانے کے بعد ساتوکان کا ایک اور ایس ایم ایس آ گیا۔ لکھا تھا۔

''ڈیئر پرنس آف ڈھمپ۔ تمہاری یاد سونے نہیں دے رہی۔ مجھ سے ٹاکیشو میں ملنا ضرور۔''۔۔۔۔ ایس ایم ایس پڑھ کر عمران اب ورطہء حیرت میں پڑ گیا تھا۔ اور یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر ساتوکان اس میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہے۔ کہیں وہ اس کی توجہ تو ہٹانا نہیں چاہتی۔ لیکن عمران وثوق سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے کندھے اچکائے اور خاموشی سے بستر پر لیٹ گیا۔

آدھی رات سے کچھ پہلے عمران کی آنکھ لگ گئی اور وہ نیند کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ جب وہ گہری نیند میں تھا تو اچانک ہی

چونک کر اٹھ بیٹھا۔ نیند میں ڈوبے ڈوبے اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اس نے کسی خوفناک درندے کے غرانے کی آواز سنی ہے۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں جانب دیکھنے لگا مگر اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسی دوران اسے کسی نامعلوم لیکن پرہول اور وحشت ناک چیز کے قرب کا بھی احساس ہوا۔ کوئی ایسا احساس جسے شاید وہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔ کمرے میں مکمل تاریکی کا راج تھا اور عمران کا دماغ اس سوچ میں گم تھا کہ کیا اس نے کوئی خواب دیکھا ہے یا کوئی اور ماورائی چیز ہے۔ عمران نے اپنے قرب و جوار کے اندھیرے میں کچھ محسوس کرنے کی کوشش کی لیکن سوائے تاریکی اور سکوت کے وہاں کچھ نہ تھا۔ ایسا سکوت کہ عمران اپنے سانسوں کی آواز تک سن رہا تھا۔

چند لمحے اسی حالت میں گزر گئے۔ پھر اچانک ایک بالکل واضح اور صاف طور پر ایک انسانی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ اسے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ ایک نسوانی آواز تھی۔ عمران ایک دم چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ پھر ایک اور انسانی سرسراہٹ کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اور اس کے ساتھ ہی بالکل ویسی ہی غراہٹ کی آواز سنائی دی جسے سن کر وہ نیند سے جاگ اٹھا تھا۔ عمران کے اعصاب اب پوری طرح بیدار ہو چکے تھے اور عمران کے لیے یہ سمجھنا قطعاً دشوار نہیں تھا کہ یہ غراہٹ نما آواز کسی ننجا فائٹر کے پھلانگنے سے پیدا ہوئی ہے۔ وہ اس آواز کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ لیکن وہ ننجا فائٹر کہاں تھا۔ اسے نظر کیوں نہیں آ رہا تھا۔ وہ عمران سے کہیں قریب

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہی موجود تھا اور یقینی طور پر وہ عمران ہی پر حملہ آور ہونے کے لیے آیا تھا۔

نجا فائٹر کی سرسراہٹ کی آواز کسی خوفناک درندے کی غراہٹ جیسی تھی۔ پھر کچھ عجیب وغریب سی آوازیں عمران کی سماعت سے ٹکرائیں اور یہ ایسی آوازیں تھیں جیسے نجا عمارت کے اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کوئی چیز برف پر گھسیٹی جا رہی ہو۔ اور پھر لحظہ بہ لحظہ یہ آوازیں مدھم ہوتی چلی گئیں لیکن ان کی بازگشت ابھی تک عمران کی سماعت سے بار بار ٹکرا رہی تھی۔ وہ سکتے کی سی حالت میں تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہر طرف مکمل خاموشی اور گہرے سکوت نے اپنا دامن دوبارہ پھیلا لیا اور چہار گرد تاریکی کا راج اور پراسرار خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران سوچنے لگا آخرکار وہ سرسراہٹ کی آوازیں کس سمت میں غائب ہو گئی تھیں۔ لازمی طور پر وہ کسی نجا فائٹر کے اڑنے سے اس کے چغہ نما لباس کے پھڑپھڑانے سے پیدا ہونے والی آوازیں تھیں۔ سانچا کا یہ گھر دو منزلہ تھا اور عمران کا کمرہ دوسری منزل پر واقع تھا۔

عمران ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ سرسراہٹ کی آوازیں اسے اپنے اوپر چھت سے سنائی دینے لگیں۔ چنانچہ وہ پہلے سے زیادہ چوکنا ہو گیا۔ اسی لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور ایک نجا فائٹر اڑتا ہوا کھڑکی کے راستے کمرے کے اندر آ کودا۔ اس کے ہاتھ میں نجا فائٹنگ کی مخصوص تلوار کسی سفید دودھیا الیکٹرانک ٹیوب راڈ کی مانند اندھیرے

میں چمک رہی تھی۔ عمران فوراً تن کر کھڑا ہو گیا۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی کہ وہ نجا فائٹر عمران پر حملہ آور ہونے کے لیے کمرے میں داخل ہوا ہے۔ نجا فائٹنگ کے ہتھیاروں والا صندوق سانچا کے کمرے میں تھا اور عمران اس وقت بالکل نہتا تھا۔ اپنے دفاع کے لیے اس کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔

نجا حملہ آور تلوار کے ساتھ برق کی سی تیزی سے عمران پر جھپٹا۔ وہ تلوار کو لہراتا ہوا ایک بگولے کی مانند گھومتا ہوا عمران کی طرف بڑھا اور اس کی تلوار ہوا میں زگ زیگ بناتی ہوئی بجلی کے کوندے کی طرح عمران کے سر پر پڑی۔ اگر عمران حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ قدرے جھکتا ہوا دائیں سمت میں لڑھکتا چلا نہ جاتا تو لازماً اس کا سر دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ تلوار کی زد سے عمران کے نکل جانے سے اسی رفتار سے حرکت کرتی وہ تلوار نیچے آئی اور قریب پڑے ایک چوبی گول میز سے ٹکرائی۔ چوبی میز دو حصوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔ اس سے عمران کو نجا حملہ آور کی تلوار کی تیز دھار کا بخوبی اندازہ ہو گیا۔ اور اسے یہ سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی کہ یہ تلوار لوہے کو بھی باآسانی کاٹ سکتی ہے۔

اب عمران کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو چکی تھیں۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ اس حریف نجا فائٹر کو بھاگنے نہیں دے گا۔ نجا حملہ آور نے اپنا وار خالی جانے کے بعد غصے کی شدت سے تلملاتے ہوئے کسی چھلاوے کی مانند اچھل کر اپنی تلوار کو ہوا میں دائرے کی شکل میں

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

گھماتے ہوئے دوبارہ عمران کی گردن پر وار کیا۔ عمران چونکہ دائیں سمت میں لڑھک کر بیڈ پر گر چکا تھا اور اب اٹھ کر اپنا توازن بحال کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب ننجا نے اس پر دوسرا وار کیا تو عمران کی حیرت انگیز پھرتی ایک مرتبہ پھر کام آئی۔ جونہی ننجا فائٹر کی تلوار دائرے کی شکل میں گھومتی ہوئی عمران کی گردن کے قریب آئی تو اس نے پھرتی کے ساتھ خود کو واپس بیڈ پر گرا لیا۔ تلوار کی نوک عین عمران کی گردن کے بالکل قریب سے گزر گئی۔ اس کی تیز سرسراہٹ سے یوں لگا جیسے کمرے میں کوئی سانپ پھنکارا ہو۔

جونہی عمران ننجا حملہ آور کے وار سے بچ کر پلنگ پر گرا تو اسی لمحے کمرے کے دروازے پر باہر سے دستک ہونے لگی۔ دروازے کو اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ عمران نے دروازے کو سونے سے پہلے اندر سے بند کرنا ضروری سمجھا تھا۔ لیکن دستک سے وہ فوراً سمجھ گیا کہ آنے والا سوائے سانچا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ یقیناً کمرے کے اندر ہونے والی ہلچل کی آوازیں سن کر وہاں آیا ہو گا۔ اب عمران کی مجبوری یہ تھی کہ اس کا دشمن ننجا حملہ آور اس کے سر پر تلوار لئے کھڑا تھا اور اگلے حملے کی تیاری کر رہا تھا۔ لہٰذا عمران کے لیے اٹھ کر دروازے کی کنڈی کھولنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے پکارا۔

''سانچا۔ اگر یہ تم ہو تو سنو۔ ایک ننجا فائٹر نے کھڑکی کے راستے کمرے کے اندر داخل ہو کر اچانک مجھ پر حملہ کر دیا ہے۔'' ـــــ عمران

نے تقریباً دھاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ میں ابھی آپ کی مدد کرتا ہوں۔'' باہر سے سانچا نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ننجا فائٹر نے اپنی تلوار کے دستے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا۔ اس کا انداز بالکل ایسا تھا کہ جیسے وہ تلوار کو عمران کے پیٹ میں گھونپ دے گا اور پھر واقعی اس نے تلوار کی نوک کو عمران کے پیٹ کی طرف کرتے ہوئے گھونپنے والے انداز میں تیزی سے نیچے لایا۔ لیکن عمران پوری طرح مستعد اور ہوشیار تھا۔ وہ اس سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ پہلو بدل گیا اور تلوار سیدھی پلنگ کے اندر جا گھسی۔ عمران اچھل کر پلنگ سے کئی فٹ دور جا پڑا تھا۔

ننجا فائٹر کی تلوار چوبی پلنگ کے اندر پھنس کر رہ گئی تھی۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے کے اوپر بنے روشندان سے سانچا کا چہرہ نظر آیا۔ وہ چھوٹے سے روشندان سے کمرے کے اندر جھانک رہا تھا۔ تاریکی میں اس کا چہرہ ہیولے کی طرح ہی نظر آ رہا تھا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ کے دفاع کے لیے ننجا کے ہتھیار لے آیا ہوں۔ لیجئے۔ میں ایک ''کاساری کاما'' اندر پھینک رہا ہوں۔ یہ نہایت کارآمد ہتھیار ہے۔'' ـــــ سانچا نے تقریباً چیختے ہوئے انداز میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک فولادی زنجیر سے بندھا ہوا درانتی نما ہتھیار روشندان سے عمران کی جانب پھینک دیا جسے عمران نے اچک لیا۔ فولادی زنجیر کے ایک سرے پر لوہے کا وزنی گولہ بندھا ہوا تھا جسے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نجا فائٹنگ کی زبان میں ''فن ڈو'' کہا جاتا تھا جبکہ دوسرے سرے پر ''کاما'' لگا ہوا تھا جو ایک درانتی نما ہتھیار تھا۔ فولادی زنجیر کو نجا فائٹنگ کی زبان میں ''کاساری'' کہا جاتا تھا۔ جونہی عمران کے ہاتھ یہ ہتھیار آیا تو نجا حریف غصے کی شدت سے منہ سے جھاگ کے مرغولے اڑاتا ہوا اپنی تلوار کے ساتھ پھر اس پر حملہ آور ہوا۔ وہ چوبی پلنگ کے اندر سے اپنی تلوار باہر نکال چکا تھا۔ وہ تلوار کو لہراتا ہوا عمران پر کسی چھلاوے کی مانند جھپٹا۔ اس کی کوشش تھی کہ عمران کو ''کاساری کاما'' کے استعمال سے پہلے چت کر دے۔ عمران نے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنا کاما پکڑ لیا تھا اور دائیں ہاتھ سے کاساری کو درمیان میں سے پکڑ کر اس کا وزنی گولہ یعنی فن ڈو گھمایا اور اگلے لمحے اس نے اپنے فن ڈو کو نجا حریف کی تلوار پر دے مارا۔

فن ڈو نجا حریف کی تلوار کے تیز دھار بلیڈ سے ٹکرا کر اس کے گرد لپٹ گیا۔ اسی لمحے عمران نے اپنا ہاتھ پوری قوت سے کھینچ لیا۔ اگلے لمحے اس نے نجا حریف کو تلوار سمیت اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہی وہ لمحہ تھا جب عمران نے نجا حریف کے سر پر کاما کا بھرپور وار کیا۔ نجا نے ایک تیز چیخ کے ساتھ اپنے چغے میں سے دھوئیں والا گولہ نکالنے کی کوشش کی تاکہ اس کو پھوڑ کر دھوئیں میں غائب ہو جائے۔ لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے پیٹ میں پوری قوت سے ٹھوکر لگا کر نہ صرف اسے الٹا کر دیا بلکہ جست لگا کر اس پر چڑھ گیا اور فولادی زنجیر کا ساری سے اس کی مشکیں کس دیں۔ نجا حریف بالکل بے بس ہو چکا تھا

اور اکھڑے اکھڑے سانس لے رہا تھا۔ عمران نے اس کے چہرے پر سے نجا کا مخصوص ماسک نوچ پھینکا۔ دوسرے لمحے عمران اسے دیکھ کر حیرت کی شدت سے اچھل پڑا۔ وہ نجا حریف مس ساتو کان تھی۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

دانش منزل کے آپریشن روم میں بلیک زیرو تذبذب کی حالت میں بیٹھا تھا۔ سمورائی کا نائب یعنی ''نمبر ٹو'' کارٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر غائب ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے اس واقعہ کے بعد ہائی ڈینسٹی ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ عمران کاچان کے کسی ایسے دورافتادہ مقام پر موجود تھا جہاں تک ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کام نہیں کر رہی تھی اور ریڈیائی سیٹلائٹ لہروں کا رابطہ آپس میں قائم نہیں ہو پا رہا تھا۔ چنانچہ اب بلیک زیرو نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں مزید پیش رفت کے لیے سر سلطان سے بات کرے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے سر سلطان کے ذاتی سیلولر فون پر رابطہ قائم کیا۔ سلسلہ جلد ہی قائم ہو گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی مخصوص گرجدار آواز سنائی دی۔

''طاہر کالنگ یو سر۔ بات دراصل یہ ہے کہ سمورائی کا دست راست کارٹل فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ حالانکہ میں نے اسے قابو کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ہاتھ سے نکل گیا۔ اب ہم پھر اندھیرے میں ہاتھ پاؤں چلا رہے ہیں۔ عمران صاحب سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو رہا۔ نہ جانے وہ کاچان میں کس جگہ موجود ہیں جہاں ٹرانسمیٹر کی ریڈیائی سیٹلائٹ لہریں رسائی حاصل نہیں کر رہیں۔''۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پرتشویش انداز میں سر سلطان کو تمام تر تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''عمران سے میں نے بھی رابطہ قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ کارٹل کا فرار ہونا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ بہرحال ایسا ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ مجھے یہ فکر ہے کہ سمورائی آزاد ہو چکا ہے اور اس نے اپنی زیر زمین خفیہ غیر قانونی سرگرمیاں دوبارہ شروع کر دی ہیں اور اس کی غیر قانونی زیر زمین سرگرمیوں کا سب سے زیادہ اثر پاکیشیا پر پڑے گا۔ لہٰذا اس کا ازالہ ضروری ہے۔''۔۔۔۔۔ سر سلطان نے اپنی پریشانی سے بلیک زیرو کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''سانپ کا سر کچلنے کا بندوبست کر لیں گے سر۔ آپ کو اس بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ عمران صاحب کی غیر موجودگی کی وجہ سے البتہ مجھے کچھ گائیڈ لائن کی ضرورت ہے۔''۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے انٹیلی جنس کی رپورٹ ہے کہ سمورائی کے کچھ ایجنٹ اخوانستان پہنچ چکے ہیں۔ وہاں شیر خان نامی ایک شخص پوست کی فصل کا بہت بڑا کاشتکار ہے۔ اور وہ اپنی تمام پوست کی فصل سمورائی کو فروخت کرتا رہا ہے۔ اس مرتبہ بھی سمورائی کے آدمی فصل کی خرید کے لئے شیر خان کے پاس اخوانستان کے شہر قالا نجار پہنچ چکے ہیں۔ وہ لوگ پوست کی فصل کو کنٹینروں میں بھر کر پاکیشیا کے پہاڑی راستوں سے ہمسایہ ملک رنگونا اسمگل کرنا چاہتے ہیں جہاں سمورائی کی منشیات تیار کرنے والی خفیہ لیبارٹریاں موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سمورائی کے آدمیوں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر لو۔" ——— سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔ میں اس کام کے لیے فوری طور پر کچھ اقدامات کرتا ہوں۔" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"شیر خان کے بارے میں کچھ معلوماتی مواد انٹیلی جنس کا ایک ایجنٹ تمہارے پاس لے کر آئے گا۔ اس سے تمہیں کافی کچھ معلوم ہو جائے گا۔ اور پھر سمورائی کے ایجنٹوں کو گرفتار کرنا بھی تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔" ——— سر سلطان نے کہا۔

"جی بہتر۔ میں اس ایجنٹ کا انتظار کروں گا۔" ——— بلیک زیرو نے پرجوش لہجے میں جواب دیا اور پھر گڈ بائی کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ اس کے بعد بلیک زیرو انٹیلی جنس ایجنٹ کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً آدھ

گھنٹے بعد ایک سرخ رنگ کی فائل اس تک پہنچ گئی۔ فائل کا باریک بینی سے مطالعہ کرنے کے بعد بلیک زیرو نے کیپٹن شکیل سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کیپٹن شکیل اپنے فلیٹ پر موجود نہیں تھا اور فون پر ریکارڈر لگا ہوا تھا۔ چنانچہ بلیک زیرو اس کے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطے کی کوشش کرنے لگا۔ سلسلہ جلد ہی قائم ہو گیا۔

"کیپٹن شکیل اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔" ——— واچ ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو کالنگ یو۔ کیپٹن شکیل تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور۔" بلیک زیرو نے اپنی مخصوص غراہٹ آمیز آواز میں کہا۔

"جناب۔ میں اس وقت کیفے ڈی مون ریسٹورنٹ میں لنچ کر رہا ہوں۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔ اوور۔" ——— کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"لنچ کرتے ہی دانش منزل پہنچ جاؤ۔ یہاں تمہیں گرین کلر کی ایک فائل نشست گاہ کی میز پر رکھی ملے گی۔ اس میں سمورائی اور اس کے آدمیوں کے بارے میں کافی تفصیلی معلومات موجود ہیں۔ اس فائل کا اچھی طرح مطالعہ کرو۔ تمہیں ان لوگوں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کرنا ہے۔ چاہو تو اس کام کے سلسلے میں صفدر وغیرہ کو بھی تمہارے ساتھ کر دیا جائے گا۔ اوور۔" ——— بلیک زیرو نے تمام تفصیل سے کیپٹن شکیل کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"فی الحال میں اس آپریشن کو اکیلا شروع کروں گا چیف۔ بعد میں اگر ضرورت محسوس ہوئی تو دیگر ممبران کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ میں بہت جلد دانش منزل پہنچ جاؤں گا۔ اوور۔" ____ کیپٹن شکیل نے مستعدی سے جواب دیا۔ چنانچہ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ لنچ سے فارغ ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے پارکنگ ایریا سے اپنی جیپ نکالی اور دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب وہ دانش منزل کی نشست گاہ میں پہنچا تو سامنے میز پر گرین کلر کی ایک فائل رکھی ہوئی تھی۔ کیپٹن شکیل نے جونہی وہ فائل اٹھائی تو نشست گاہ میں نصب اسپیکر جاگ اٹھا اور اس میں سے ایکسٹو کی مخصوص آواز گونجنے لگی۔

"کیپٹن شکیل۔ اس آپریشن کو ہر حال میں کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہیے۔ ورنہ سمورائی پوری دنیا میں پاکیشیا کو بدنام کر کے رکھ دے گا۔ اس لئے کہ اس کی زیر زمین خفیہ سرگرمیوں کا مرکز پاکیشیا ہی ہے۔ دنیا یہ نہیں مانے گی کہ یہ غیر قانونی کام سمورائی کر رہا ہے۔ بلکہ صرف یہ کہے گی کہ یہ کام پاکیشیا میں ہو رہے ہیں اور پاکیشیا کے راستے ہو رہے ہیں۔ لہٰذا سمورائی کا راستہ روکنا اور اسے قابو کرنا اشد ضروری ہے۔ کیا تم میری بات اچھی طرح سمجھ گئے ہو۔" ____ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کیپٹن شکیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ سمورائی اس بار ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا۔" ____ کیپٹن شکیل نے

کہا۔

"ویل ڈن اینڈ بیسٹ آف یو گڈ لک۔ یہ فائل اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس میں سمورائی اور اس کے گروپ کی سرگرمیوں کے بارے میں کافی معلومات تمہیں مل جائیں گی۔ اور تم بہتر طریقے سے ان کے خلاف ایکشن لے سکو گے۔ او کے اینڈ گڈ بائی۔" ____ ایکسٹو نے سنسناتی ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سپیکر خاموش ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے فائل اٹھا کر اپنی جیکٹ کے اندر رکھ لی اور دانش منزل سے نکل کر اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اپنے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے کافی تیار کی اور مگ لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔ کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے وہ فائل کا بھی مطالعہ کرتا رہا۔

سمورائی پوست کی تمام فصل شیر خان سے خریدتا تھا۔ شیر خان اخوانستان کے بڑے شہر قاندچار کا گورنر اور وسیع وعریض زمین کا مالک تھا۔ سمورائی کے اس کے ساتھ کاروباری تعلقات بہت گہرے تھے۔ اور شیر خان ہی وہ واحد شخص تھا جو سمورائی کے منشیات کے بین الاقوامی کاروبار میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔ کیونکہ اسی کی پوست کی فصل سے سمورائی کی تمام منشیات کی لیبارٹریاں چلتی تھیں۔ دوسری طرف شیر خان کا ایک چھوٹا بھائی ہیبت خان تھا جو سمورائی کی اسلحہ ساز فیکٹریوں کے لیے پرزہ جات فراہم کرتا تھا۔ گویا ان دونوں بھائیوں کے بل بوتے پر سمورائی کا تمام انڈرورلڈ نیٹ ورک چل رہا تھا۔ کیپٹن شکیل کے لیے یہ انکشاف نہایت اہم تھا کہ ہیبت خان کو پاکیشیائی خفیہ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ایجنسی ''بلیک ٹائیگرز'' کے کمانڈوز نے کچھ عرصہ قبل اچانک بارڈر پر گرفتار کر لیا تھا۔ جب وہ غیر قانونی اسلحہ کے پرزوں سے بھرا ایک کنٹینر اسمگل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہیبت خان ان دنوں پاکیشیا کی ایک جیل میں لمبی قید کی سزا کاٹ رہا تھا۔ اس کے بارے میں پڑھ کر کیپٹن شکیل نے فوراً فیصلہ کیا کہ اس سے ملنا ضروری ہے۔ وہ شخص ان کے لیے کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ فیصلہ کر کے کیپٹن شکیل نے فائل اپنی الماری کے لاک اپ میں بند کر دی اور ہیبت خان نامی اس شخص سے جیل میں ملاقات کے لیے میک اپ کرنے لگا۔

شام چار بجے کیپٹن شکیل پاکیشیا کی سنٹرل جیل پہنچ چکا تھا۔ اس نے جیل سپرنٹینڈنٹ کو اپنی آمد کے بارے میں مطلع کیا تو وہ کیپٹن شکیل کے استقبال کے لئے بذات خود داخلی گیٹ پر چلا آیا۔ کیپٹن شکیل نے اسے سپیشل انٹیلی جنس سروس کا اپنا کارڈ دکھایا تو وہ عاجزی سے سرخم کر کے کھڑا ہو گیا۔

''سر۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔'' ـــــ سپرنٹینڈنٹ نے سرتسلیم خم کرتے ہوئے عاجزانہ لہجے میں کہا اور نہایت عزت واحترام سے کیپٹن شکیل کو اپنے دفتر میں لے گیا۔

''ایک اخوانستانی شہری آتشیں اسلحہ کے پرزہ جات کی اسمگلنگ کے جرم میں اس جیل میں قید کاٹ رہا ہے۔ اس کا نام ہیبت خان ہے۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے بارعب لہجے میں کہا

''جی ہاں۔ اس نام کا مجرم یہاں ہے۔ میں اسے بلواتا ہوں۔'' سپرنٹینڈنٹ نے بدستور انکساری سے جواب دیا۔ وہ کیپٹن شکیل سے کافی مرعوب نظر آرہا تھا۔

''نہیں۔ اسے یہاں بلوانے کی ضرورت نہیں۔ میں اس سے پرائیویٹ روم میں ملاقات کروں گا۔ کیونکہ مجھے اس سے کافی باتیں معلوم کرنا ہیں۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے تیکھے پن سے کہا تو وہ کیپٹن شکیل کو جیل کے پرائیویٹ روم میں لے گیا جہاں ہیبت خان کو بلوا لیا گیا۔ وہ چھ فٹ سے زیادہ قد کا سرخ و سپید رنگت کا کڑیل جوان تھا۔ اسے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ کیپٹن شکیل کی ہدایت پر جیل کے کارندوں نے اسے کیپٹن شکیل کے کہنے پر اس کے سامنے کرسی پر بٹھا دیا۔ اور سپرنٹینڈنٹ سمیت واپس چلے گئے۔ کیپٹن شکیل نے دروازہ اندر سے مقفل کر دیا اور اس کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ ہیبت خان کی آنکھوں میں تیز چمک کوند رہی تھی اور کیپٹن شکیل نے پہلی ہی نظر میں اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ مضبوط آہنی اعصاب کا مالک ہے۔

''تم شیر خان کے چھوٹے بھائی ہو۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے تیز مگر دوستانہ انداز میں پوچھا۔ ہیبت خان کیپٹن شکیل کی بات سن کر کچھ دیر خاموشی سے اس کا چہرہ تکتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹ کھلے۔

''ہاں صاحب۔ ہم شیر خان کا چھوٹا بھائی ہے۔ ہیبت خان نام ہے ہمارا۔ مگر تم کیوں پوچھتا ہے۔'' ـــــ ہیبت خان نے چبھتی ہوئی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نظروں سے کیپٹن شکیل کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"بات یہ ہے ہیبت خان۔ ہم لوگوں کو اطلاع ملی ہے کہ تمہارے بھائی شیر خان کی زندگی سخت خطرے میں ہے۔ سمورائی اس کا دشمن بن چکا ہے اور اس کی جان لینا چاہتا ہے۔ اس نے کارٹل کے ذریعے تمہارے بھائی شیر خان پر قاتلانہ حملہ کروایا ہے۔ وہ تو شیر خان کی قسمت اچھی تھی کہ وہ بچ گیا۔ میں اسی مقصد کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ اگر تم ساتھ دو تو نہ صرف شیر خان کی زندگی بچائی جا سکتی ہے بلکہ سمورائی پر بھی قابو پالیا جائے گا"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ایک فرضی داستان ہیبت خان کو سناتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ہیبت خان بری طرح چونک اٹھا تھا اور اس کے چہرے پر تشویش کے گہرے تاثرات دکھائی دینے لگے تھے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کے بھائی شیر خان اور سمورائی کے درمیان گہرے کاروباری تعلقات قائم ہیں اور چند دن قبل ہی سمورائی نے پوست کی فصل کا ایک بہت بڑا آرڈر شیر خان کو دیا تھا جس کی رقم بھی ادا کی جا چکی تھی۔ لیکن ہیبت خان یہ بھی جانتا تھا کہ ایسے کاروبار میں تعلقات بگڑتے دیر نہیں لگتی۔ کارٹل چونکہ سمورائی کا خاص دست راست بلکہ نائب تھا لہٰذا یہ بات بعد از قیاس نہیں تھی کہ کارٹل نے اس کے بھائی شیر خان پر قاتلانہ حملہ کیا ہوگا۔ انڈر ورلڈ میں ہر بات ممکن ہوتی ہے۔ چنانچہ ہیبت خان کے چہرے پر اچانک تفکرات کے سائے لہرا گئے۔

"کیا سوچ رہے ہو ہیبت خان۔ کیا تمہیں میری بات کا یقین نہیں

ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یقین ہے صاحب۔ ان کتا لوگ انڈر ورلڈ والوں کا کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کب ان کا کھوپڑی ہل جائے۔ سمورائی شیطان نے ضرور ہمارا بھائی پر قاتلانہ حملہ کروایا ہوگا۔ ہم کو یقین ہے۔ لیکن کل ہمارا بھائی کا کچھ آدمی ادھر جیل میں ہم سے ملنے آیا تھا۔ انہوں نے ہم کو بتایا تھا کہ سمورائی ہمارا بھائی شیر خان سے نیا کاروباری ڈیل کر رہا ہے۔ پھر اتنا جلدی یہ دشمنی کیسے ہوگیا"۔۔۔۔۔ ہیبت خان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"انڈر ورلڈ میں ایسا ہی ہوتا ہے ہیبت خان۔ تم تو خود انڈر ورلڈ کے آدمی ہو۔ تم سے زیادہ بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔ اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو میرا وعدہ ہے کہ سمورائی کو اس کے انجام تک پہنچا دیا جائے گا۔ لیکن شیر خان کا بال بھی بیکا نہیں ہوگا"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہیبت خان کو اعتماد میں لینے والے انداز میں کہا۔

"تم ہم سے کیا تعاون مانگتا ہے آفیسر"۔۔۔۔۔ ہیبت خان نے تیکھی نظروں سے کیپٹن شکیل کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں شیر خان سے ملنا چاہتا ہوں ہیبت خان۔ اگر تم مجھے اس کے خفیہ ٹھکانے کا پتہ بتا دو تو میں اس سے مل کر سمورائی کا سراغ لگا سکتا ہوں۔ اس طرح سمورائی ہماری قید میں آجائے گا لیکن شیر خان کی حفاظت کی جائے گی"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ہیبت خان کے چہرے پر گہری سوچ کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سائے منڈلانے لگے تھے۔

''ہمارا بات غور سے سنو آفیسر۔ شیر خان آج کل حکومت کا سختی کا وجہ سے کوہ سنگرام کے پہاڑوں میں غائب ہو چکا ہے۔ وہاں پہاڑوں کے اندر اس کا ایک خفیہ محل ہے۔ شیر خان ادھر ہی رہتا ہے۔ وہ تم کو ادھر ہی ملے گا۔ میں شیر خان کا خفیہ محل تک پہنچنے کا راستہ تم کو بتا دے گا۔ پھر تم آسانی سے ادھر پہنچ جائے گا۔ لیکن ہم سوچتا ہے کہ شیر خان تم کو ملے گا بھی یا نہیں۔ کیونکہ وہ اجنبی لوگ سے کبھی نہیں ملتا ہے۔'' ہیبت خان نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

''ہیبت خان۔ اگر تم چاہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔ تم ضرور کوئی راستہ نکال سکتے ہو۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ادھر شیر خان سے جا کر بولنا کہ تم ہیبت خان کا آدمی ہے۔ اس سے ملنے کے لیے ہمارا ایک کوڈ ورڈ ہے۔ اور وہ یہ کہ ''شیر کا ایک دن کا زندگی گیدڑ کا سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔'' یہ کوڈ ورڈ سن کر شیر خان تم کو ہمارا آدمی سمجھ کر ضرور ملے گا۔ پھر تم سمورائی اور کارٹل کے بارے میں اس سے بات کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا آفیسر کہ ہمارا بھائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ ہم خان لوگ ہر بات برداشت کر سکتا ہے مگر غداری برداشت نہیں کر سکتا ہے۔'' ہیبت خان نے گویا کیپٹن شکیل کو وارننگ دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل اثبات میں سر ہلا کر مسکرانے لگا۔

''فکر نہ کرو ہیبت خان۔ تمہارے ساتھ ہماری دشمنی نہیں ہے۔ البتہ

سمورائی شیر خان کو دوبارہ اپنے انتقام کا نشانہ ضرور بنائے گا۔'' کیپٹن شکیل نے دانستہ اپنے لہجے میں خلوص کی آمیزش کرتے ہوئے کہا اور اس کی توقع کے عین مطابق ہیبت خان اس سے متاثر نظر آنے لگا۔

''سمورائی خنزیر کا بچہ ہے۔ اور ایکریمیا والا دوغلا ہے جس نے سمورائی کتے کا گردن سے پٹہ اتار کر کھلا چھوڑ دیا۔ سچا بات تو یہ ہے کہ ہم ایکریمیا والا سے بھی سخت نفرت کرتا ہے۔ وہ دوسروں کو دہشت گرد کہتا ہے لیکن خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔ تم سمورائی اور کارٹل کا خلاصی کرو صاحب۔'' ـــــ ہیبت خان نے انتہائی تلخ انداز میں کہا اور کیپٹن شکیل اس کی تائید کرنے لگا۔

''تم بالکل ٹھیک کہتے ہو خان۔ تم مجھے کوہ سنگرام میں واقع شیر خان کے خفیہ محل کا پتہ بتا دو۔ بلکہ ایک چھوٹا سا نقشہ تیار کر دو۔ تاکہ میں آسانی سے شیر خان تک پہنچ سکوں۔ بلکہ اگر اس کا کوئی خفیہ سیلولر فون نمبر ہو یا کوئی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ہو تو وہ بھی دے دو۔ اس طرح میں جلد سے جلد شیر خان کو ملنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں شیر خان کو ڈھونڈتا رہ جاؤں اور سمورائی اپنا وار کر جائے۔'' کیپٹن شکیل نے اپنے لہجے میں نرمی اور دوستانہ انداز کو برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے صاحب۔ یہ سب ہم آپ کو دے دے گا۔ ہمیں تم پر اعتبار ہے۔'' ـــــ ہیبت خان نے ہلکی سی مسکراہٹ اپنے چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

چنانچہ کیپٹن شکیل نے ایک کاغذ اور قلم ہیبت خان کے سامنے رکھ دیا اور وارڈن کو بلوا کر عمدہ کافی لانے کا حکم دیا۔ ہیبت خان کاغذ پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچ کر اخوانستان کے طویل پہاڑی سلسلے کوہ سنگرام میں واقع شیر خان کے خفیہ محل تک پہنچنے کا نقشہ بنانے لگا۔ وہ اپنی آبائی زبان میں راستوں وغیرہ کے نام بھی لکھتا جا رہا تھا۔ ساتھ ہی اس نے شیر خان کے ٹرانسمیٹر کی خفیہ فریکوئنسی کے نمبر بھی درج کر دیئے۔ کیپٹن شکیل نے کاغذ تہہ کر کے اپنی جیب میں رکھ لیا اور دوستانہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کیا۔ اتنے میں وارڈن کافی لے آیا۔ کیپٹن شکیل نے کافی کا کپ ہیبت خان کی طرف سرکا دیا۔

"لو کافی پیو خان۔"------ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے آپ پر بھروسہ اور اعتبار کیا ہے صاحب۔ اس کو توڑنا مت۔"------ ہیبت خان نے کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"بے فکر رہو خان۔ اب تم اطمینان سے کافی پیو اور میں چلتا ہوں۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔"------ کیپٹن شکیل نے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر پرائیویٹ روم سے باہر نکل گیا۔ جیل سپرنٹینڈنٹ اپنے دفتر میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"اس ہیبت خان نامی شخص سے کوئی بھی ملنے آئے تو اسے ہرگز نہ ملنے دینا۔ یہ ایک ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔"------ کیپٹن شکیل نے بارعب آواز میں سپرنٹینڈنٹ کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا جناب۔"------ جیل سپرنٹینڈنٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ چنانچہ کیپٹن شکیل اثبات میں سر ہلاتا ہوا باہر نکل آیا۔ پارکنگ سے اپنی جیپ نکال کر وہ اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ جونہی وہ فلیٹ کا داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اچانک ایک قیامت اس پر ٹوٹ پڑی۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

عمران نے ننجا فائٹر مس ساتو کان پر مکمل طور پر قابو پا لیا تھا اور فولادی زنجیر کاساری سے اس کی مشکیں بھی کس دی تھیں۔ وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکی تھی۔ عمران نے اٹھ کر کمرے کے دروازے کی چٹخنی کھول دی اور سانچا جو روشندان سے لٹکا ہوا یہ ننجا فائٹ دیکھ رہا تھا نیچے کود کر کمرے کے اندر آ گیا۔ عمران نے ساتو کان کے چہرے سے سیاہ نقاب اتار دیا تھا۔ اسے دیکھ کر سانچا بری طرح چونک گیا۔

"اوہ۔ عمران صاحب۔ یہ تو مس ساتو کان ہے۔ آپ کی گرل فرینڈ۔ اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔"۔۔۔۔ سانچا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ جواباً عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"بقول کنفیوشس ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ۔ اس دشمن حسینہ مہ جبیں نے واقعی دوست بن کر دھوکہ دینے کی کوشش کی۔

لیکن ناکام ہو گئی بے چاری۔"۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ انداز میں مس ساتو کان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ مجھے تو یہ سمورائی کی ساتھی لگتی ہے۔ یا پھر اس کے سابقہ سپلائی ڈیلر کانتا کی ساتھی ہو گی۔ ان میں سے کسی نے اس کے ذریعے ہم پر حملہ کروایا ہے۔"۔۔۔۔ سانچا نے خونخوار نظروں سے ساتو کان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ کس کی ساتھی ہے اور اس نے ہم پر حملہ کیوں کیا۔"۔۔۔۔ عمران نے جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر سانچا کو اشارہ کیا کہ وہ کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر دے۔ سانچا دروازہ بند کرنے کے لیے مڑا تو اس کے والدین وہاں آ گئے۔ ان دونوں کے چہرے پریشانی اور خوف سے زرد ہو رہے تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ یہاں سے عجیب و غریب آوازیں آ رہی تھیں۔" سانچا کے باپ نے خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے انکل۔ ایک لیڈی ننجا فائٹر نے ہم پر حملہ کر دیا تھا۔ لیکن ہم نے اسے قابو کر لیا ہے۔ یہ دیکھیں اب یہ کاساری زنجیر میں بندھی پڑی ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ سانچا کے والدین نے حیرت بھری نظروں سے ساتو کان کو دیکھا۔

"لیکن اس نے تم پر حملہ کیوں کیا بیٹا۔"۔۔۔۔ سانچا کی ماں نے کہا جو خوف سے کانپ رہی تھی۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"ہم ابھی اس سے سب کچھ معلوم کر لیں گے۔ آپ اطمینان سے نیچے جا کر سو جائیں۔" ـــــ عمران نے خلوص بھرے انداز میں جواب دیا اور وہ دونوں مطمئن ہو کر واپس نیچے چلے گئے۔ اس کے بعد سانچا نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور عمران ساتوکان کی طرف متوجہ ہوا جو فرش پر بندھی پڑی تھی۔ عمران نے اسے کندھوں سے اٹھا کر ایک چوبی تخت پر بٹھا دیا اور خود ایک کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ سانچا نجا فائٹنگ کا ایک درانتی نما ہتھیار "کیوکیسٹوشوجی" سنبھال کر ساتوکان کے عقب میں کھڑا ہو گیا تاکہ وہ کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش نہ کرے۔

"ہاں تو ساتوکان۔ سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے کس نے یہاں بھیجا ہے۔" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں اس سے پوچھا۔ ساتوکان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا اور آنکھوں کی چمک ماند پڑ چکی تھی۔ عمران کے سوال کے جواب میں وہ گنگ رہی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ سکتے کی حالت میں بیٹھی ہو۔

"مس ساتوکان۔ تمہیں زبان کھولنا پڑے گی۔ فوراً بتاؤ کہ تم کس کے حکم سے یہاں مجھ پر حملہ کرنے آئی ہو۔ اگر تم نے زبان کھولنے میں تاخیر کی تو میرا یہ دوست سانچا تمہارے حسین و جمیل اور دلکش چہرے کو کافی ڈراؤنا بنا دے گا۔ ابھی موسم خوشگوار ہے۔ لہٰذا اسے ابر آلود ہونے سے پہلے پہلے وہ سب کچھ بتانا شروع کر دو جسے جاننے کے

ہم خواہش مند ہیں۔" ـــــ عمران نے اس مرتبہ کڑواہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ مس ساتوکان چند لمحے تو گنگ ہی رہی لیکن پھر صورتحال کو مکمل طور پر بدلا ہوا پا کر اس نے اپنا جھکا ہوا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"میں سمورائی کے لیے کام کرتی ہوں۔ اور اسی کے حکم پر آپ لوگوں پر حملہ کرنے آئی تھی۔" ـــــ اس نے مرجھائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ سمورائی اس وقت کہاں ہے۔" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"سمورائی کبھی ایک جگہ نہیں رکتا۔ وہ کبھی سنگ لینڈ میں ہوتا ہے، کبھی کلب لینڈ، کبھی رنگونا اور کبھی مونٹی کارلو۔ اس کا زیرِ زمین نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔" ـــــ ساتوکان نے گلوگرفتہ آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔" عمران نے اسے سختی سے جھاڑ پلاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں وہ اس وقت اپنے نائب کارٹل کے ہمراہ رنگونا میں موجود ہے اور وہاں اپنی ڈرگز تیار کرنے والی لیبارٹریوں کو دوبارہ چالو کرنا چاہتا ہے۔" ـــــ ساتوکان نے بے بسی کے انداز میں بتایا۔

"ہونہہ۔ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ وہ ڈرگز کے لیے پوست اخوانستان سے اور کیمیکل کلب لینڈ سے اسمگل کرتا ہے۔ تمہیں یہ تو معلوم ہو گا

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کہ اخوانستان میں اس کے تعلقات کس شخص کے ساتھ ہیں۔" عمران نے تیکھے پن سے پوچھا۔

"شیر خان سے۔ وہ پوست کا بہت بڑا کاشتکار ہے اور چند دن قبل اخوانستان کے شہر قاندچار کا گورنر بھی تھا۔ لیکن اخوانستان پر ایکریمیا کے حملے کے بعد اسے گورنری سے معزول کر دیا گیا اور آج کل وہ کسی خفیہ مقام پر پوشیدہ ہے۔ اس کا رابطہ صرف سمورائی سے ہے۔ کسی اور سے اس کا کوئی رابطہ نہیں ہے۔" ——— ساتوکان خود ہی بولتی چلی گئی۔

"سمورائی کاروباری ڈیلنگ کے لیے خود شیر خان کے پاس جاتا ہے؟" ——— عمران نے مزید سوال کیا۔

"نہیں۔ پہلے اس سے رابطہ سانچا کرتا تھا لیکن سانچا کی بغاوت کے بعد اس نے اپنے خاص ساتھیوں بوچا اور فاشا کو اس کام پر مامور کیا ہے۔ انہی لوگوں نے ڈائمنڈ ایئر لائن کی فلائٹ ڈبل فائیو کو اغواء کر کے سمورائی کو ایکریمیائی قید سے رہا کروایا تھا۔" ——— ساتوکان نے بتایا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کانتا کے بارے میں کیا جانتی ہو۔ وہ یہاں کاچان میں منشیات اور اسلحہ کی اسمگلنگ کے لئے سمورائی کا خاص سپلائی ڈیلر ہے۔" ——— عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ درست ہے۔ میں کانتا کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ جب سمورائی جیل چلا گیا تھا اور سانچا نے اس کے ساتھ بغاوت کر دی

تو کانتا کا تمام کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ اسی وجہ سے وہ سمورائی سے سخت ناراض ہو گیا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اگر سمورائی جیل چلا بھی گیا تھا تو اس کا نیٹ ورک جاری رہنا چاہیے تھا۔ اسی وجہ سے وہ سمورائی کے خلاف ہو گیا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ان کے کاروباری تعلقات جلد ہی دوبارہ بحال ہو جائیں گے۔ کانتا کے زیرزمین تعلقات بہت وسیع اور مضبوط ہیں۔" ——— ساتوکان نے کانتا کے بارے میں عمران کو تفصیلاً آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ تو معلوم ہو گا کہ کانتا نے سانچا کی منگیتر سویٹی کو اغواء کر لیا ہے۔" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ساتوکان نے جواباً ایک طویل سانس خارج کی اور سانچا کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کے دیکھنے کے انداز سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ خود کو کافی بے بس محسوس کر رہی ہے۔ ماضی میں وہ سانچا کی ساتھی بھی رہ چکی تھی۔

"ہاں۔ مجھے یہ معلوم ہے۔ دراصل کانتا نے ہی سانچا کو سمورائی سے ملوایا تھا۔ اور جب سانچا نے سمورائی اور کانتا کے لیے کام کرنے سے انکار کر دیا تھا تو انتقاماً کانتا نے اس کی منگیتر سویٹی کو اغوا کر لیا۔ اور مجھے خدشہ ہے کہ اگر جلد سانچا نے کانتا کے ساتھ صلح نہ کی تو وہ سویٹی کی عزت تار تار کر دے گا اور بعد میں وہ اسے قتل بھی کر سکتا ہے۔" ——— ساتوکان نے خفیف لہجے میں کہا۔

"کانتا کے موجودہ اڈے کا پتہ بتاؤ۔" ——— عمران نے ترش لہجے میں کہا۔ جواباً ساتوکان کے چہرے پر گہری پریشانی کے سائے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

منڈلانے لگے۔ کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد اس نے اپنا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"کاتنا دراصل اپنا پرانا ٹھکانہ چھوڑ چکا ہے۔ کیونکہ کاچان کے خفیہ سرکاری اداروں نے اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا تھا اور پھر سمورائی کی قید کے بعد اس کا زیرزمین غیر قانونی دھندہ بھی ٹھپ ہو کر رہ گیا تھا۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ انہی پہاڑوں میں کسی خفیہ جگہ پوشیدہ ہے۔ ایک مرتبہ اس نے مجھے ملنے کے لیے بلوایا تھا۔ اور میں ہیلی کاپٹر پر اس سے ملنے گئی تھی۔ صحیح راستوں کا تو مجھے علم نہیں البتہ اندازے سے شناخت کرنے کی کوشش کر سکتی ہوں۔ یہ مجھے یاد ہے کہ وہ جس جگہ پوشیدہ ہے وہ آبشاروں کا علاقہ ہے۔"______ساتو کان نے مفاہمت بھرے انداز میں عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم تمہاری بات پر یقین کر لیتے ہیں۔ لیکن تمہیں کاتنا کے خفیہ ٹھکانے پر پہنچانے کے لیے ہماری مدد کرنا ہو گی۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ بولو کیا کہتی ہو۔"______عمران نے دوستانہ رنگ اختیار کرتے ہوئے کہا اور ساتو کان فوراً اثبات میں سر ہلانے لگی۔ اس کے مرجھائے ہوئے چہرے پر امید کی کرن جاگ اٹھی تھی۔

عمران اب سانچا کی طرف متوجہ ہوا اور اسے ہدایت کی کہ ساتو کان کو کسی الگ اور محفوظ جگہ پر بند کر دے اور جس چیز کی اسے ضرورت ہو وہ دے دی جائے۔ اس کے بعد عمران نے کاچان کے

دارالحکومت ٹاکیشو جانے کا فیصلہ کر لیا تاکہ وہاں وسیع رینج کے ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو سے تازہ ترین صورت حال پر بات کر سکے۔ سانچا نے عمران کی ہدایت پر ساتو کان کو ایک ایسے کمرے میں بند کر دیا جہاں لوہے کے پائپ ایک دیوار سے دوسری دیوار تک پیوستہ تھے۔ ساتو کان کو نجا کی آہنی زنجیر کا ساری سے ان آہنی پائپوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ یوں اس کے فرار کے تمام راستے بند ہو گئے۔ اس کے بعد کمرے کو مقفل کر کے عمران اور سانچا قصبے سے نکل کر ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گئے۔ برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑی راستوں کو تاریکی میں پیدل طے کرتے ہوئے وہ تقریباً نصف شب کے قریب قصبے کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔

پہلی آنے والی بلٹ ٹرین میں سوار ہو کر وہ ٹاکیشو کی طرف روانہ ہو گئے۔ سورج کی پہلی پو پھٹ رہی تھی جب وہ ٹاکیشو پہنچ گئے۔ انہوں نے ایک ہوٹل میں قیام کے لیے ایک کمرہ حاصل کیا۔ غسل اور ناشتہ سے فارغ ہو کر انہوں نے ایک ڈیڑھ گھنٹہ آرام کیا اور پھر عمران سانچا کو ہوٹل ہی میں چھوڑ کر کاچان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گیا۔

کاچان سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو کے نام اور کام سے بخوبی آگاہ تھا۔ اور جب عمران نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے اسے بتایا کہ وہ ایکسٹو کے لیے کام کرتا ہے اور کاتنا اور سمورائی کو کچلنے کی مہم پر کاچان آیا ہے تو چیف نے عمران کو بے حد احترام دیا۔ وہ خود بھی

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سمورائی اور کانتا سے سخت تنگ آچکا تھا کیونکہ تمام تر تگ و دو اور کوششوں کے باوجود وہ انہیں ختم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ اب عمران کے عزائم جان کر وہ فوراً اس سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ عمران نے اس سے فرمائش کی کہ اسے ایک وسیع رینج کے ٹرانسمیٹر کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کاچان سیکرٹ سروس کے چیف نے فوراً اسے مطلوبہ ٹرانسمیٹر فراہم کر دیا اور اسے ایک پرائیویٹ ساؤنڈ پروف کمرے میں بھیج دیا گیا۔ عمران نے اطمینان سے وہاں بیٹھ کر پاکیشیا میں دانش منزل میں بلیک زیرو کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی سیٹ کرنا شروع کر دی۔ رابطہ قائم ہونے میں کچھ وقت لگا۔ کیونکہ کاچان پاکیشیا سے دو ٹائم زون کے طویل فاصلے پر واقع تھا اور درمیان میں وسیع سمندر حائل تھا۔ لیکن آخرکار عمران رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"ایکسٹو اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص غراہٹ نما آواز سنائی دی۔

"عمران کالنگ یو چیف۔ فرام ٹاکیشو۔ کاچان۔ میں اس وقت کاچان سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر سے بات کر رہا ہوں۔" ___ عمران نے دانستہ بلیک زیرو کو چیف کے نام سے ہی مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تاکہ اگر کہیں اس کی گفتگو ریکارڈ بھی کی جا رہی ہو تو کوئی اس کی اصلیت سے آگاہ نہ ہو سکے۔ دوسری طرف بلیک زیرو بھی سمجھ گیا کہ صورت حال ایسی ہو گی کہ عمران ایک ماتحت کی حیثیت سے اس سے

بات کرنا چاہتا ہے۔

"یس عمران۔ میں تمہاری ہی کال کا منتظر تھا۔ بلکہ تم سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ لیکن نامعلوم وجوہ کی بنا پر رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ کہو کیا صورتحال ہے۔ اوور۔" ___ دوسری طرف سے ایکسٹو نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"صورتحال کافی مشکل بلکہ گھمبیر ہے چیف۔ میں سمورائی کے سابقہ ساتھی سانچا کے ساتھ اس کے دور دراز آبائی قصبے میں موجود ہوں۔ قصبے سے قریب ہی سمورائی کا ساتھی ڈرگ مافیا کا کاچانی ڈیلر کانتا کہیں پہاڑی علاقے میں چھپا ہوا ہے۔ اس نے سانچا سے بدلہ لینے کے لئے اس کی منگیتر سویٹی کو اغواء کر رکھا ہے۔ ہم اسی کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں ہم پر سمورائی کے ننجا فائٹروں نے کئی بار حملے کئے۔ لیکن خوش قسمتی سے ہم بالکل محفوظ ہیں۔ بلکہ آج رات ایک لیڈی ننجا فائٹر نے ہم پر حملہ کیا تھا جسے ہم نے قابو کر لیا ہے۔ اور اب وہ ہماری تحویل میں ہے۔ اب میرے لئے کیا حکم کیا ہے۔ چیف۔ اوور۔" ___ عمران نے پوری تفصیل سے ایکسٹو کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"کانتا کی تلاش جاری رکھو۔ پاکیشیا وزارت خارجہ اور ڈیفنس منسٹری کی سختی سے ہدایت ہے کہ ان بین الاقوامی ڈرگز ڈیلرز کو ہر حال میں زندہ یا مردہ گرفتار کیا جائے۔ موت کے ان سوداگروں کا خاتمہ ہر حال میں ہونا ضروری ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سانچا کی منگیتر سویٹی کو

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کانتا کی قید سے آزاد کروایا جائے۔ سمورائی کی لیڈی ننجا فائٹر کو فی الحال اپنی تحویل میں ہی رکھو اور اس کی سخت نگرانی کرو۔ یہ ننجا ماسٹر فرار ہونے میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ اگر تم کہو تو میں سیکرٹ سروس کے کچھ ممبران کو تمہاری مدد کے لیے وہاں بھیج دیتا ہوں۔ اوور۔'' ـــــ ایکسٹو نے عمران کو ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

''فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے چیف۔ سانچا اس مشن میں میرے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو میں آپ کو کال کر کے ٹائیگر کو یہاں بلوا لوں گا۔ ویسے چیف، سمورائی کی طرف سے کیا خبر ہے۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے اپنی زیرزمین ڈرگز کی تیاری و فروخت اور اسلحہ اسمگلنگ کی سرگرمیاں دوبارہ شروع کر دی ہیں۔ اوور۔'' ـــــ عمران نے دریافت کیا۔

''ایسا ہی ہے۔ بلکہ کچھ دن پہلے سمورائی نے اپنے نائب کارٹل کو پاکیشیا بھیجا تھا۔ جس نے پاکیشیا میں اپنے ڈرگز کے سپلائی ڈیلر عمرداد خان کو بلیو ڈائمنڈ ہوٹل کے ایک کمرے میں قتل کر دیا۔ ہم نے کارٹل کا سراغ لگا لیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ سمورائی نے اخوانستان میں شیرخان سے پوست کی فصل خریدنے کے لیے اپنے دو خاص ساتھیوں بوچا اور فاشا کو روانہ کیا ہے۔ جو یہ پوست کنٹینروں میں بھر کر پاکیشیا کے زمینی راستوں سے رنگونا اسمگل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس بارے میں تمام معلومات کر لی گئی ہیں اور کیپٹن شکیل کو اس مشن کو

ناکام بنانے پر مامور کر دیا گیا ہے۔ جلد ہی وہ اخوانستان روانہ ہو جائے گا۔ اوور۔'' ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

''ٹھیک ہے چیف۔ میں کانتا کو صاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرے لئے کوئی اور حکم ہو تو بتایئے۔ اوور۔'' ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اپنا مشن جانفشانی سے جاری رکھو۔ اور اگر ضرورت محسوس ہو تو مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو۔ ویسے کاچان سیکرٹ سروس تمہارے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی۔ اوکے۔ اوور اینڈ آل۔'' ـــــ یہ کہہ کر ایکسٹو نے دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا۔

عمران نے بھی اپنا ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور پرائیویٹ روم سے نکل کر کاچان سیکرٹ سروس کے سربراہ کے کمرے میں آ گیا۔ جہاں وہ عمران ہی کے منتظر تھے۔ کاچان سیکرٹ سروس کا سربراہ منحنی قد کا گول مٹول چہرے اور چھوٹی آنکھوں والا بے حد چاق و چوبند شخص تھا۔

''آؤ عمران۔ بیٹھو۔ ہمارے تعاون کے سلسلے میں تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو وہ فراہم کر دی جائے گی۔'' ـــــ اس نے کھلے دل سے عمران کو پیش کش کرتے ہوئے کہا۔ جواباً عمران نے چند اشیاء کی فرمائش کی جو پوری کر دی گئی۔ ان میں کچھ اسلحہ بھی شامل تھا۔ کچھ دیر بعد عمران واپس ہوٹل میں آیا اور پھر عمران اور سانچا تیز رفتار بلٹ ٹرین کے ذریعے ٹاکیشو سے اس کے آبائی قصبے کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔ وہ جس فرسٹ کلاس کی بوگی میں سفر کر رہے تھے اس کمپارٹمنٹ

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

میں عمران اور سانچا کے علاوہ مزید دو افراد بیٹھے تھے جو شکل وصورت سے بزنس مین لگتے تھے۔ باقی پورا کمپارٹمنٹ خالی تھا۔ ٹرین کو روانہ ہوئے بمشکل آدھا گھنٹہ گزرا ہوگا کہ اچانک دو پستہ قامت شخص ہاتھوں میں اسٹین گنیں پکڑے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر دندناتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے سیاہ چمڑے کی پتلونیں اور سرخ جیکٹس پہن رکھی تھیں اور چہرے پر ڈراونی شکلوں کے ماسک چڑھائے ہوئے تھے۔ کمپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی انہوں نے اندھا دھند عمران اور سانچا پر گولیوں کی بارش کر دی۔

کیپٹن شکیل جونہی فلیٹ کا بیرونی دروازہ کھول کر لاؤنج میں آیا تو دائیں سمت سے دروازہ کے عقب سے ایک دراز قامت سیاہ پوش نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ وہ سر سے پاؤں تک چغہ نما سیاہ لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ اور سر بھی سیاہ نقاب میں پوشیدہ تھا۔ کمر کے گرد ایک چمکتی ہوئی سلور کلر بیلٹ بندھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں لوہے کی ایک اڑھائی تین فٹ لمبی زنجیر تھی جس کے اگلے سرے پر ایک چھوٹے فٹ بال کے سائز کا آہنی گولہ بندھا ہوا تھا۔ اس نے آناً فاناً بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے زنجیر گھما کر آہنی گولہ کیپٹن شکیل کے سینے پر دے مارا۔ کیپٹن شکیل کو سنبھلنے کے لیے ایک لمحہ بھی نہ مل سکا۔ آہنی گولہ زوردار زناٹے کے ساتھ اس کے سینے سے ٹکرایا اور وہ بری طرح بلبلاتا ہوا لڑکھڑا کر دروازے کے قریب فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کیپٹن شکیل کو ایسا لگا جیسے اس کے سینے کی تمام ہڈیاں ٹوٹ

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

گئی ہیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم ہو کر رہ گیا۔

چند لمحات انہی درد انگیز کیفیت میں گزر گئے اور جب کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں چمک واپس آئی تو سیاہ پوش اپنے آہنی زنجیر والے گولے کو گھما رہا تھا۔ وہ کیپٹن شکیل پر دوسرا وار کرنے والا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اپنی جسمانی توانائی کو بحال کرتے ہوئے برق کے کوندے کی طرح فرش پر آگے کو لڑھکتے ہوئے بائیں ٹانگ سامنے پڑی میز میں ڈال کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ میز زمین سے بلند ہوئی اور اڑتی ہوئی سیدھی نقاب پوش کے سر سے جا ٹکرائی۔ اس کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ اپنا توازن کھو کر لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کی آہنی زنجیر جو اس نے کیپٹن شکیل کو مارنے کے لئے گھمائی تھی گھومتی ہوئی خود اس کے اپنے جسم سے لپٹ کر رہ گئی۔

کیپٹن شکیل کے حواس جتنی تیزی سے منتشر ہوئے تھے اتنی ہی تیزی سے اس نے اپنے حواس کو بحال کر لیا۔ اب وہ اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا اور اپنے مدمقابل حملہ آور کو بہتر طور پر دیکھ سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل کو یہ اندازہ لگانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی کہ اس کا مدمقابل حملہ آور ایک ننجا ماسٹر ہے۔ اس نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ ننجا فائٹروں کا مخصوص لباس تھا اور اس کا ہتھیار بھی ننجا فائٹنگ کا تھا۔ کیپٹن شکیل کا واسطہ پہلے بھی ایک دو مواقع پر ایسے ننجا فائٹروں سے پڑ چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان ننجا فائٹروں کا لڑائی کا اپنا مخصوص طریقہ ہوتا ہے اور ان

کے حملوں سے بچنا کبھی کبھار ناممکن ہو جاتا ہے۔ یہ اپنے دشمن کو اپنے مخصوص ہتھیاروں سے ہی مارتے ہیں۔ کیپٹن شکیل نے اس سے کراٹے مارشل آرٹ کے بل بوتے پر نمٹنے کا فیصلہ کر لیا۔ ننجا حملہ آور اب خود بھی سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

کیپٹن شکیل نے پوری طرح سنبھلتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو کر دونوں پاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ بنا لیا جتنا تقریباً دونوں کندھوں کے درمیان ہوتا ہے۔ اس نے مٹھیاں بند کر لیں اور اپنے دونوں بازوؤں کو کلائیوں پر کراس کر لیا۔ ننجا حریف اب اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا اور آہنی گولے والی زنجیر دوبارہ گھمانے کی پوزیشن بنا رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اپنی بائیں خم زدہ ٹانگ پر ایک قدم آگے بڑھایا اور ساتھ ہی دونوں بازوؤں کو جسم کے دونوں سمتوں میں کھلا چھوڑ دیا۔ اس کی کمر بالکل سیدھی تھی اور دایاں پاؤں پوری قوت سے زمین سے چپکا ہوا تھا۔ اسی لمحے اس نے بائیں ٹانگ میں گھٹنے پر خم دیا اور گھٹنا کولہے کے برابر آ گیا۔ اگلے لمحے وہ کسی بجلی کے کوندے طرح آگے کو لپکا اور اس کا دایاں پاؤں پوری قوت سے ننجا حریف کے پیٹ سے جا ٹکرایا۔ ضرب اس قدر شدید تھی کہ نہ صرف اس کا پیٹ پچک کر رہ گیا بلکہ اس کے پیٹ کا نظام بھی تلپٹ ہو کر رہ گیا۔

ننجا حریف کسی بھینسے کی مانند بری طرح ڈکراتا ہوا اپنے عقبی سمت رکھے صوفے سے ٹکرایا اور اس کے اوپر سے لوٹتا ہوا دوسری سمت میں موجود شیشے کی ایک میز پر کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گرا۔ میز چکنا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

چور ہو کر رہ گئی۔ شیشے کی کرچیاں ہر سمت بکھر گئیں۔ ننجا کے منہ سے خرخراہٹ کی یوں آوازیں خارج ہو رہی تھیں جیسے کسی بکرے کو ذبح کیا گیا ہو۔ کیپٹن شکیل اپنا توازن بحال کر چکا تھا اور ننجا پر اگلا وار کرنے کا سوچ رہا تھا۔

ننجا حملہ آور چند لمحے خرخراہٹ کی آوازیں نکالنے کے بعد کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا اور غصے کی شدت کے ساتھ آہنی گولہ زناٹے کے ساتھ گھمانے لگا۔ اور کیپٹن شکیل سینے میں شدید تکلیف اور درد کے باوجود اب اس کے ساتھ دو کے بجائے چار ہاتھ کرنے کے لیے خود کو مکمل طور پر تیار کر چکا تھا۔ چنانچہ جونہی ننجا حملہ آور سنبھل کر کھڑا ہوا تو کیپٹن شکیل نے اس سے دوگنا پھرتی سے سیدھے کھڑے ہو کر دونوں پاؤں کے درمیان پہلے کی طرح کندھوں جتنا فاصلہ بنایا۔ دائیں ٹانگ کا گھٹنا اوپر اٹھایا اور بائیں ٹانگ پر سیدھی کمر سے پورا زور ڈال کر اپنی جگہ کھڑے کھڑے ننجا حریف کے سر پر زوردار کک لگائی۔ حملہ کارگر ثابت ہوا۔ اس کی کک ننجا کے بائیں کان کے قریب کنپٹی پر لگی اور وہ حواس کھو کر دائیں سمت لڑھکتا چلا گیا جہاں لاؤنج کے کونے میں طویل راڈ والا برقی لیمپ رکھا ہوا تھا۔ وہ برقی لیمپ کے اوپر جا کر ڈھیر ہوا اور برقی لیمپ سمیت زمین بوس ہو گیا۔ لیمپ کے تمام مرکری قمقمے کرچی کرچی ہو گئے۔ برقی لیمپ میں کرنٹ نہیں تھا ورنہ ننجا فائٹر کا اس کے ساتھ چپک جانا یقینی تھا۔

کیپٹن شکیل نے سوچا کہ اب اس ننجا پر قابو پا کر اسے باندھ لینا

چاہیے۔ وہ ایک اور ضرب لگانے کے لیے اس کی طرف بڑھا لیکن اس بار ننجا حریف نے اپنی جگہ سے اٹھے بغیر حیرت انگیز پھرتی سے اپنا آہنی گولہ زنجیر سمیت کیپٹن شکیل کو دے مارا۔ کیپٹن شکیل اس وار کے لیے تیار نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے دائیں سمت کو جھکتے ہوئے خود کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کے جھکنے سے قبل ہی آہنی گولہ اس کے سینے پر عین اسی مقام پر آ ٹکرایا جہاں پہلے ٹکرایا تھا۔ کیپٹن شکیل الٹ کر کمر کے بل پیچھے گرا۔ اس کا سر پوری قوت سے فرش پر ٹکرایا اور کھوپڑی سنسنانے لگی۔ اسے یوں لگا جیسے سر کے ساتھ سینے کی ہڈیاں واقعی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہیں۔ وہ کتنی ہی دیر فرش پر پڑا تکلیف کی شدت سے کراہتا رہا۔ اس اثناء میں ننجا کو پھر سنبھلنے کا موقع مل گیا۔

ننجا نے فوراً سنبھلتے ہوئے اپنے چغہ نما سیاہ لبادے کے اندر سے ننجا فائٹنگ کا ایک اور خطرناک ترین بلکہ زہریلا ہتھیار برآمد کر لیا۔ اس ہتھیار کو ننجا کی زبان میں ''کیری ٹسکی'' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک بالشت کے برابر تھا۔ اس کے دو نوکیلے سوئے تھے اور اس کے پچھلے حصے میں ایک ایسا بٹن لگا ہوا تھا جو اس ہتھیار کو متحرک کرنے کے کام آتا تھا۔ اس خوفناک ہتھیار کے وار سے آدمی کی موت فوراً واقع ہو جاتی تھی۔ ننجا فائٹر نے اس ہتھیار کو دائیں ہاتھ میں تھامتے ہوئے بگولے کی مانند تیزی سے گھومنا شروع کر دیا اونچائی کی سمت میں قلابازی لگائی۔ دو فٹ کی بلندی سے اس نے یہ خوفناک ہتھیار کیپٹن شکیل کی طرف پھینکا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

جو تیزی سے گھومتا ہوا سیدھا کیپٹن شکیل کے دل کی طرف آیا۔ اگر اس کے دونوکیلے سوؤں میں سے ایک بھی کیپٹن شکیل کے دل میں پیوست ہو جاتا تو ایک منٹ میں اس کی موت یقینی تھی کیونکہ دونوں سوئے زہر آلود تھے۔

کیپٹن شکیل چشم زدن میں کروٹ بدل گیا۔ کیری ٹسکی کا سوا عین اس مقام پر فرش پر آ گڑھا جہاں ایک سیکنڈ پہلے کیپٹن شکیل موجود تھا۔ نجا فائٹر کے اس خوفناک ترین وار سے کیپٹن شکیل خود کو بال بال بچانے میں بمشکل کامیاب ہوا تھا۔ نجا فائٹر ہوا میں گھومتا ہوا واپس زمین پر آ گیا۔ اس کا چغہ نما سیاہ لبادہ کسی پرندے کے پروں کی مانند پھڑپھڑا رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اس کے مزید وار کرنے سے قبل پھرتی سے اپنا ریوالوار نکال لیا۔ اس سے پہلے کیپٹن شکیل کو ریوالور نکالنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔

کیپٹن شکیل نے ریوالور نکالتے ہی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر نجا فائٹر پر فائر کر دیا۔ نجا فائٹر نے بھی کیپٹن شکیل کو ریوالور نکالتے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ اس نے ریوالور پر نظر پڑتے ہی فوراً دائیں سمت کو جھکتے ہوئے خود کو گولی سے محفوظ کیا۔ لیکن اس کے اس عمل کے دوران اس کا ایک پاؤں قریب الٹے پڑے صوفے کے پائے میں اڑس گیا اور وہ منہ کے بل صوفے پر گر گیا۔ کیپٹن شکیل نے وقت ضائع کئے بغیر فوراً دوسرا فائر کر دیا۔ اس مرتبہ گولی نجا فائٹر کے بائیں کندھے میں جا گھسی اور وہاں سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ نجا فائٹر کے منہ سے ایک دلخراش

چیخ نکلی۔ کیپٹن شکیل نے کھڑے ہوتے ہوئے اس پر تیسری گولی چلانے کا ارادہ کیا لیکن اس سے قبل ہی نجا فائٹر نے کسی ماورائی مخلوق کی طرح تیز رفتاری سے اپنے سیاہ چغہ نما لبادے کے اندرونی حصے سے ایک چھوٹا سا گولا نکالا اور اسے قریب ہی دیوار پر دے مارا۔ گیند نما گولہ دیوار سے ٹکرا کر بے آواز انداز میں پھٹا اور اگلے لمحے پورا لاؤنج سیاہ کثیف دھویں سے بھر گیا۔ ہر طرف ایسی گہری تاریکی چھا گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ کیپٹن شکیل ریوالور تھامے الرٹ کھڑا تھا۔

چند لمحوں بعد جب ہر چیز واضح نظر آنے لگی تو نجا فائٹر کا وہاں کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔ البتہ خون کے دھبے دروازے سے باہر جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ کیپٹن شکیل فوراً ہی سمجھ گیا کہ اس کا حریف گولی سے شدید زخمی ہو کر وہاں سے فرار ہو چکا ہے۔ فلیٹ کا لاؤنج میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ کیپٹن شکیل کو سینے میں انتہائی شدت کا درد محسوس ہو رہا تھا۔ اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ نجا نے اس کی کتنی پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ وہ بمشکل خود کو گھسیٹنے والے انداز میں داخلی دروازے کے قریب لایا اور اس کا لاک اندر سے بند کر کے دروازے کے قریب ہی فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس نے تکلیف کی شدت کو اپنی مضبوط قوت ارادی اور آہنی اعصاب کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا۔

”ایکسٹو اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور“ ——— رابطہ قائم ہوتے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیپٹن شکیل۔ کالنگ یو سر۔ سر میں اس وقت بہت مشکل میں ہوں۔ ایک تنہا فائٹر نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا۔ میرے سینے میں شدید تکلیف ہے۔ اوور۔“ ــــ کیپٹن شکیل کے منہ سے تکلیف سے بمشکل آواز نکل رہی تھی۔

”اوہ۔ یقیناً یہ سمورائی کی حرکت ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس وقت کہاں ہو۔ اوور۔“ ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے چونکتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

”جی۔ سر۔ میں اپنے فلیٹ میں ہوں۔ اوور۔“ ــــ کیپٹن شکیل نے کراہتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ خود کو سنبھالا دینے کی کوشش کرو۔ میں جلد از جلد کسی ممبر کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل۔“ ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے اسے حوصلہ و تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ کیپٹن شکیل نڈھال سا ہو کر قالین پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد فلیٹ کی کال بیل بجی۔ ساتھ ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

”کیپٹن شکیل ۔ میں صفدر ہوں۔ براہ مہربانی دروازہ کھولو۔“ باہر سے صفدر نے گھمبیر آواز میں کہا۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے بمشکل اٹھ کر دروازے کا لاک اندر سے کھولا۔ آنے والا صفدر ہی تھا۔ اس کے ساتھ نیشنل ہسپتال کا کچھ عملہ بھی تھا۔ صفدر نے فوراً کیپٹن شکیل کو سنبھالا دیا

اور عملے کی مدد سے فلیٹ سے باہر لے آیا۔ ایک ایمبولینس ان کے ساتھ تھی۔ کیپٹن شکیل کو اس میں لٹا کر وہ لوگ نیشنل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایمبولینس کے اندر ہی عملے نے اسے ابتدائی طبی امداد فراہم کرنا شروع کر دی تھی۔

نیشنل ہسپتال پہنچتے ہی کیپٹن شکیل کی مکمل ٹریٹمنٹ شروع کر دی گئی۔ اس کی تمام ہڈیاں سلامت تھیں البتہ اندرونی حصے میں خاصے گہرے زخم آئے تھے۔ جلد جگہ جگہ سے پھٹ جانے کی وجہ سے وہ زیادہ درد محسوس کر رہا تھا۔ ڈاکٹروں نے فوراً آپریشن روم میں لے جا کر اس کے سینے کی بینڈیج کر دی۔ ایک گھنٹے میں کیپٹن شکیل کی حالت خاصی بہتر ہو چکی تھی۔ صفدر اسے واپس فلیٹ پر لے آیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس واقعہ کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ جولیا، تنویر، نعمانی، صدیقی، چوہان اور خاور وہاں آ گئے تھے۔ جولیا نے ان کے لیے عمدہ سوپ اور چند دیگر اشیاء تیار کر لی تھیں۔ اس اثناء میں کیپٹن شکیل کو ایکسٹو کی کال موصول ہوئی۔

”کیپٹن شکیل۔ اسپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور۔“ ــــ اس نے کال ملتے ہی جواباً کہا۔

”ایکسٹو کالنگ یو کیپٹن شکیل ۔ تمہاری طبیعت اب کیسی ہے۔ اوور۔“ ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے دریافت کیا۔

”اب بالکل ٹھیک ہوں سر۔ خود کو کافی تازہ دم محسوس کر رہا ہوں۔ اوور۔“ ــــ کیپٹن شکیل نے خوشگوار لہجے میں ایکسٹو کو آگاہ کیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

”ویری ویل۔ بات دراصل یہ ہے کہ سمورائی ہمارے خلاف پاکیشیا میں آ چکا ہے۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے سیکرٹ سروس کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ پہلے اس نے کارٹل کے ذریعے اپنے ہی ساتھی عمرداد خان کو بلیو ڈائمنڈ ہوٹل میں قتل کروایا۔ اور اب اپنے ننجا فائٹر کے ذریعے تم پر قاتلانہ حملہ کروایا ہے۔ اوور۔“ ——— ایکسٹو نے کیپٹن شکیل کو بتایا۔

”ہم سمورائی کے ارادوں کو کبھی پورا نہ ہونے دیں گے سر۔ انشاء اللہ ہم اس کا ضرور خاتمہ کر دیں گے۔ اوور۔“ ——— کیپٹن شکیل نے جرأت مندانہ لہجے میں جواب دیا۔

”کیپٹن شکیل۔ سمورائی کے ساتھیوں بوچا اور فاشا کے خلاف آپریشن جلد از جلد شروع کرنا بے حد ضروری ہے۔ ورنہ وہ لوگ پوست کی فصل کو پاکیشیا کے زمینی راستوں سے رنگونا اسمگل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پھر ہمیں ان کے خلاف ایکشن لینے کے لیے ایک طویل انتظار کرنا پڑے گا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہ آپریشن فوراً شروع ہو۔ اوور۔“ ——— ایکسٹو نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں سر۔ میں آج رات ہی اس آپریشن کے لیے اخوانستان روانہ ہو جاؤں گا۔ اوور۔“ ——— کیپٹن شکیل نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

”لیکن تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے کیپٹن شکیل۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ اوور۔“ ——— ایکسٹو نے کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہے سر۔ میں خود کو اب بالکل نارمل محسوس کر رہا ہوں۔ ڈاکٹروں نے بہترین ٹریٹمنٹ دی ہے۔ میں آج رات ضرور اس آپریشن کے لیے روانہ ہو جاؤں گا۔ اوور۔“ ——— کیپٹن شکیل نے جرأت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر صفدر سے کہو کہ وہ اس آپریشن کے لیے تمہارے ساتھ جائے گا۔ اور آج رات ہی تم لوگوں کا روانہ ہونا ضروری ہے۔ مجھے رپورٹ دیتے رہنا۔ اوور اینڈ آل۔“ ——— یہ ہدایت دے کر ایکسٹو نے دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا۔ کیپٹن شکیل نے بھی اپنی واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن آف کر دیا اور صفدر کی طرف متوجہ ہوا۔

”صفدر صاحب۔ چیف کی ہدایت ہے کہ سمورائی کے ساتھیوں بوچا اور فاشا کے خلاف آپریشن کے لیے آپ میرے ساتھ اخوانستان جائیں گے۔ اور ہم دونوں آج رات ہی یہاں سے روانہ ہوں گے۔“ کیپٹن شکیل نے اپنے قریب بیٹھے صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

جواباً صفدر نے اثبات میں سر ہلایا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم کتنے بجے اور کس ذریعے سے جائیں گے۔“ صفدر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”یہاں سے ہم ملٹری کے گن شپ ہیلی کاپٹر میں اخوانستان کے بارڈر کے قریب قاندچار کے پہاڑی سلسلے پر اتریں گے۔ وہاں ہمارا اخوانستانی ایجنٹ ایک جیپ ہمیں فراہم کر دے گا اور ساتھ ہی چند

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ضروری اشیاء بھی۔ جیپ کے ذریعے ہم کوہ سنگرام میں شیرخان کے خفیہ محل تک پہنچیں گے۔ راستوں کے نقشے پہلے سے میرے پاس موجود ہیں۔ شیر خان کا پرائیویٹ سیلولر نمبر اور ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کا کوڈ ورڈ بھی میرے پاس ہے۔ آپ رات ٹھیک دس بجے ملٹری ائیربیس پر پہنچ جائیں۔ جہاں سے ہم روانہ ہوں گے۔'' ——— کیپٹن شکیل نے صفدر کو تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا اور وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔

اس کے بعد تمام ممبران صفدر سمیت ایک ایک کر کے وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ساڑھے نو بجے کیپٹن شکیل آرمی ائیربیس کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں صفدر بھی پہنچ چکا تھا۔ ملٹری کے ایک جنگی گن شپ ہیلی کاپٹر میں وہ دونوں اخوانستان کے پہاڑی سلسلے کوہ سنگرام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹرین کے کمپارٹمنٹ میں لمبے تڑنگے اسٹین گن بردار سیاہ نقاب پوشوں کے داخل ہوتے ہی عمران چوکنا ہو گیا۔ اس نے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقفے میں خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے سانچا کو بھی الرٹ ہونے کو کہا۔ دونوں برنس مین اس ناگہانی صورتحال پر بھونچکا کر رہ گئے اور ان کے چہروں کے رنگ یک لخت اڑ گئے۔ دونوں اسٹین گن برداروں نے کمپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہی اپنی اسٹین گنوں کی نالیوں کا رخ عمران اور سانچا کی طرف کیا اور اگلے لمحے گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ گولیوں کی ہولناک تڑتڑاہٹ سے کمپارٹمنٹ میں جیسے بھونچال آ گیا۔ دوسری طرف عمران اور سانچا برق کی سی تیزی کے ساتھ اپنی سیٹوں پر سے اچھل کر یوں دور جا پڑے جیسے سیٹوں میں طاقتور اسپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ ایک لمحہ پہلے جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں سیٹوں کا نرم قوم روئی کی شکل میں تبدیل ہو کر کمپارٹمنٹ کے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ایک سرے سے دوسرے سرے تک اڑتا چلا گیا۔ کھڑکی کا شیشہ چکنا چور ہو گیا اور کمپارٹمنٹ کی دیوار میں ان گنت سوراخ ہوتے چلے گئے۔ اڑھائی سے تین سو کلومیٹر کی رفتار پر دوڑتی ہوئی بلٹ ٹرین کی کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ جانے سے ہوا کے تیز ریلے اندر گھستے چلے آئے اور دونوں بزنس مینوں کے کاغذات اور دیگر اشیاء جو میزوں پر رکھی ہوئی تھیں روئی کی طرح اڑ کر کمپارٹمنٹ میں ادھر ادھر بکھر گئیں۔ وہ دونوں خوف سے تھر تھر کانپتے ہوئے چیخنے لگے۔

عمران اور سانچا اپنی حیرت انگیز پھرتی سے اس حملے سے محفوظ رہے تھے۔ لیکن دونوں اسٹین گن بردار جو ان سے چھ سات قدم کے فاصلے پر تھے دوبارہ ان کی طرف مڑ چکے تھے۔ عمران نے تقریباً چیخنے والے انداز میں سانچا کو ہوشیار رہنے کی تاکید کی اور اپنا پسٹل نکالنے کی کوشش کی جو اس کی شرٹ کے نیچے پوشیدہ تھا۔ لیکن عمران کو اس کی مہلت نہ مل سکی کیونکہ اسٹین گن بردار اس پر گولیوں کا دوسرا راؤنڈ فائر کر چکے تھے۔ اس مرتبہ نشانہ صرف اور صرف عمران تھا۔ راؤنڈ فائر ہوتے ہی وہ خود کو کمپارٹمنٹ کے فرش پر دائیں سمت لڑھکاتا چلا گیا۔ یہ اس کی بے پناہ پھرتی ہی تھی کہ وہ اس مرتبہ بھی گولیوں کی زد میں آنے سے محفوظ رہا اور کمپارٹمنٹ کے فرش کا کافی حصہ چھلنی بن کر رہ گیا۔ ادھر سانچا بھی الرٹ ہو چکا تھا اور اس بیگ کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا جس میں ان کا خود کار آتشیں اسلحہ موجود تھا۔ لیکن اس کی کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ ان میں سے ایک اسٹین گن بردار اس کا نشانہ باندھ

چکا تھا۔ جونہی اس نے فائر کھولا۔ سانچا ایک چھلاوے کی مانند اچھلتا ہوا گولیوں کی زد سے دور ہو گیا۔ دونوں بزنس مین بوکھلائے ہوئے دیوانگی کی سی حالت میں کمپارٹمنٹ میں ادھر ادھر اچھلتے پھر رہے تھے۔

"ہے جنٹل مین۔ فوراً واش روم میں چلے جاؤ۔ ورنہ بے موت مارے جاؤ گے"۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر انہیں حکم دیا۔ لیکن وہ اپنے حواس میں نہیں تھے لہٰذا عمران کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آئی اور وہ جان بچانے کے لیے ادھر ادھر بھاگتے رہے۔ حالانکہ واش روم کا دروازہ قریب ہی تھا۔ عمران نے تیز رفتاری سے اپنا پسٹل نکال لیا تھا لیکن اسے فائر کرنے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ ایک اسٹین گن بردار نے اگلا راؤنڈ بھی کھول دیا تھا۔ عمران کو ایک بار پھر گولیوں سے محفوظ رہنے کے لیے اچھل کر دوسری طرف جانا پڑا۔ دوسرا اسٹین گن بردار سانچا کو نشانہ بنائے ہوئے تھا۔ لیکن سانچا بھی ایک ماہر جنگجو اور ننجا ماسٹر تھا۔ وہ اچھل کر کمپارٹمنٹ کی چھت سے جا چپکا۔ نتیجتاً وہ دونوں تو اسٹین گن برداروں کی فائرنگ سے خود کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن بدقسمتی سے دونوں بزنس مین گولیوں کی زد میں آ گئے۔ بے شمار گولیاں ان کے جسموں کو چیرتی ہوئی نکل گئیں اور وہ انتہائی دردانگیز انداز میں چیختے چلاتے ہوئے گرے۔ ان کے جسموں سے خون کے فوارے ابلنے لگے اور کمپارٹمنٹ کا فرش خون سے تر بتر ہوتا چلا گیا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ان میں سے ایک اسٹین گن بردار پر فائر داغا۔ وہ تیزی سے دائیں سمت کو جھکا اور گولی اس کی بغل کے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نیچے سے تقریباً ایک انچ کے فاصلے سے گزر کر دوسری طرف دیوار میں جا پیوست ہوئی۔ وہ قدرے لڑکھڑا گیا تھا۔ دوسرے اسٹین گن بردار نے سانچا پر فائر کھولا جو کمپارٹمنٹ کی چھت سے چھپکلی کی طرح چپکا ہوا تھا۔ اس کے فائر کھولتے ہی سانچا نے خود کو نیچے گرا لیا۔ حملہ آور کی اسٹین گن میں محض دو گولیاں باقی بچی تھیں جنہوں نے کمپارٹمنٹ کی چھت میں دو سوراخ بنا دیئے۔ سانچا محفوظ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ اس کی اسٹین گن گولیوں سے خالی ہو چکی ہے۔ سانچا نے اس پر چھلانگ لگا دی اور اس کے سر پر دونوں پاؤں سے زبردست قسم کی ڈبل فلائنگ کک رسید کی۔ حملہ آور کے دونوں کان پھٹ گئے اور وہ اسٹین گن سمیت دہاڑتا ہوا عقبی سمت ایک نشست سے ٹکرا کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سانچا نے انتہائی پھرتی سے خود کو سنبھال کر اس پر پھر چھلانگ لگائی اور اس کی خالی اسٹین گن پر قبضہ کر لیا۔ اب وہ بالکل نہتا ہو چکا تھا۔

عمران کے مدمقابل حملہ آور نے مڑ کر عمران کے بجائے سانچا پر گولیاں برسا دیں کیونکہ وہ سمجھ رہا تھا کہ سانچا شاید اس کے ساتھی کی اسٹین گن سے اس پر فائر کر دے گا۔ فائرنگ ہوتے ہی سانچا نے تیزی سے خود کو نیچے گرایا اور ایک سمت کو لڑھکتا چلا گیا۔ اس عمل کے دوران خالی اسٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی لیکن عمران نے انتہائی پھرتی سے جھپٹ کر وہ اسٹین گن اٹھا لی اور اس سے قبل کہ حملہ آور اگلا راؤنڈ فائر کرتا عمران نے اسٹین گن کو نال کی طرف سے پکڑ کر پوری قوت سے گھماتے ہوئے اُسے حملہ آور کے کولہے پر دے مارا۔ حملہ آور کے کولہے کی ہڈی تڑخ گئی اور وہ ذبح شدہ بھینسے کی مانند ڈکرانے لگا۔

عمران اس پر دوسرا وار کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن اس نے کسی فٹ بال کی طرح اچھل کر قریبی دیوار پر نصب ٹرین روکنے والی زنجیر کھینچ دی اور ساتھ ہی اس نے کمپارٹمنٹ کے خارجی دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لیے مڑا اور چیخ کر اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا۔

"ڈی ڈی۔ اٹھو۔ اور نکلو یہاں سے۔"—— یہ کہتے ہوئے اس نے خارجی دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ اس کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ لنگڑاتی ہوئی حالت میں بھاگ رہا تھا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی نے بھی چھلانگ لگا دی۔ عمران نے اسے دبوچنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے ہاتھوں سے چکنی مچھلی کی طرح پھسلتا ہوا نکل گیا۔ عمران اس کے پیچھے لپکا کیونکہ وہ انہیں کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ ان کے پیچھے لپکتے وقت عمران نے مڑ کر سانچا سے کہا۔

"اپنا بیگ لے کر فوراً میرے پیچھے آؤ۔ انہیں ہر حال میں قابو کرنا ہے۔"—— عمران نے تیز آواز میں سانچا کو ہدایت کرتے ہوئے کہا اور وہ اپنے سامان کا بیگ اٹھا کر ان کے پیچھے لپک پڑا۔ زنجیر کھینچے کی وجہ سے ٹرین کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی تھی۔ دونوں سیاہ نقاب پوش کمپارٹمنٹ سے نکل کر بیرونی کمپاؤنڈ میں جا چکے تھے۔ ایک اسٹین گن بردار نے جس کی اسٹین گن میں کچھ گولیاں موجود تھیں۔ اس نے فائر کر کے خارجی دروازے کے لاک کو ناکارہ بنا دیا۔ ٹوٹے ہوئے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

کولہے والے حملہ آور نے ہینڈل گھما کر ٹرین کا خارجی دروازہ کھول دیا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ ٹرین اس وقت سمندر کے بالکل ساتھ ساتھ جا رہی تھی اور پٹڑی سمندر کی حدود سے بمشکل تین یا چار گز کے فاصلے پر تھی۔ ٹرین کی رفتار کافی سست ہو چکی تھی۔ ٹوٹے ہوئے کولہے والا لمبی چھلانگ لگا کر سیدھا سمندر کے کنارے پانی میں جا گرا۔ اس کے پیچھے دوسرے اسٹین گن بردار حملہ آور نے بھی چھلانگ لگا دی اور چند فٹ کے فاصلے پر وہ بھی سمندر کے نیلگوں پانی میں جا گرا۔ عمران نے بھی ان کے پیچھے چھلانگ لگانے میں دیر نہ کی اور اس کے پیچھے سانچا بھی اپنے بیگ سمیت ٹرین سے کود گیا۔ وہ سب سمندر کے کنارے پانی میں گرے تھے۔ ٹرین ہلکی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے نکل گئی۔

عمران نے سمندر کے پانی سے ابھر کر پسٹل سے ٹوٹے ہوئے کولہے والے پر فائر داغ دیا جو اس سے بارہ پندرہ فٹ کے فاصلے پر تھا۔ لیکن گولی چلتے ہی وہ سمندر میں غوطہ لگا گیا اور عمران کا فائر ضائع چلا گیا۔ ٹوٹے ہوئے کولہے والا پانی کے اندر ہی اندر نہ جانے کس سمت کو نکل گیا۔ عمران نے مڑ کر دوسرے حملہ آور کی طرف دیکھا تو وہ بھی سمندر کے پانی میں غائب ہو چکا تھا۔ اس دوران سانچا ساحل پر نکل کر اپنے بیگ میں سے دو ہیوی ٹامی گنیں نکال چکا تھا۔ ایک ٹامی گن اس نے عمران کی طرف اچھال دی۔ عمران نے ٹامی گن سنبھالتے ہی سمندر میں غوطہ لگا دیا تاکہ حملہ آوروں کو تلاش کر سکے۔ وہ کسی بھی صورت میں انہیں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن پانی کے اندر وہ انہیں ڈھونڈنے

میں ناکام رہا۔ کچھ ہی دیر کے بعد انہیں ایک موٹر بوٹ کی آواز سنائی دی۔ عمران فوراً ابھر کر پانی کی سطح پر آ گیا اور یہ دیکھ کر وہ سناٹے میں رہ گیا کہ ان سے کافی فاصلے پر ایک موٹر بوٹ سطح سمندر پر بھاگتی ہوئی آئی اور پھر دونوں حملہ آور سمندر کے اندر سے نکل کر موٹر بوٹ میں سوار ہو گئے۔ سانچا نے اپنی ٹامی گن سے موٹر بوٹ پر گولیوں کی بوچھاڑ کی لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی فائرنگ رائیگاں چلی گئی۔ اگلے لمحے موٹر بوٹ مڑ کر فراٹے بھرتی ہوئی سمندر کی تلاطم لہروں میں غائب ہو گئی اور عمران بے بسی سے ہاتھ ملتا رہ گیا۔ وہ سمندر سے نکل کر ساحل کنارے سانچا کے پاس آ گیا۔

”شٹ۔ وہ دونوں ہاتھ سے نکل گئے۔“ ـــــــ عمران کے لہجے میں مایوسی تھی۔

”عمران صاحب۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ کاتنا کے آدمی تھے۔ اب کاتنا کو ہماری سرگرمیوں کا اچھی طرح علم ہو چکا ہے اور خطرہ ہے کہ وہ آئندہ بھی ہم پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرے گا۔“ سانچا نے اپنے خیال سے عمران کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ ہم کاتنا سے بھی اچھی طرح نمٹ لیں گے۔ لیکن ٹرین تو اب بہت دور نکل چکی ہے۔ اپنے قصبے میں ہم کیسے پہنچیں گے“ ـــــــ عمران نے تشویش ناک لہجے میں کہا۔

”فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب۔ مجھے اس علاقے سے اچھی طرح واقفیت حاصل ہے۔ یہاں سے پیدل ایک

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

قریبی شہر جائیں گے اور وہاں سے پرائیویٹ ٹرانسپورٹ لے کر اپنے قصبے پہنچ جائیں گے۔“ ——— سانچا نے عمران کو بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر چلو۔ ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچ جانا چاہیے۔ کیونکہ ساتوکان وہاں قید ہے۔ اور تمہارے والدین تنہا ہیں۔ کاناتا کا کچھ بھروسہ نہیں کہ کس وقت وہاں حملہ آور ہو جائے۔“ ——— عمران نے تذبذب کے لہجے میں کہا۔ چنانچہ وہ دونوں فوراً پیدل ہی وہاں سے ایک سمت کو روانہ ہو گئے۔ ساحل سمندر کا راستہ چھوڑ کر وہ کھیتوں میں داخل ہو گئے اور تقریباً ایک گھنٹہ کھیتوں کی پگڈنڈیوں پر پیدل سفر طے کرتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے شہر میں داخل ہو گئے۔ وہاں سے وہ بس کے ذریعے اپنے قصبے کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ اپنے گھر پہنچے تو رات کافی گہری ہو چکی تھی۔ سانچا کے والدین کافی پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن ان کی واپسی پر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ عمران سب سے پہلے اس کمرے میں گیا جہاں ساتوکان کو قید کیا گیا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر موجود تھی۔ عمران نے مختصر طور پر اسے کاناتا کے حملے سے آگاہ کیا اور ایک بار پھر اسے تاکید کی کہ اگر وہ ان کے ساتھ کاناتا کے خلاف تعاون کرے گی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ ساتوکان نے بھرپور طریقے سے اپنے تعاون کا یقین دلایا اور عمران کو اس کی سچائی پر یقین آ گیا۔

”پرنس۔ اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں تو میں اپنے ہاتھوں سے خود کو شوٹ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ نہ جانے کیوں مجھے تم سے صرف

ہمدردی ہی نہیں بلکہ محبت بھی محسوس ہوتی ہے۔“ ——— ساتوکان نے انتہائی جذباتی انداز میں عمران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور جواباً عمران کے چہرے پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

”اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی کوشش کروں گا کہ تم سے محبت کر سکوں۔ کیونکہ میں دنیا کا واحد کنوارہ ہوں جو محبت تو کرتا ہے لیکن جب شادی کا وقت آتا ہے تو میرے ڈیڈی حضور درمیان میں ٹانگ نہیں بلکہ پورا تانگہ اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر ساتوکان کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آنے لگے۔

”تانگہ۔ یہ کیا ہوتا ہے پرنس۔“ ——— ساتوکان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ ایک گھوڑا ہوتا ہے۔ جس کے پیچھے ایک چھکڑا لگا ہوتا ہے۔ اور میں جب بھی کسی سے محبت کرتا ہوں تو میرا ظالم باپ میری محبت کو اس چھکڑے پر لاد کر دور بھگا دیتا ہے۔ خیر دعا کرو کہ اس مرتبہ وہ گھوڑا ہی مر جائے اور چھکڑے کے پہیے نکل جائیں۔ تاکہ میری محبت سلامت رہے۔ فی الحال تم کھانا کھاؤ۔ اور آرام سے سو جاؤ۔“ ——— عمران نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر سانچا کو چند ہدایات دے کر وہاں سے اپنے کمرے میں آ گیا۔ کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر وہ بھی اطمینان سے سو گیا۔

صبح ناشتے سے فارغ ہو کر عمران نے ساتوکان کو اپنے کمرے میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

بلوا لیا۔ سانچا بھی وہاں موجود تھا۔ عمران نے ان دونوں کے ساتھ باہم صلاح و مشورے سے کاتنا اور سویٹی کی تلاش کے سلسلے میں لائحہ عمل طے کرنا شروع کر دیا۔ سانچا پچھلے کئی دنوں سے اس سلسلے میں کوشش جاری رکھے ہوئے تھا لیکن کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ اس نے اپنے دو دوستوں کو بھی اس کام پر مامور کر دیا تھا۔ جنہوں نے دن رات پہاڑیوں پر ایک ایک گوشہ چھان مارا لیکن فی الحال ماسوائے مایوسی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ سانچا نے عمران کو آگاہ کیا کہ اس مہم پر روانہ ہونے کے لیے تمام ضروری سازوسامان حاصل کر لیا گیا ہے۔ اور وہ جتنے دن چاہیں ان پہاڑوں پر گزار سکتے ہیں۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم کاتنا کی تلاش میں اور سویٹی کی آزادی کے لیے پہاڑوں کے دور دراز علاقوں تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور کامیابی سے کم کسی چیز پر اکتفا نہیں کریں گے۔ ساتوکان تو ان عظیم الشان پہاڑوں کے چپے چپے سے واقف ہے لیکن ہمیں کچھ اور مددگاروں کی بھی ضرورت ہو گی۔"______ عمران نے ٹھوس لہجے میں ان سے کہا۔ اس کی بات سے سانچا نے اتفاق کیا اور تین افراد کا بندوبست کر لیا جو ان کے ساتھ جائیں گے۔

چنانچہ ایک گھنٹے بعد وہ کاتنا کی تلاش میں اپنی مہم کا آغاز کر چکے تھے۔ پہاڑی راستوں کو عبور کرنے کے لیے عمران نے خاص طور پر ایک کمپنی سے ہیوی وہیکل جیپیں ہائر کی تھیں۔ ان کا قافلہ عمران، سانچا اور ساتوکان کے علاوہ مزید تین افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں ایک نہایت

جفاکش کوہستانی نوجوان بھی تھا جس کا نام "کیمورا" تھا۔ ساتوکان کی طرح وہ بھی ان دشوار گزار پہاڑی سلسلوں کے چپے چپے سے واقف تھا۔ اس کے علاوہ وہ آتشیں اسلحے کے استعمال میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ دو اور نوجوان "ہساؤ" اور "لی" مددگار کے طور پر ان کے ساتھ تھے۔ عمران کے پاس واکی ٹاکی تھا اور اس نے ٹاکیشو میں کاچان سیکرٹ سروس کے سربراہ کو آگاہ کر دیا تھا کہ جب انہیں کسی چیز یا مدد کی ضرورت پیش آئی تو وہ واکی ٹاکی پر اس سے رابطہ کرے گا۔ کاچان سیکرٹ سروس کے سربراہ نے اسے ویلکم کہا۔

عمران نے خاص طور پر ایک پرائیویٹ کمپنی سے ہائر کیے گئے ہیلی کاپٹر کی خدمات بھی حاصل کر لی تھیں۔ لیکن وہ فی الحال کمپنی کے ہیلی پیڈ پر موجود تھا اور عمران نے کنٹرول ٹاور آپریٹر سے کہہ دیا تھا کہ جب انہیں ضرورت ہو گی تو وہ واکی ٹاکی پر رابطہ کریں گے۔ عمران نے اس مقصد کے لیے تین گروپ بنائے۔ ایک سانچا اور لی، دوسرا ہساؤ اور کیمورا جبکہ اس کے ساتھ ساتوکان تھی۔ پھر عمران اور ساتوکان اپنی ہیوی وہیکل جیپ میں ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔

عمران نے پہلے ہی تہیہ کر لیا تھا کہ کامیابی سے کم کسی چیز پر اکتفا نہیں کرے گا اور اس نے ساتوکان کو بھی اپنے اس عزم سے آگاہ کر دیا تھا۔ چنانچہ ساتوکان نے خود اپنا تیار کیا ہوا گنجان لکیروں سے بھرپور ایک نقشہ اپنے سامنے پھیلایا۔ اس نے نقشے پر ایک جگہ نشاندہی کرتے ہوئے عمران کو مخاطب کیا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"پرنس ڈیئر۔ اس مقام پر۔ یعنی یہاں سے چار پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر۔ کاچان کی سب سے بڑی آبشار واقع ہے جو دو ہزار فٹ کی بلندی سے گرتی ہے۔ کیوں نہ ہم پہلے اس آبشار کی طرف جائیں۔ کیونکہ مجھے یاد آرہا ہے کہ کاتنا کا ٹھکانہ ایسی ہی کسی آبشار کے کنارے واقع تھا"۔۔۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے عمران سے کہا۔ عمران کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے گہرے تاثرات نظر آرہے تھے۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہاری اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ کاتنا کا ٹھکانہ وہاں ہوسکتا ہے تو پھر ہمیں سب سے پہلے وہیں جانا چاہیے"۔۔۔۔۔۔عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

چنانچہ ساتوکان کی نشاندہی پر عمران نے جیپ کا رخ اس مخصوص راستے کی طرف موڑ دیا جو ساتوکان کی بتائی ہو آبشار کی طرف جاتا تھا۔ پہاڑی راستے اس قدر خطرناک تھے کہ عمران کو محتاط ڈرائیونگ کرنا پڑ رہی تھی۔

دو دن کے اعصاب شکن سفر کے بعد پہاڑی علاقے کی بھول بھلیوں سے نکل کر وہ آبشار سے کچھ فاصلے پر ایک قدرے کھلی جگہ پر پہنچ گئے۔ یہاں چاروں طرف بلند چٹانیں سر اٹھائے کھڑی تھیں جن پر برف کی تہہ جمی ہوئی تھی۔ عمران کی چھٹی حس اسے اس جگہ کسی خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی۔ عمران غور کرنے لگا کہ ایسا خطرہ کیا ہو سکتا ہے۔ اسی لمحے یکایک ہوا میں سیٹی کی سی ایک تیز آواز گونجی اور اس

کے ساتھ ہی ایک بڑا سا وزنی پتھر نہ جانے کس سمت سے لڑھکتا ہوا آیا اور ایک زوردار دھماکے سے عمران کے سامنے والی چٹان سے ٹکرا گیا۔ آگ کے زبردست شرارے دور دور تک اڑتے چلے گئے۔ یہ وزنی پتھر عمران اور ساتوکان کے بالکل قریب آ کر گرا تھا۔ اگر یہ تھوڑا سا دائیں سمت میں ہوتے تو سیدھا ان کے اوپر آ گرتا۔ عمران نے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا جس طرف سے یہ پتھر لڑھکتا ہوا آیا تھا تو اسے پچاس فٹ کے فاصلے پر اوپر بلندی میں ایک ترچھی جھکی ہوئی چٹان کے سائے میں لکڑی کا ایک کیبن نظر آیا۔ اس ویرانے میں کسی کیبن کی موجودگی انوکھی بات تھی۔ کیبن کے چاروں طرف درختوں کے موٹے تنوں سے ایک مضبوط باڑ قائم کی گئی تھی۔ پہلی ہی نظر میں وہ نہایت پراسرار دکھائی دے رہا تھا۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو وہیں نیچے کھڑے رہنے کا اشارہ کیا اور خود رائفل تھامے اوپر چڑھنے لگا۔ ابھی وہ کیبن سے دور تھا کہ اچانک ایک چٹان سے ایک انسانی شکل کا نہایت ہیبت ناک اور دیوقامت شخص نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ عمران اس عجیب وغریب اور قوی ہیکل بدصورت انسان کو دیکھ کر یک لخت بھونچکا رہ گیا۔ وہ عام انسانوں سے دوگنا جسامت اور اتنا ہی بلند قامت تھا۔ اور اس کے بڑے بڑے اعضاء نہ صرف انتہائی غلیظ تھے بلکہ نہایت مکروہ اور ہیبت ناک دکھائی دے رہے تھے۔ اس کا ڈراؤنا چہرہ دیوانگی اور غضب کی حالت میں بری طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس شخص نے اپنی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سرخ انگارہ آنکھوں سے اسے اوپر چڑھتا دیکھ لیا ہے اور اسی وجہ سے اس کی یہ جنونی حالت ہو رہی ہے۔

عمران ابھی اپنی جگہ مبہوت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ چند قدم چل کر اس کی طرف آیا۔ عمران نے فوراً اپنی رائفل اس کی طرف سیدھی کر لی تو وہ چونک کر اپنی جگہ رک گیا اور نہایت غضب ناک نظروں سے عمران کو گھورنے لگا۔ اب وہ زیادہ واضح طور پر عمران کو نظر آ رہا تھا۔ اس کے کندھوں پر لمبے لمبے میلے کچیلے خاکی رنگ کے بال گچھوں کی شکل میں لٹک رہے تھے اور اس کی کمر کے گرد کسی درندے کی کھال لپٹی ہوئی تھی۔ اس کی چھاتی گھنے سیاہ بالوں سے بھری ہوئی تھی۔

عمران کے ہاتھ میں رائفل دیکھ کر اس نے غصے سے دانت بھینچتے ہوئے بھیڑیوں کی طرح غرانا شروع کر دیا۔ اس کی آواز سن کر ایسا لگتا تھا جیسے بھٹی میں کوئلے دہک رہے ہوں۔ نیچے کھڑے عمران کے دیگر ساتھیوں نے بھی اس کی غرانے کی آوازیں سن لی تھیں۔ عمران اس وقت ایک چٹان کی اوٹ میں تھا۔ اس نے نیچے نشیب میں جھانک کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور سانچا سے کہا کہ صرف وہ اوپر آ جائے اور باقی سب لوگ نیچے ہی رہیں۔ سانچا اپنی رائفل تھامے اوپر آ گیا اور پھر اپنے سامنے ایک خوفناک وحشی کو دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی اور چہرے پر خوف کے سائے منڈلانے لگے۔

"حوصلہ رکھو سانچا۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ بتاؤ کہ اس عجیب انسان کو تم نے کبھی پہلے بھی دیکھا ہے۔" ——— عمران نے اسے

حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ جواباً سانچا نفی میں سر ہلانے لگا۔ اسی لمحے وہ وحشی چنگاڑ کر یوں غرانے لگا گویا عمران کو دھمکی دے رہا ہو کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ انہیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔ عمران صورت حال کو کسی حد تک جان چکا تھا۔ یہی کیبن کانتا کا موجودہ ٹھکانا تھا۔ اور سویٹی یقینی طور پر اسی کیبن کے اندر ہو گی۔ لیکن کانتا خود کہاں ہے؟ اس کا کچھ پتہ نہ تھا۔ وحشی کے بارے میں بھی عمران مخمصے میں مبتلا تھا۔ اگر یہ کانتا کا ٹھکانہ تھا تو یہ وحشی یہاں کیا کر رہا تھا۔ اچانک عمران کے ذہن میں آیا کہ یقیناً یہ کانتا کا پالتو ہو گا اور کانتا نے اسے اپنی حفاظت کے لیے رکھا ہو گا۔

"عمران صاحب۔ یہ کوئی انسان ہے یا وحشی درندہ۔" ——— سانچا نے خوفزدہ انداز میں وحشی کی طرف دیکھتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"میرے خیال میں انسان ہی ہے۔ عجیب و غریب نسل کا انسان۔ اور سنو۔ مجھے پورا یقین ہے کہ تمہاری منگیتر اسی کیبن میں موجود ہے۔ اور لازماً یہ کانتا کا خفیہ ٹھکانہ ہے۔ وہ خود کہاں ہے ابھی یہ جاننا باقی ہے۔" ——— عمران نے اسے بتایا۔

"کیا۔" ——— سانچا عمران کی بات سن کر دیوانگی سے چلایا۔

"ہاں۔ یہ درست ہے۔ لیکن سانچا۔ جذبات میں آ کر کوئی غلط قدم مت اٹھانا۔ اپنے حواس پر قابو رکھو۔ ہمیں سویٹی کو آزاد کروانے کے ساتھ ساتھ کانتا سے بھی نپٹنا ہے اور پھر یہ وحشی ہمارے سامنے ہے۔ پہلے اس سے نمٹنا ضروری ہے۔" ——— عمران نے اسے سمجھاتے

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہوئے کہا۔

''ہم اس سے نمٹ لیتے ہیں عمران صاحب۔ میں اسے گولیوں سے چھلنی کر کے رکھ دوں گا۔''——— سانچا نے غصے سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

''بے وقوف مت بنو۔ ہم اس سے ضرور نمٹ لیں گے۔ لیکن عقل اور ہوشیاری کے ساتھ۔ بس تم میری ہدایت پر عمل کرو۔''——— عمران نے اسے مزید سمجھایا تاکہ وہ جذباتی ہو کر کوئی غلط قدم نہ اٹھا لے۔

ابھی عمران نے سانچا سے یہ کہا ہی تھا کہ اچانک کیبن کے چھوٹے سے دروازے سے دو ننجا فائٹر اپنے مخصوص سیاہ لبادوں میں ملبوس نمودار ہوئے اور تقریباً اڑتے ہوئے نیچے آ گئے۔ انہوں نے ننجا فائٹنگ کے تیز دھار بلیڈ ''شوری کن'' سے عمران کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے کوئی بھی ننجاؤں کے اس اچانک حملے کے لیے تیار نہ تھا۔ نتیجتاً شوری کن کے یہ تیز دھار بلیڈ ساتوکان، سہاؤ، لی اور کیمورا کے جسموں میں پیوست ہو گئے اور ان کی چیخیں پہاڑوں میں ہلچل مچاتی چلی گئیں۔

دونوں ننجا فائٹر عمران کے چاروں ساتھیوں کے قریب سیدھے زمین پر آ کھڑے ہوئے تھے۔ شوری کن کے تیز دھار بلیڈ انہوں نے اپنے سیاہ لبادوں کی خفیہ جیبوں میں چھپا رکھے تھے۔ ننجا فائٹنگ کی یہ ایسی عجیب تکنیک ہے کہ دشمن کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ننجا فائٹر نے شوری کن کہاں چھپائے ہوئے تھے اور کب ان سے حملہ کر دیا۔

یہ بلیڈ سٹار کی شکل کے ہوتے ہیں جن میں کناروں والا ستارہ

استعمال ہوتا ہے۔ یہ بلیڈ پانچ اور سات کناروں کے ہوتے ہیں۔ اگر ان پر زہر لگا ہوا ہو تو مدمقابل کی موت فوراً واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن عمران کے ساتھیوں پر جن شوری کن سے حملہ کیا گیا تھا وہ زہریلے نہیں تھے۔ لیکن اگر وہ ریڑھ کی ہڈی میں جا لگتے تو مدمقابل کا بچنا ناممکن ہوتا ہے۔ یہ حملہ آور ننجا فائٹر مزید شوری کن بلیڈ پھینکنے کے لئے پر تول رہے تھے لیکن اس سے قبل ہی سہاؤ اور ساتوکان نے تیزی سے سنبھلتے ہوئے اپنی گنوں سے ان پر فائرنگ شروع کر دی۔ حملہ آور فائٹر فائرنگ سے بچنے کے لیے ہوا میں اچھلے اور اڑتے ہوئے دس فٹ کی بلندی تک چلے گئے۔ لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کی حریف ساتوکان بھی ایک ماہر ننجا فائٹر ہے۔

جونہی فائٹر ہوا میں اڑے اسی لمحے ساتوکان نے ٹامی گن کی نالی کا رخ ہوا میں ان کی طرف موڑ دیا اور فائرنگ جاری رکھی۔ نتیجے کے طور پر ایک فائٹر گولیوں کی بوچھاڑ سے چھلنی ہو کر چیختا ہوا زمین پر آ گرا۔ اس کے خون سے پتھریلی زمین دور تک تر بتر ہو گئی۔ دوسرے فائٹر نے ہوا ہی میں رہتے ہوئے ساتوکان کی طرف کئی شوری کن بلیڈ پھینک مارے۔ لیکن ساتوکان اس حملے سے بچاؤ کا طریقہ بخوبی جانتی تھی۔ وہ اپنی حیرت انگیز پھرتی سے بلیڈوں کی زد سے صاف بچ نکلی۔ دوسرے فائٹر کو اگلے حملے کا موقع نہ مل سکا۔ کیونکہ وہ نیچے کی طرف آ رہا تھا۔ اور ساتوکان کے لئے یہ ایک بہترین موقع تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہوئے حملہ آور کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیا۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

عمران نے چٹان کے اوپر سے اس ایڈونچر کا نظارہ کیا اور دل ہی دل میں سانتوکان کی تعریف کی۔ سانچا پر نہ جانے کیا جنونی کیفیت طاری ہو چکی تھی کہ وہ رائفل لے کر وحشی کی طرف جھپٹا لیکن عمران نے اس کا بازو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے کر اسے روک لیا۔

”پاگل مت بنو سانچا۔ ہمارے پاس اسلحہ ہے۔ اسے دور سے نشانہ بنا سکتے ہیں۔ پھر اس کے قریب جانے کی کیا ضرورت ہے۔“

عمران نے اسے ڈانٹنے والے انداز میں کہا اور سانچا تلملا کر رہ گیا۔

عمران کے سمجھانے پر سانچا رک گیا۔ لیکن غیض وغضب سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ وحشی اب بری طرح غراتا ہوا نیچے ان کی طرف آنے لگا۔ عمران نے یہ دیکھ کر کہ اب اس انسانی بھیڑیے پر حملہ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس نے رائفل سے نشانہ لے کر اس پر فائر داغ دیا۔ گولی وحشی کے دائیں کندھے کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔ وہ نہایت خوفناک آواز میں غراتا ہوا چند قدم آگے تک آیا اور پھر تکلیف کی شدت سے لوٹ پوٹ ہوتا ہوا اپنے بائیں سمت ایک چٹان سے جا ٹکرایا۔ اس کے کندھے سے خون کا فوارہ پھوٹ رہا تھا اور وہ کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتا ہوا چٹان کے سہارے خود کو کھڑا رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی لمحے سانچا نے بھی اپنی رائفل سے اس پر فائر کر دیا تھا اور گولی اس کی کمر میں پیوست ہو گئی۔ وہ نہایت شدت سے چنگاڑتا ہوا اچھلا اور پھر پتھروں کو روندتا اور لڑھکتا اور قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے نشیب میں گرتا چلا گیا۔

نیچے کھڑے ہوئے عمران کے ساتھی بھی اس عجیب وغریب خونخوار وحشی کو دیکھ کر بھونچکے رہ گئے تھے۔ وہ ان سے کچھ فاصلے پر اوندھے منہ جا پڑا تھا اور ساکت ہو گیا تھا۔ اب اس کی کمر سے بھی خون کا ایک تیز فوارہ بلند ہو رہا تھا۔ جب اس نے کچھ دیر تک کوئی حرکت نہ کی تو عمران نیچے کھڑے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

”اس پر نظر رکھو۔ اگر اس نے ذرا سی بھی جنبش کی تو بلا تامل اسے گولیوں سے بھون ڈالنا۔ یاد رکھو۔ یہ بہت خطرناک وحشی ہے۔ ایک لمحے کو بھی اس پر سے نظریں مت ہٹانا۔ ہم دونوں کیبن کے اندر جا رہے ہیں۔“ ــــــ عمران نے انہیں سخت تاکید کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سانچا کو اشارہ کیا اور وہ دونوں محتاط انداز میں کیبن کی طرف بڑھنے لگے۔ ابھی وہ کیبن سے چند قدم دور تھے کہ انہیں ایک نوخیز لڑکی کا خوف و دہشت سے لرزتا ہوا چہرہ کیبن کی ایک کھڑکی سے باہر جھانکتا ہوا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں خوف کے مارے باہر کو ابل پڑنے کو تیار تھیں۔ اسے دیکھ کر سانچا چیخ اٹھا۔

”یہ سویٹی ہے۔ عمران صاحب۔ میری منگیتر سویٹی ہے۔“ ــــــ وہ ہذیانی انداز میں چیختا ہوا بولا۔

”گھبراؤ نہیں سانچا۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ پہلے ہمیں کیبن کے اندر داخل ہونا ہے۔ اپنے حواس کو قابو میں رکھو۔“ ــــــ عمران نے اس کی پیٹھ تھپکتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دونوں محتاط طریقے سے کیبن کے اندر داخل ہو گئے۔ عمران کسی بھی غیر متوقع صورتحال سے نمٹنے کے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

لیے تیار تھا۔ کیبن میں کئی کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہ داخلی دروازے کے بجائے ایک کھڑکی کے راستے اندر کود ے اور پھر رائفلیں سنبھال کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھے جس کی کھڑکی سے سویٹی نے باہر جھانکا تھا۔ وہ کمرہ خاصا آراستہ و پیراستہ اور عمدہ فرنیچر سے مزین تھا۔ ایک سائیڈ پر ڈبل بیڈ لگا ہوا تھا جس پر ایک پستہ قامت شخص لنگوٹ میں ملبوس بے سدھ نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا۔ وہ سر سے گنجا اور درمیانی عمر کا جاپانی تھا۔ اسے دیکھتے ہی سانچا پہچان گیا۔

"یہ کانتا ہے عمران صاحب۔ بدبخت کانتا۔"۔۔۔۔۔۔ اس نے غصے سے چیختے ہوئے عمران کو بتایا۔ دوسرے لمحے اس کی نظر سویٹی کی طرف گئی جو کھڑکی کے قریب کھڑی تھی۔ وہ ایک نہایت خوش شکل، نازک اندام، سرخ و سپید جاپانی گڑیا تھی۔ لیکن اس وقت اس کا حلیہ بگڑ چکا تھا۔ اس کا لباس چیتھڑوں میں تبدیل ہو چکا تھا اور جسم پر جگہ جگہ گہرے زخموں کے نشانات تھے۔ سانچا جذبات سے مغلوب ہو کر اس کی طرف لپکا اور اسے بازوؤں میں بھر لیا۔ سویٹی سکتے کی سی حالت میں تھی اور اس کی آنکھیں اور چہرہ مرجھایا ہوا تھا۔ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اس کی عزت تار تار ہو چکی ہے۔ سانچا اس سے لپٹ کر رونے لگا۔

عمران کی توجہ کانتا کی طرف تھی جو بیڈ پر نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا اور سائیڈ ٹیبل پر کئی اقسام کی ڈرگز پڑی ہوئی تھیں۔ عمران اس کے قریب ہوا تو بدبو کے بھبکے اس کے نتھنوں سے ٹکرائے۔ عمران ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ کانتا منشیات کے زیر اثر ہے۔ اس نے بہت

زیادہ نشہ کر رکھا ہے اور اب کسی خارش زدہ کتے کی مانند نیم بے ہوش پڑا ہے۔ عمران مڑ کر سانچا اور سویٹی کی طرف آیا۔ سویٹی نے پہلے تو پتھرائی ہوئی اور ہراساں نظروں سے عمران کو دیکھا اور پھر دیوانوں کی طرح چیختی ہوئی کیبن سے نکل کر نیچے کود گئی۔ زمین پر گرتے ہی وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چٹانوں کے عقب میں پوشیدہ ہو گئی۔ سانچا یہ منظر دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا۔ وہ رائفل تانے کانتا کی طرف مڑا۔

"اس کتے نے میری سویٹی کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"۔۔۔۔۔۔ اس نے سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ادھ موئے پڑے نیم بے ہوش نشہ باز کانتا پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ کانتا کے جسم میں ان گنت سوراخ ہو گئے اور خون سے پورا بستر بھر گیا۔ اس نے ایک دو ہچکیاں لیں اور موت کی وادی میں چلا گیا۔ عمران نے سانچا کو سنبھالا دیا۔

"سانچا۔ جلدی سے بھاگ کر سویٹی کے پیچھے جاؤ۔ وہ مجھے نہیں پہچانتی اس لئے شاید ڈر رہی ہے۔ تم اس کے پیچھے جاؤ۔ کہیں وہ خوف اور صدمے کی شدت سے خود کو نقصان نہ پہنچا لے۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سانچا کی ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔ اور وہ تیزی سے سویٹی کے پیچھے لپکا۔ عمران کیبن کا جائزہ لینے لگا۔ وہاں ڈرگز کی ایک بڑی مقدار موجود تھی۔ اس کے علاوہ عمران کو وہاں کانتا کی زیر زمین منشیات سپلائی کے نیٹ ورک کی دستاویزات اور ایک ہیوی رینج ٹرانسمیٹر بھی ملا۔ اپنی

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

حفاظت کے لیے اس نے کچھ فائٹر رکھے ہوئے تھے جن کے فائٹنگ کے بے شمار ہتھیار بھی وہاں موجود تھے۔ اس کے علاوہ وہ عجیب النسل دیو ہیکل وحشی بھی اس کا محافظ تھا۔

کانتا کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس مہم میں کامیابی پر عمران نے اطمینان کی سانس لی۔ سانچا اپنی منگیتر سویٹی کے پیچھے گیا تھا۔ وہ کیبن سے نکل کر چھلانگیں مارتا ہوا اور چٹانوں کو عبور کرتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی سویٹی کو تلاش کر لیا مگر دوسرے لمحے اس کی تیز چیخ فضا میں گونجی۔ عمران دیوانہ وار بھاگتا ہوا اس کے قریب گیا۔ سویٹی چٹان کے سائے میں بے سدھ، بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے نرم اور نازک اندام جسم پر کپڑے کے محض چند ہی چیتھڑے جھول رہے تھے اور سانچا اس کے قریب گھٹنے ٹیکے ہذیانی انداز میں چیخ رہا تھا۔ عمران نے اس کو کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"ہوش کرو سانچا۔ تمہیں کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت اگر تم اپنے حواس میں نہیں رہو گے تو سویٹی کو کون سنبھالے گا۔" ——— عمران نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ عمران کی بات سنے بغیر مسلسل چیخ رہا تھا۔ اس نے دیوانوں کی طرح اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔ سویٹی کی حالت خاصی خراب ہو رہی تھی۔ اس کے جسم کے تمام حصوں پر زخموں کے گہرے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سانچا غم کی شدت سے نڈھال ہو رہا تھا۔ اس کی حالت اس قدر خستہ حال تھی کہ بے ساختہ عمران کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے

لگا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہاں جو کچھ بھی کرنا ہے اسی کو کرنا ہے۔ چنانچہ وہ سانچا کو حوصلہ دینے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن سانچا پاگلوں کی طرح روتا چلا جا رہا تھا۔ عمران نے فوراً محسوس کر لیا کہ اب خود سانچا کی حالت دگرگوں ہو چکی ہے اور اسے مدد کے لیے ساتو کان کو بلوانا چاہیے جو وحشی کی نگرانی پر مامور تھی۔ اس نے مڑ کر ساتو کان کو مخاطب کیا۔

"مس ساتو کان۔ جلدی ادھر آؤ۔ سانچا اور سویٹی دونوں کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ انہیں مدد کی ضرورت ہے۔" ——— عمران نے تیز آواز میں ساتو کان سے کہا اور وہ اپنی ٹامی گن سنبھالے تھوڑی ہی دیر میں ان کے پاس آ گئی۔ وہ آتے ہی سانچا کو تسلی دینے لگی کہ وہ مطمئن رہے۔ خدا نے چاہا تو سویٹی ٹھیک ہو جائے گی۔ ساتو کان کی تسلی سے سانچا کی حالت کچھ نارمل ہونے لگی۔ پھر وہ بے ہوش سویٹی کو احتیاط سے اٹھا کر بلندی سے نیچے لے آئے جہاں ان لوگوں کی جیپیں کھڑی تھیں۔ خونخوار وحشی اپنی جگہ پر ساکت حالت میں ڈھیر پڑا تھا اور اس کے جسم سے خون تیزی سے بہتا چلا جا رہا تھا۔ عمران اس وحشی کی طرف متوجہ ہوا اور غور سے اس کا جائزہ لینے لگا۔

"میرے خیال میں اس خونی وحشی کا تو شاید کام تمام ہو گیا ہے۔ اب ہمارے لئے سب سے اہم کام یہ ہے کہ سویٹی کو بحفاظت قصبے میں واپس لے چلیں۔ اور اس کے لئے ہمیں ہیلی کاپٹر منگوانا چاہیے۔" عمران نے ساتو کان اور سانچا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"جناب۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس وحشی کا کام تمام ہو گیا ہے۔ یہ دیکھیں۔ اس کے گرانڈیل جسم میں اب بھی جنبش پیدا ہو رہی ہے۔" کیمورا جو وحشی کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک بول پڑا۔

عمران چونک کر وحشی پر جھکا۔ واقعی وہ وحشی حرکت کر رہا تھا اور اٹھنے کی کوشش میں تھا۔ عمران نے چیخ کر سب لوگوں کو وہاں سے پیچھے ہٹ جانے کی ہدایت کی اور اپنی رائفل وحشی کی طرف سیدھی کر لی۔ سانچا کے سوا باقی سب لوگ خوفزدہ انداز میں دوڑ کر چٹانوں کے عقب میں جا دبکے۔ عمران نے سانچا کو بھی ایک چٹان کی طرف دھکیل دیا۔

"تم بھی پیچھے ہٹ جاؤ سانچا۔ میں اس سے نمٹ لوں گا۔" عمران نے چیخنے والے انداز میں کہا۔ اور سانچا اس کی ہدایت پر چٹان کے پیچھے چلا گیا۔ ہساؤ اور لی پہلے ہی سویٹی کو لے جا چکے تھے۔ ابھی عمران زخمی پڑے وحشی پر فائر کرنے کے لیے رائفل لوڈ کر رہا تھا کہ وہ غراتا اور چنگھاڑتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی اس غیر متوقع پھرتی پر عمران بوکھلا کر رہ گیا۔ عمران کی اس چند لمحوں کی بوکھلاہٹ سے وحشی نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس نے زمین سے اٹھتے وقت ایک بھاری پتھر بھی اٹھا لیا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے وہ پتھر عمران پر کھینچ مارا۔

عمران نے خود کو بچانے کی بہت کوشش کی لیکن بچتے بچتے بھی وہ پتھر عمران کے کندھے سے آ ٹکرایا۔ تکلیف کی شدت سے دوہرا ہو کر عمران زمین پر گر گیا اور قبل اس کے کہ اس کے ساتھیوں میں سے کوئی

اس وحشی پر فائر کرتا وہ دھاڑتا ہوا عمران کے اوپر آ گرا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدل کر خود کو اس سے بچایا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ مڑ کر عمران سے گتھم گتھا ہو گیا۔ اس کے اعضاء تو عام انسانوں جیسے ہی تھے لیکن ان کی نشوونما بالکل حیوانی طرز پر ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر نہایت گھناؤنے اور سخت بالوں کا جال پھیلا ہوا تھا اور اس کی گردن کسی سانڈ کی طرح موٹی تھی۔ جب وہ عمران سے لپٹا تو عمران کو اس کے جسم سے ایسی کراہت آمیز بدبو محسوس ہوئی کہ اسے اپنا سانس روکنا پڑا۔ وحشی کی خوفناک آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی۔ نہایت میلے کچیلے بے ڈھنگے اور مہیب دانتوں اور اس کے گالوں پر پڑے دہشت انگیز زخموں کے گڑھے دیکھ کر خوف کی ایک تیز لہر جسم میں دوڑ جاتی تھی۔ عمران اس کے بازوؤں میں دبا بری طرح ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اسی تگ و دو کے عالم میں عمران کی نظر کیمورا پر پڑی۔ وہ اپنی رائفل سے نشانہ باندھ کر فائر کرنے والا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران زور سے چیخا۔

"خبردار۔ کوئی فائر نہ کرے۔ گولی مجھے بھی لگ سکتی ہے۔" عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ وحشی کی آہنی گرفت سے نکلنے کے لیے جدوجہد کرنے لگا۔ وہ اگرچہ بے انتہا طاقتور وحشی تھا لیکن عمران نے محسوس کر لیا کہ گولیوں کے زخموں سے خون بہہ جانے کے باعث وہ نقاہت کا شکار ہو چکا تھا۔ عمران نے ہاتھوں کے بل اٹھنے کی بھرپور کوشش کی لیکن وحشی کے بھاری بھرکم وجود کے نیچے سے خود کو آزاد نہ

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

کروا سکا۔ عمران کا جسم اس کے بوجھ سے دبتا چلا جا رہا تھا۔ اور اب اس کے حواس بھی معطل ہو رہے تھے۔ ہاتھ پاؤں بری طرح پھول چکے تھے۔ اس وحشی کا بے ڈھنگا پھیلا ہوا جسم عمران کو مکمل طور پر اپنے حصار میں لیتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے بڑے بڑے سخت بال سوئیوں کی طرح عمران کے چہرے اور جسم کے دیگر حصوں میں پیوست ہو رہے تھے اور عمران کسی بچے کی طرح بے بسی سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ وحشی کی گرفت اس کے جسم کے گرد سخت سے سخت تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی خوفناک غراہٹیں عمران کے کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھیں اور اس کی سانسوں کے نہایت بدبودار بھبکے عمران کے ہوش و حواس پر کاری ضربیں لگا رہے تھے۔ عمران کو یقین ہونے لگا کہ اگر وہ کچھ دیر مزید اس غلیظ وحشی کے بوجھ تلے دبا رہا تو اس کے بدن سے اٹھنے والی ناقابل برداشت بدبو اسے بے ہوش کر دے گی۔ اس کے تیز نوکیلے ناخن خنجروں کی طرح عمران کے جسم میں پیوست ہو رہے تھے۔ یکا یک عمران کو یاد آیا کہ اس کی دائیں ٹانگ کی پنڈلی کے ساتھ چمڑے کی پیٹی میں ایک تیز دھار خنجر اڑسا ہوا ہے۔

چشم زدن میں عمران نے وہ خنجر چمڑے کی پیٹی سے نکال لیا اور وحشی کی گردن میں اس جگہ گھونپ دیا جہاں اس سے قبل گولی پیوست تھی۔ ایک تو گولی کا کاری زخم اور اوپر سے خنجر کے تیز زخم سے وحشی خوفناک انداز میں چنگھاڑ اٹھا اور بری طرح سے بلبلاتا ہوا کئی فٹ دور جا گرا۔ عمران اس کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس نے اچھل کر اس

چٹان کے پیچھے پہنچنے میں دیر نہ لگائی جہاں دیگر ساتھی پہلے ہی پناہ لئے ہوئے تھے۔ وحشی کی گرفت سے عمران کے آزاد ہوتے ہی عمران کے ساتھیوں نے اپنی رائفلوں سے وحشی پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ سینکڑوں گولیاں وحشی کے بھیانک جسم میں گھس گئیں۔ اس کی کان پھاڑ دینے والی چنگاڑیں پہاڑوں میں دور دور تک گونجنے لگیں۔ اس کے خون سے اردگرد کا وسیع علاقہ بھر گیا تھا۔ وحشی بھیانک انداز میں چیختا چنگھاڑتا اور چٹانوں سے تکلیف دہ انداز میں سر ٹکراتا ہوا کچھ ہی دیر میں ٹھنڈا ہو گیا۔

وحشی کی ہلاکت کے بعد عمران نے فوراً سویٹی کی طرف توجہ دی جو بدستور بے ہوش پڑی تھی۔ عمران کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی سویٹی کے پاس آ گئے۔ سانچا کی حالت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ سویٹی کو اس خراب حالت میں دیکھ کر اس کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ لیکن ساتو کان اس کو مسلسل تسلیاں دے رہی تھی۔

"ہمیں سب سے پہلے فوراً سویٹی کو ہسپتال پہنچانے کا بندوبست کرنا چاہیے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے اپنی خون آلود جیکٹ اتارتے ہوئے پرتفکر لہجے میں کہا۔ پھر اس نے واکی ٹاکی پر ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے رابطہ قائم کیا جو پہلے ہی سے مستعد کھڑا تھا۔ عمران نے اسے جگہ کا محل و وقوع بتاتے ہوئے فوراً اسے وہاں پہنچنے کی ہدایت کی۔ وہ پندرہ منٹ میں وہاں پہنچ گیا۔ اپنی منگیتر سویٹی کی دلخراش حالت سانچا کو سنبھلنے نہیں دے رہی تھی۔ لی اور ہساؤ اسے ایک قریبی چشمے پر لے گئے تھے اور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سمورانی اپنے کنگ لینڈ کے لگژری ڈیلکس اپارٹمنٹ میں پاگلوں کی طرح ٹہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ خون کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں غصے اور طیش کی زیادتی سے باہر کو ابل پڑنے کے لیے تیار تھیں۔ اس کی یہ دیوانگی کی حالت اس وجہ سے تھی کہ اس کے کئی ساتھی مارے گئے تھے۔ اور یہ سب کیا دھرا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تھا۔ جب وہ آپے سے باہر ہو گیا تو اس نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر کارٹل سے رابطہ کرنے لگا۔ سلسلہ جلد ہی قائم ہو گیا۔

”کارٹل اٹینڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور“ ____ دوسری طرف سے سمورائی کے نائب کارٹل کی آواز سنائی دی۔

”سمورائی کالنگ یو۔ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور“ ____ سمورائی نے غصیلی آواز میں کہا۔

”باس۔ آپ ہی کی ہدایت کے مطابق رنگونا کی ڈرگ لیبارٹریوں میں موجود ہوں۔ اور خام پوست کے آنے کا انتظار کر رہا ہوں کہ کب بوچا اور فاشا پوست لے کر آئیں تو لیبارٹریوں میں کام شروع کروایا جا سکے۔ اوور“ ____ کارٹل نے حیرانگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیسی پوست۔ اور کہاں کی پوست۔ سب کچھ بیڑہ غرق ہو چکا ہے۔ اوور“ ____ سمورائی نے چیختے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے باس۔ کیا ہوا ہے۔ اوور“ ____ دوسری طرف سے کارٹل نے شدید پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

”تمہیں کچھ معلوم نہیں کارٹل۔ ادھر کاچان میں کانتا مارا جا چکا ہے۔ میرے آدمیوں نے بتایا کہ یہ کارروائی عمران کی ہے۔ اس کام میں ساتو کان اور سانچا نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ ساتو کان کو تو میں نے ٹاکیشو میں موت کے گھاٹ اتروا دیا تھا لیکن عمران اور سانچا بچ نکلے۔ ادھر پاکیشیائی حدود میں بوچا اور فاشا مارے گئے ہیں اور ہماری کروڑوں ڈالر کی پوست قانون کے قبضے میں چلی گئی ہے۔ شیر خان کے ٹھکانے کو اکریمیائی ملٹری نے اڑا دیا ہے۔ وہ بچ تو گیا ہے لیکن منظر سے غائب ہے۔ آخر یہ سب کیا ہے۔ یہ عمران کیا چیز ہے۔ بوچا اور فاشا کو مروانے میں کس کا ہاتھ ہے۔ میں یہ سب جاننا چاہتا ہوں۔ اور میری بات غور سے سنو۔ سب کچھ ٹھپ کر دو۔ ہمیں پہلے اپنے دشمنوں سے انتقام لینا ہے۔ بس اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔ اوور“ سمورائی نے سانپ کی مانند پھنکارتے ہوئے کہا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

''آپ بے فکر رہیں باس۔ عمران کے بارے میں تو میں جانتا ہوں۔ وہ اپنے مدمقابل کو ناکوں چنے چبوانے میں کمال مہارت رکھتا ہے۔ لیکن اگر ہم درست منصوبہ بندی کریں تو اسے راستے سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ باقی رہ گئی بات دوسروں کی تو اس کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ ایسے خفیہ کاموں کا ماہر ایک شخص پاکیشیا میں میرا واقف ہے۔ اس کا خفیہ کوڈ نیم ''جابر'' ہے۔ میں اس سے رابطہ کر کے بات کرتا ہوں۔ وہ ہمیں کافی معلومات دے سکتا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے وہ ایک خفیہ ادارے میں اعلیٰ عہدے پر تھا لیکن رشوت لینے کے الزام میں اسے معطل کر دیا گیا۔ پھر وہ منفی سرگرمیوں میں ملوث ہو گیا۔ وہ ہمیں ہر طرح کی معلومات دے سکتا ہے۔ اوور۔'' ——— کارٹل نے سمورائی کو پوری تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم پہلی فرصت میں پاکیشیا میں ہمارے سلاٹر ہاؤس میں پہنچو۔ کل رات وہاں ہماری ملاقات ہو گی۔ جابر کو بھی بلوا لو۔ میں عمران اور دیگر دشمنوں کا نام و نشان مٹا دوں گا اور یہ کام ہم دونوں خود کریں گے۔ سمجھ گئے تم۔ اوور۔'' ——— سمورائی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ میں آج ہی وہاں پہنچ جاؤں گا اور جابر کو وہاں بلوا لوں گا۔ اوور۔'' ——— کارٹل نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔

''اور ہاں۔ اپنا حلیہ اور شکل تبدیل کر کے وہاں جانا۔ میں اس بار

کامیابی سے کم کسی چیز پر اکتفا نہیں کروں گا۔ چاہے میں جان کی بازی کیوں نہ ہار جاؤں۔ تم جانتے ہو کہ میرا نصب العین ہے کہ ہمیشہ آخری دم تک جنگ جاری رکھو۔ اوور۔'' ——— سمورائی نے اسے سخت لہجے میں تلقین کرتے ہوئے کہا۔

''اس جنگ میں مَیں آپ کے شانہ بشانہ ہوں باس۔ سب کچھ اس مرتبہ آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ اوور۔'' ——— کارٹل نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہاں پہنچو۔ اوور اینڈ آل۔'' ——— یہ کہتے ہوئے سمورائی نے ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر دیا۔ اگلی رات وہ اپنے تبدیل شدہ حلیے کے ساتھ پاکیشیا میں اپنے سلاٹر ہاؤس پہنچ چکا تھا۔ یہ خفیہ بنگلہ اس نے فرضی نام سے حاصل کر رکھا تھا۔ جب سمورائی وہاں پہنچا تو کارٹل اور جابر اس کے منتظر تھے۔ سمورائی نے وہاں پہنچتے ہی منصوبے پر گفتگو شروع کر دی۔ وہ جابر سے مخاطب تھا۔

''میں عمران سے انتقام لینے کے لیے یہاں آیا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے اور کوئی کام نہیں ہے۔ دوسرے ان لوگوں کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ جنہوں نے میرے آدمیوں بوچا اور فاشا کو موت کے منہ میں دھکیلا اور میری کروڑوں ڈالر کی پوست ضائع کر دی۔ اس کے سلسلے میں تم کیا جانتے ہو۔'' ——— سمورائی نے جابر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ مجھے اس تمام آپریشن کے بارے میں مکمل رپورٹ حاصل

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ہے۔ کانتا کو عمران ہی نے سانچا اور ساتو کان کے ساتھ مل کر ہلاک کیا ہے۔ جبکہ شیر خان کے خلاف آپریشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے حکم پر کیا گیا۔ بوچا اور فاشا کی موت کے ذمہ دار سیکرٹ سروس کے دو ایجنٹ صفدر اور کیپٹن شکیل ہیں۔'' ـــــ جابر نے کہا جو وہاں ایکریمیائی خفیہ ایجنسی کو معلومات فراہم کرتا تھا۔

''مجھے ان کے بارے میں معلومات چاہئیں تاکہ میں فوراً انتقامی کارروائی مکمل کر کے یہاں سے واپس چلا جاؤں۔'' ـــــ سمورائی نے ترش لہجے میں کہا۔

''باس۔ جہاں تک عمران کا تعلق ہے وہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر 200 میں اپنے باورچی کے ساتھ تنہا رہتا ہے۔ وہ ایکسٹو کے لیے پرائیویٹ طور پر کام کرتا ہے۔ لیکن ایسا عجیب شخص آج تک میں نے زندگی میں نہیں دیکھا۔ دیکھنے میں انتہائی درجے کا احمق، بدھو اور بے وقوف شخص نظر آتا ہے۔ لیکن اس کی کاری ضربوں سے آج تک کوئی حریف بچ نہیں سکا۔'' ـــــ جابر نے کہا۔ پھر وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بریف کرنے لگا۔ سمورائی انہماک سے اس کی باتیں سنتا رہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ابھی میرے ساتھ عمران کے فلیٹ پر چلو۔ اب میں اس کا زندہ رہنا ایک لمحے کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ تم باہر گاڑی میں ہی موجود رہو گے۔ فلیٹ کے اندر جا کر میں خود اس کا کام تمام کروں گا۔'' ـــــ سمورائی نے سنسناتی ہوئی آواز میں کہا۔

اور پھر وہ فوراً ہی لباس تبدیل کر کے جابر کے ساتھ عمران کے کنگ روڈ والے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سمورائی چمڑے کی پتلون اور جیکٹ میں ملبوس تھا لیکن اس کے لباس میں فائٹنگ کے تمام ہتھیار پوشیدہ تھے۔ وہ عمران کو اسلحے وغیرہ کی بجائے اپنے مخصوص ہتھیاروں سے ہی ہلاک کرنا چاہتا تھا۔

جابر اسے سیدھا عمران کے فلیٹ پر لے گیا اور اسے بتا دیا کہ عمران کے فلیٹ کا نمبر دو سو ہے۔ پارکنگ میں گاڑی سے اتر کر سمورائی بلڈنگ کمپلیکس میں داخل ہو گیا اور پھر زینے طے کرتا ہوا دو سو نمبر فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا جو عمران کا فلیٹ تھا۔ دروازے کے سامنے جاتے ہی سمورائی نے ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ یہ دیکھ کر سمورائی کسی مرغولے کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے اس کی کک داخلی دروازے کے عین درمیان میں کچھ ایسے تکنیکی انداز سے ٹکرائی کہ دروازہ اکھڑ کر اندر جا گرا۔ سمورائی برق کے کوندے کی طرح اندر کو لپکا۔ لاؤنج میں کوئی نہیں تھا۔ سمورائی نے اندر داخل ہوتے ہی اپنا فائٹنگ کا سب سے خطرناک ترین ہتھیار ''باکوہاٹسو'' نکال لیا۔ سترہ انچ لمبے اس ہتھیار کے اگلے سرے پر تیز بلیڈ جڑا ہوا تھا۔ نچلے سرے پر ایک لمبی سی زنجیر لگی ہوئی تھی جس کی مدد سے یہ ہتھیار گھما کر پھینکا جاتا تھا۔ یہ تیز دھار بلیڈ گھومتا ہوا سیدھا مدمقابل کے جسم کے جس حصے سے ٹکراتا تھا اسے کاٹ ڈالتا تھا۔

عمران اس وقت فلیٹ پر موجود نہیں تھا۔ البتہ ٹائیگر اسٹڈی روم میں

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

موجود تھا۔ وہ عمران کی ہدایت پر ایک فائل لینے وہاں آیا تھا۔ دھماکے کی آواز سن کر اس نے فوراً اپنا ریوالور نکال لیا اور اسے دونوں ہاتھوں میں تھامے محتاط انداز میں اسٹڈی روم سے نکل کر لاؤنج میں آ گیا۔

سمورائی کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ قدرے حیرت زدہ ہوا۔ وہ سمورائی کو پہچانتا نہیں تھا اس لیے اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے سامنے کون ہے۔

”میرے خیال میں تم ہی عمران ہو۔“ ——— سمورائی شعلہ بار نظروں سے ٹائیگر کو گھورتا ہوا زخمی بھیڑیے کی طرح غرایا۔

”یہی سمجھ لو۔ اور مناسب یہ ہے کہ اپنے بارے میں بھی بتا دو۔ کون ہو تم اور یہاں کیا لینے آئے ہو۔“ ——— ٹائیگر نے بے خوف لہجے میں جواب دیا۔

”سمورائی۔ میرا نام ساری دنیا جانتی ہے۔ میرا یہاں آنے کا مقصد صرف اور صرف تمہاری موت ہے۔“ ——— سمورائی نے اپنے ہتھیار کو گھماتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔ جواباً ٹائیگر نے اس پر فائر داغنے کے لیے ریوالور کی نال اس کی طرف موڑی ہی تھی کہ سمورائی نے چھ کونوں والا ایک سٹار ٹائیگر پر کھینچ مارا۔ سٹار زناٹے کی آواز کے ساتھ ہوا میں گھومتا ہوا ٹائیگر کے ریوالور والے بازو سے ٹکرایا اور کلائی کے قریب بازو میں گھس گیا۔ ریوالور ٹائیگر کے ہاتھ سے نکل گیا اور ایک سسکاری اس کے منہ سے نکل گئی۔

سمورائی نے فوراً ہی اپنا باکو ہاٹسو زنجیر کی طرف سے گھماتے ہوئے برق رفتاری سے ٹائیگر پر پھینکا۔ وہ فوراً جھکا اور باکو ہاٹسو اس کے سر

کے اوپر سے گزر کر پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اگر ٹائیگر ایک لمحے کے دسویں حصے کی بھی تاخیر کر دیتا تو اس کا سر دو حصوں میں کٹ چکا تھا۔ لیکن اپنی بے پناہ پھرتی سے وہ خود کو بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اگلے لمحے اس نے فرش پر سے باکو ہاٹسو اٹھا لیا۔ ٹائیگر اس فائٹنگ کی تکنیک سے واقف نہیں تھا اس لئے اس نے اندھا دھند انداز میں اسے واپس سمورائی پر دے مارا۔ لیکن سمورائی نے انتہائی مہارت سے اسے دستے سے یوں پکڑ لیا جیسے گیند کو کیچ کیا جاتا ہے۔ یہ ٹائیگر کی غلطی تھی۔ اس نے طیش میں آ کر سمورائی کا ہتھیار اسی کو واپس لوٹا دیا تھا۔ اب اسی ہتھیار سے سمورائی اس پر دوبارہ حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔

ٹائیگر اپنے ریوالور کی طرف لپکا جو ایک قریبی میز کے نیچے جا پڑا تھا۔ لیکن اسے ریوالور اٹھانے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ سمورائی باکو ہاٹسو اس سے پہلے ہی دوبارہ اس کی طرف پھینک چکا تھا۔ ٹائیگر اس کی طرف سے غافل نہیں تھا۔ اس نے ہتھیار کی زد میں آنے سے بچنے کے لیے بجلی کی سرعت سے خود کو دائیں سمت گرایا۔ لیکن اس بار اس کی پھرتی پوری طرح اس کا ساتھ نہ دے سکی اور گرتے گرتے بھی باکو ہاٹسو کا تیز دھار بلیڈ اس کی کمر کے ایک حصے کو کاٹتا چلا گیا۔ ٹائیگر دھڑام سے فرش پر گرا۔ اس کی کمر کے کٹے ہوئے حصے سے خون تیزی سے بہنا شروع ہو گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا۔ لیکن ہوش و حواس سے بیگانہ ہونے کا مطلب تھا اٹل موت۔ چنانچہ ٹائیگر نے تیزی سے خود پر قابو پایا اور جھپٹ کر اپنا ریوالور اٹھا

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

لیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو سمورائی فائٹنگ کا ایک اور ہتھیار اپنے لباس سے نکال چکا تھا۔

ٹائیگر نے اس مرتبہ اسے حملہ کرنے کا موقع نہیں دیا اور انتہائی تیز رفتاری سے متحرک ہوتے ہوئے اس پر گولی چلا دی۔ سمورائی اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ چکا تھا۔ گولی چلتے ہی وہ دائیں سمت کو لڑھکا۔ گولی کی زد میں آنے سے تو وہ بچ گیا لیکن پورے زور سے سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ وہ سیدھا ہونے کی کوشش کر رہا تھا کہ ٹائیگر نے اس پر دوسرا فائر کر دیا۔ سمورائی نے خود کو بچانے کی بے حد کوشش لیکن بچ نہ سکا۔ گولی سیدھی اس کے کولہے میں گھس گئی اور وہاں سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ سمورائی کے منہ سے ہلکی چیخ نکلی لیکن پھر اگلے لمحے اس نے چار سٹار مختلف زاویوں سے ٹائیگر پر کھینچ مارے۔ سٹار اتنے مختلف زاویوں سے ٹائیگر کی طرف آئے کہ وہ خود کو ان کی زد سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ وہ اس کے جسم کے مختلف حصوں میں پیوست ہو گئے اور اس کی چیخوں سے فلیٹ کے در و دیوار لرزنے لگے۔ اس نے اندھا دھند سمورائی پر ریوالور کی گولیوں کا پورا راؤنڈ فائر کر دیا۔ ان میں سے ایک گولی سمورائی کے بائیں کندھے میں گھس گئی۔ اب سمورائی بھی کسی حد تک مفلوج ہو چکا تھا۔

چنانچہ سمورائی نے پھرتیلے پن سے اپنی جیکٹ کے اندر سے چھوٹا سا گولہ نکالا اور فرش پر دے مارا۔ ایک ہلکے دھماکے سے گولہ پھٹا اور ہر طرف گاڑھا کثیف سیاہ دھواں پھیل گیا۔ دن کے اجالے میں فلیٹ

تاریکی میں ڈوب گیا۔ سمورائی چھلاوے کی مانند اچھلا اور زینوں سے نیچے جانے کے بجائے بیرونی پورچ کی ریلنگ پھلانگ کر نیچے سڑک پر چھلانگ لگا دی۔ وہ اڑتا ہوا سیدھا اپنے پاؤں پر آ کھڑا ہوا۔ قریب ہی جابر گاڑی لئے موجود تھا۔ سمورائی نے اس کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر گھس گیا۔ اس کے اشارے پر جابر نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ سمورائی کی حالت دیکھ کر وہ تشویش زدہ نظر آ رہا تھا۔

"باس۔ مجھے پہلے ہی شک تھا کہ عمران کچھ نہ کچھ ضرور کر گزرے گا۔ وہ انسان نہیں آفت کا پرکالہ ہے۔ اس نے آپ کو زخمی کر ہی دیا"۔۔۔۔ جابر نے پرتفکر انداز میں سمورائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ میرے زخم جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ میں نے اس پر فائٹنگ کے جو ہتھیار آزمائے ہیں ان سے وہ زندہ نہیں بچ سکے گا"۔۔۔۔ سمورائی نے قدرے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ ان کی گاڑی اب سڑک کے اگلے موڑ پر آ چکی تھی۔ جونہی جابر نے گاڑی موڑی تو اچانک ایک اور گاڑی سامنے آ گئی جو اسی سڑک پر مڑ رہی تھی۔ جابر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کیونکہ وہ عمران تھا۔

"اوہ۔ باس۔ فلیٹ میں جس شخص کو آپ نے ہلاک کیا ہے وہ عمران نہیں تھا۔ عمران تو اس کار میں جا رہا ہے"۔۔۔۔ جابر نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔" ——— سمورائی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں باس۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ عمران کے فلیٹ میں اس کے بجائے کوئی اور موجود ہو گا۔" ——— جابر پر خوف کی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔

"اب سیدھے سلاٹر ہاؤس چلو۔ پہلے مجھے اپنے زخم ٹھیک کرنا ہے۔ پھر میں عمران کو موت کے حوالے کئے بغیر پاکیشیا سے واپس نہیں جاؤں گا۔" ——— سمورائی نے زخمی درندے کی طرح دہاڑتے ہوئے کہا اور جابر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے خاموشی سے گاڑی کا رخ سلاٹر ہاؤس کی طرف موڑ دیا۔

عمران رانا ہاؤس میں بیٹھا ٹائیگر کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اور وہ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ وہ اس کے فلیٹ پر سمورائی کی فائل لینے گیا تھا۔ جس میں سمورائی کے تفصیلی کوائف درج تھے۔ سلیمان ان دنوں اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا۔ اس لئے ٹائیگر وہاں ٹھہر بھی نہیں سکتا تھا۔ عمران کے اندازے کے مطابق ٹائیگر کو اب تک واپس آ جانا چاہیے تھا۔ وہ قدرے تشویش میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ سوچ کر اس نے ٹیلی فون اٹھایا اور اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بجتی رہی لیکن کافی دیر تک کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹائیگر فلیٹ میں موجود نہیں تھا یا وہاں سے روانہ ہو چکا تھا۔ عمران نے کچھ سوچا۔ پھر اس نے ٹائیگر کے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا لیکن کال اٹینڈ نہیں کی گئی۔ اب عمران کی تشویش یقین میں بدل گئی کہ ٹائیگر کسی مشکل میں پھنس چکا ہے۔ اس

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نے فوراً فلیٹ پر جانے کا فیصلہ کر لیا۔

"کیا بات ہے باس۔ تم کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو۔" جوزف نے جو اس کے قریب ہی بیٹھا تھا اس کی پریشانی کو بھانپتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر سے رابطہ نہیں ہو پا رہا ہے۔ یقیناً وہ کسی مشکل میں ہے۔ میں اپنے فلیٹ پر جا رہا ہوں۔" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں باس۔ شاید کسی دشمن کی ٹانگیں توڑنی پڑ جائیں۔" ——— جوزف نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ضرورت ہوگی تو میں تمہیں بلوا لوں گا۔" ——— عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکتے ہوئے کہا۔ جوانا بھی عمران کے ساتھ جانا چاہتا تھا لیکن عمران نے اسے بھی روک دیا۔ گیراج سے اپنی گاڑی نکال کر وہ فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ وہ جلد از جلد فلیٹ پر پہنچنا چاہتا تھا۔

مرکزی شاہراہ سے جب عمران نے اپنے فلیٹ والی سڑک کنگ روڈ پر گاڑی موڑی تو سامنے سے ایک بڑی رولز رائس اسے مخالف سمت میں مڑتی نظر آئی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص پر عمران کی نظر پڑی تو اسے ایسا لگا کہ جیسے اس نے اس شخص کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔ لیکن کہاں دیکھا ہے یہ عمران کی یادداشت میں نہیں تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر بھی ایک شخص بیٹھا تھا لیکن عمران اسے غور سے نہ دیکھ سکا

کیونکہ سفید رولز رائس تیزی سے اس کی مخالف سمت میں مرکزی شاہراہ پر مڑ گئی تھی۔ عمران سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ فلیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی کار گیراج میں کھڑی کی اور تیز رفتاری سے زینے پھلانگتا ہوا اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ فلیٹ کا اکھڑا پڑا داخلی دروازہ دیکھ کر وہ بھونچکا رہ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ فلیٹ پر حملہ ہو چکا ہے۔ عمران نے پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور نہایت ہی محتاط انداز میں لاؤنج میں داخل ہو گیا۔ اندر کا منظر دیکھ کر عمران دنگ رہ گیا۔ یقینی طور پر یہاں زبردست فائٹ ہوئی تھی۔

عمران کی پہلی نظر دروازے کے قریب دیواروں پر پڑی جہاں کئی جگہ گولیاں پیوست تھیں اور پلاسٹر اکھڑ چکا تھا۔ وہ دو قدم آگے بڑھا تو ایک چوبی میز کے پیچھے اسے ٹائیگر ساکت حالت میں پڑا نظر آ گیا۔ اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ ٹائیگر شدید زخمی حالت میں بے ہوش پڑا تھا اور خون مسلسل بہہ رہا تھا۔ عمران اس کے زخم دیکھ کر ایک ہی لمحے میں جان گیا کہ اس پر کسی فائٹر نے حملہ کیا ہے۔ اس کے جسم پر کئی جگہ سٹار پیوست تھے اور وہ اکھڑے اکھڑے سانس لے رہا تھا۔ عمران نے تیزی سے اس کے جسم میں پیوست سٹار نکالے اور پھر اسے کندھے پر لاد کر بھاگتا ہوا فلیٹ سے نکلا اور تیز رفتاری سے زینے طے کرتا ہوا نیچے آ گیا۔ اس نے ٹائیگر کو احتیاط سے کار کی عقبی سیٹ پر ڈالا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر تیز رفتاری سے کار کو گیراج سے باہر لا کر اسے مرکزی شاہراہ پر ڈال دیا۔

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

اب اس کی کار جیسے ہوا میں اڑ رہی تھی۔ وہ اسپیشل ہسپتال کی طرف جا رہا تھا۔ عمران نے عام حالات سے نصف وقت میں یہ فاصلہ طے کیا اور ہسپتال پہنچ گیا۔ ٹائیگر کو فوراً آئی سی یو میں لے جایا گیا اور ڈاکٹروں نے اسی وقت ٹریٹمنٹ شروع کر دیا۔

عمران آئی سی یو سے باہر آ گیا اور لان کے ایک سنسان گوشے میں جا کر تنویر سے واچ ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرنے لگا۔ سلسلہ فوراً ہی مل گیا۔

"یس۔ تنویر اٹنڈنگ فرام دس اینڈ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو کالنگ یو تنویر۔ ابھی چند منٹ پہلے عمران کے فلیٹ پر حملہ ہوا ہے۔ حملہ آوروں پر شک ہے کہ وہ ایک سفید رنگ کی رولز رائس میں سوار ہیں۔ فوراً نعمانی کو ساتھ لو اور شہر کی مرکزی شاہراہ یا اس کی ذیلی سڑکوں پر اس سفید رولز رائس کو تلاش کرو۔ اگر مل جائے تو اسے گھیر لو اور کار سواروں کو زندہ گرفتار کرو۔ اوور" ـــــ عمران نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں جلدی جلدی تنویر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ میں نعمانی کو کال کر کے فوراً روانہ ہو رہا ہوں۔ اوور"

دوسری جانب سے تنویر نے مستعد لہجے میں جواب دیا۔ چنانچہ عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ پھر اس نے صدیقی کو کال کر کے ایکسٹو کی حیثیت سے یہی حکم جاری کیا اور انہیں ہدایت کی کہ

وہ چوہان اور خاور کو بھی ساتھ لے لیں۔ آخر میں اس نے دانش منزل میں بلیک زیرو سے رابطہ قائم کیا۔

"ایکسٹو اسپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بول رہا ہوں۔ ابھی کچھ دیر پہلے میرے فلیٹ پر حملہ کیا گیا ہے۔ حملہ آور نامعلوم ہیں۔ لیکن ٹائیگر وہاں موجود تھا۔ وہ شدید زخمی ہوا ہے۔ وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے اور اسے اسپیشل ہسپتال کے آئی سی یو میں ٹریٹمنٹ دی جا رہی ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے مختصر انداز میں بلیک زیرو کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے خیال میں یہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے۔ کارٹل کی یہاں موجودگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سمورائی بھی یہیں ہو گا۔ ہو سکتا ہے یہ حملہ اسی نے کیا ہو۔ اور ہاں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اپنے مشن میں کامیاب لوٹے ہیں۔ بوچا اور فاشا ان کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ البتہ شیر خان روپوش ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی کامیابی کی رپورٹ بھی دے دی۔

"پھر تو لازماً یہ کارروائی سمورائی کی ہی ہو گی۔ بوچا اور فاشا کی ہلاکت کے بعد وہ اپنے زخم چاٹتا ہوا یقیناً مجھ پر چڑھ دوڑا ہو گا۔ جب میں فلیٹ کی طرف مڑ رہا تھا تو میں نے ایک سفید رولز رائس ادھر سے آتی دیکھی تھی۔ اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر جو شخص بیٹھا تھا اس کے

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

بارے میں مجھے یقین ہے کہ پہلے بھی اسے کہیں دیکھا ہے۔ لیکن کب اور کہاں۔ یہ یاد نہیں آ رہا۔ میں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو اس کی تلاش پر مامور کر دیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ کیپٹن شکیل کو کال کر کے اسے میرے فلیٹ پر بھیج دو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے حملہ آور دوبارہ وہاں آئیں۔ میں فی الحال یہاں ٹائیگر کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔ اس کی حالت کافی خراب ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو تمام تفصیل سے مختصراً آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''جی بہتر عمران صاحب۔ میں ابھی کیپٹن شکیل کو کال کر کے وہاں بھیج دیتا ہوں۔ اوور۔''۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز آواز میں کہا۔

''اور حالات پر کڑی نظر رکھو۔ اور کوئی اہم بات ہو تو فوراً رپورٹ کرو۔ اوور اینڈ آل۔''۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو ہدایت کی اور پھر رابطہ منقطع کر کے واپس ہسپتال کے آئی سی یونٹ میں ٹائیگر کے پاس آ گیا۔ اس کے زخموں کی اچھی طرح بینڈیج کر کے خون کی بوتلیں لگا دی گئی تھیں اور ڈاکٹر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایک گھنٹے کی تگ و دو کے بعد آخر کار ٹائیگر ہوش میں آ گیا۔ ٹائیگر کے ہوش میں آتے ہی عمران کے اشارے پر تمام ڈاکٹر اور سٹاف کمرے سے باہر نکل گئے۔

''کیسے ہو تم۔''۔۔۔۔ عمران جو اس کے قریب ہی موجود تھا نے پرخلوص انداز میں کہا۔

''بہتر ہوں باس۔''۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکرانے کی کوشش کرتے

ہوئے کہا۔

''لیکن یہ سب ہوا کیسے۔ وہ حملہ آور کون تھے۔''۔۔۔۔ عمران کی آواز میں تشویش تھی۔

''سمورائی۔ وہ دراصل آپ کو ہلاک کرنے کے لیے آیا تھا۔ اس نے مجھے عمران سمجھا اور میں نے بھی اس کے پوچھنے پر یہی کہا کہ ہاں میں ہی عمران ہوں۔ چنانچہ اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ لیکن وہ خود بھی میرے ہاتھوں خاصا زخمی ہوا ہے۔''۔۔۔۔ ٹائیگر نے بتایا اور سمورائی کا نام سنتے ہی عمران کا پارہ ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔ سمورائی اب اس کے لیے ایک چیلنج بن گیا تھا۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

سمورائی اپنے سلاٹر ہاؤس والے بنگلے پر موجود تھا۔ جابر اور سمورائی کا مقامی ایجنٹ بھی اس کے ساتھ تھے۔ جابر اب مستقل طور پر سمورائی کے ساتھ منسلک ہو چکا تھا۔ سمورائی نے اس کی خدمات سے خوش ہو کر ایک خطیر رقم اسے انعام میں دی تھی۔ سمورائی کے زخم ٹھیک ہو چکے تھے۔ جبکہ جابر نے سمورائی کے کہنے پر عمران کی تصویر کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں مزید معلومات بھی سمورائی کو پیش کر دی تھیں۔ اور اب سمورائی عمران پر فیصلہ کن حملہ کر کے اسے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ لیکن جابر کی معلومات کے مطابق عمران گزشتہ کئی دنوں سے اپنے فلیٹ پر نہیں تھا۔

''میں اس زہر بھرے کیڑے کو جلد از جلد پاؤں تلے کچل دینا چاہتا ہوں۔'' ——— سمورائی نے عمران کے بارے میں ریمارکس پاس کرتے ہوئے انتہائی کڑوے لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں باس۔ لیکن عمران کے بارے میں فی الحال کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ فلیٹ پر تو اس کی جلد واپسی کے کوئی امکانات نہیں۔ کیونکہ وہاں کافی گڑبڑ ہوئی ہے۔'' ——— جابر نے قدرے بے چارگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میں کچھ نہیں جانتا جابر۔ مجھے ہر حال میں عمران چاہیے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تم ایک غیر معمولی سراغ رساں ہو۔ لیکن اتنے دن گزر گئے ہیں اور تم عمران کا کوئی اتہ پتہ نہیں لگا سکے۔'' ——— سمورائی نے تیکھے پن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے باس۔ میں نے پہلے ہی آپ کو بتا دیا تھا کہ وہ انتہائی انوکھے کردار کا مالک ہے۔ آج تک کوئی یہ بھی نہیں سمجھ سکا کہ وہ واقعی بے وقوف احمق ہے یا مافوق الفطرت دماغ رکھنے والا شخص۔ بہر حال میں اس کا سراغ لگانے کی کوشش کروں گا۔ میرے خیال میں وہ یا تو دانش منزل میں ہوگا یا پھر رانا ہاؤس میں۔'' ——— جابر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر دانش منزل کو تباہ کر دیتے ہیں۔ میرے لیے یہ کام مشکل نہیں ہے۔'' ——— سمورائی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے آپ کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ ایسا ناممکن ہے۔ اگر آپ پھر بھی میری بات پر یقین نہیں رکھتے تو میں آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اس میں آپ کا نہ صرف وقت اور توانائی برباد ہوگی بلکہ آپ کی جان بھی جا سکتی ہے۔ دانش

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

منزل کو کوئی سپر پاور بھی تباہ نہیں کر سکتی۔“ ——— جابر نے ایک بار پھر سمورائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر فوراً عمران کا سراغ لگاؤ۔ وہ جہاں بھی ہے میں اسے لمحوں میں اڑا کر رکھ دوں گا۔ اب میں انتظار بالکل نہیں کر سکتا۔ تمہیں صرف اس کا سراغ لگانا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ باقی کام میں خود کروں گا۔“ ——— سمورائی نے سرد لہجے میں کہا۔

”او کے باس۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ جلد از جلد آپ کو یہ خوشخبری سناؤں۔“ ——— جابر نے کہا۔ مگر وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کا سراغ لگانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

”کوشش نہیں۔ مجھے آج شام تک حتمی رپورٹ چاہیے۔“ سمورائی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ چنانچہ جابر اثبات میں سر ہلا کر اپنی کار میں سلاٹر ہاؤس سے نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران کا سراغ لگانا بہت مشکل ہے۔

سمورائی شام تک جابر کی رپورٹ کا منتظر رہا۔ لیکن رات گئے تک اس کی طرف سے کوئی رابطہ نہیں کیا گیا۔ سمورائی نے اس کے سیلولر فون پر رابطہ کیا لیکن وہ بند تھا۔ غصے سے سمورائی کا رواں رواں کانپنے لگا۔ ابھی وہ اپنے اگلے فیصلے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک سلاٹر ہاؤس کے باہر کئی گاڑیوں کے ٹائروں کے چرچرانے کی آوازیں سنائی دیں۔ سمورائی اپنے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کا مقامی ایجنٹ انتہائی گھبراہٹ زدہ حالت میں اس کے پاس آیا۔ اس کے اوسان خطا

ہو رہے تھے۔

”چیف۔ بہت بری خبر ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سلاٹر ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا ہے۔“ ——— مقامی ایجنٹ نے خوف سے لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔ یہ سن کر سمورائی طیش سے سرخ ہو گیا۔ وہ فوراً اٹھا اور سلاٹر ہاؤس کے تہہ خانے سے اسلحہ و بارود کے سٹاک سے بہت سے ٹائم بم نکال لایا۔ اس نے نہایت پھرتی سے یہ ٹائم بم سلاٹر ہاؤس کے مختلف حصوں میں نصب کر دیئے اور ان کا ریموٹ کنٹرول سنبھال کر ایک کمرے میں آیا۔ وہاں اس نے نہایت پھرتی سے اپنا ماسٹر چیمپئن کا مخصوص لباس پہنا اور اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سلاٹر ہاؤس کی چھت پر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ سیکرٹ سروس والوں نے واقعی سلاٹر ہاؤس کو چاروں جانب سے گھیرا ہوا تھا اور وہ مختلف جگہوں پر پوزیشنیں لئے الرٹ تھے۔

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

عمران رانا ہاؤس میں مقیم تھا۔ ٹائیگر ہسپتال سے واپس آ چکا تھا اور عمران اس کی دیکھ بھال کے لیے خود اس کے پاس موجود تھا۔ بلیک زیرو نے اسے رپورٹ دی تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران نے شہر کا چپہ چپہ چھان مارا ہے لیکن سفید رولز رائس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ اب عمران کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ خود حملہ آور کو تلاش کرے۔ وہ کئی دن سے رانا ہاؤس میں ہی ٹائیگر کے ساتھ تھا۔ وہ اب اچھا خاصا تندرست ہو چکا تھا۔ اس دوران عمران کے ذہن میں وہ شخص اٹکا ہوا تھا جسے اس نے سفید رولز رائس میں اپنے فلیٹ والی سڑک سے مرکزی شاہراہ پر مڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس نے پہلے بھی کبھی اس شخص کو کہیں دیکھا ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں عمران کو اس کے بارے میں کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ بہرحال ٹائیگر چونکہ تندرست ہو چکا تھا اس لئے عمران نے اس معاملے کے متعلق تکنیکی انداز میں کھوج لگاتے

کا فیصلہ کر لیا۔

عمران نے انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ سے ایک ماہر آرٹسٹ کو طلب کیا۔ عمران چاہتا تھا کہ وہ اس شخص کا خاکہ تیار کروائے۔ چنانچہ اس نے اس شخص کے تفصیلی خدوخال آرٹسٹ کو بتائے جو اس کے ذہن میں ابھی تک تازہ تھے۔ انوسٹی گیشن کے آرٹسٹ نے اس کے مطابق ایک تفصیلی خاکہ تیار کر کے عمران کے حوالے کر دیا۔ عمران وہ خاکہ لے کر دانش منزل چلا گیا۔ کمپیوٹر روم میں جا کر اس نے خاکے کو سکین کر کے اس کمپیوٹر میں فیڈ کیا جس میں پہلے ہی ہزاروں مشکوک لوگوں کی تصویریں اور کوائف پہلے سے فیڈ تھے۔ عمران خاکے کو ان سے میچ کرنا چاہتا تھا۔

چھ رنگی ہائی گرافک کمپیوٹر اسکرین کے سامنے بیٹھ کر عمران نے کی بورڈ سنبھالا اور کمپیوٹر کو دوسرے کمپیوٹروں کے ساتھ بھی پلگ کر دیا جن میں غیر ملکی مجرموں کے کوائف اور تصاویر وغیرہ فیڈ تھیں۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگیں اور کمپیوٹر کا ٹرمینل تیزی سے متحرک ہو گیا۔ ایک کے بعد ایک ڈیٹا سامنے اسکرین پر نظر آنے لگا۔ بالآخر عمران کو کامیابی حاصل ہوئی۔ ٹرمینل نے ایک تصویر سے اس خاکے کو میچ کر دیا۔ وہ تصویر کے اوپر پوری طرح فٹ ہو گیا تھا اور ٹرمینل نے اسے اوکے کر دیا تھا۔ عمران نے کوائف پر نظر ڈالی تو اس کے دماغ کو جھٹکا لگا۔ اس شخص کا نام جابر تھا اور کچھ عرصہ پہلے وہ انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ میں آفیسر کے عہدے پر فائز تھا۔ رشوت

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

ستانی کے جرم میں اسے معطل کر کے جیل بھیج دیا گیا تھا۔ اب عمران کو فوراً یاد آیا کہ انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ میں دوران تفتیش اس نے جابر کو وہاں دیکھا تھا۔

عمران نے جابر کے کوائف پرنٹر کے ذریعے ایک کاغذ پر پرنٹ کر لیے۔ لیکن اسے یقین نہیں تھا کہ اس کے موجودہ کوائف بھی یہی ہوں۔ کیونکہ وہ کافی پرانے ہو چکے تھے۔ بہرحال ایک سراغ اس کے ہاتھ لگا تھا اور اب اسے اگلا قدم اٹھانا تھا۔ وہ اٹھ کر آپریشن روم میں آ گیا جہاں بلیک زیرو بھی پہلے ہی سے موجود تھا اور شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

''کیوں عمران صاحب۔ کوئی سراغ لگا سمورائی کے بارے میں۔'' اس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میرے خیال میں جلد ہی لگ جائے گا۔''۔۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ فون اٹھا کر انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کے چیف کے نمبر ملانے لگا۔ رابطہ جلد ہی قائم ہو گیا اور دوسری طرف سے کال چیف نے موصول کی۔

''ایکسٹو سپیکنگ۔ مجھے ایک شخص کے بارے میں تازہ ترین معلومات درکار ہیں۔ اس کا نام جابر ہے اور وہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ سے رشوت کے الزام میں نکالا گیا تھا۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ آج کل کہاں رہتا ہے۔''۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

''جی بہتر سر۔ میں تھوڑی دیر میں آپ کو تمام معلومات فراہم کر دوں گا۔''۔۔۔۔ انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کے چیف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے۔ میں آپ کی کال کا انتظار کروں گا۔ گڈ بائی۔''۔۔۔۔ عمران نے مختصراً جواب دیا۔ پھر وہ بلیک زیرو کی طرف متوجہ ہوا۔

''میں رانا ہاؤس جا رہا ہوں۔ جونہی اس کی کال آئے تو مجھے رپورٹ کر دینا۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو اثبات میں سر ہلانے لگا۔ چنانچہ عمران وہاں سے رانا ہاؤس آ گیا جہاں اس کے ساتھ جوزف، جوانا کے علاوہ ٹائیگر بھی مقیم تھا۔ ابھی وہ گاڑی پارک کر رہا تھا کہ اسے واچ ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی کال موصول ہوئی۔

''عمران اسپیکنگ۔ کہو کیا رپورٹ ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ انوسٹی گیشن چیف کی کال موصول ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جابر اپنے پرانے پتے پر نہیں رہتا۔ لیکن انہوں نے اس کا سراغ لگا لیا ہے۔ کیونکہ ڈیپارٹمنٹ کا ایک آفیسر اس کا دوست تھا اور اب بھی اس سے ملتا رہتا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جابر سٹار لائن کمپلیکس کے فلیٹ نمبر 20 میں رہتا ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ میرا خیال ہے اب کام بن جائے گا۔ اوور اینڈ آل۔'' عمران نے پرمسرت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کا رابطہ منقطع کر کے اس

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

نے گاڑی پارک کی اور گاڑی سے باہر نکل آیا۔اس دوران جوزف اور جوانا اس کے پاس پہنچ چکے تھے۔

''تم دونوں سٹار لائن کمپلیکس چلے جاؤ اور فلیٹ نمبر 20 میں جو بھی شخص موجود ہو اسے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ اگر وہ فلیٹ میں موجود نہ ہو تو اس کی واپسی کا انتظار کرو۔ اسے ہر حال میں یہاں لانا ہے۔ سمجھ گئے۔''______عمران نے انہیں ہدایت کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں سر ہلا کر فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے۔ سٹار لائن کمپلیکس کے بیس نمبر فلیٹ کے پاس پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ دروازہ باہر سے مقفل تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اندر کوئی نہیں۔ چنانچہ وہ دونوں باہر آ کر لان میں بیٹھ گئے ۔ چند گھنٹوں بعد ایک کار کمپلیکس کے پارکنگ ایریا میں داخل ہوئی اور اس میں سے ایک شخص باہر نکل کر کمپلیکس میں داخل ہوا۔ وہ بیس نمبر فلیٹ کی طرف ہی جا رہا تھا۔ جوزف اور جوانا اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ وہ فلیٹ کا قفل کھول رہا تھا کہ دونوں اس کے سر پر پہنچ گئے۔

''سنو۔ تمہیں ہمارے ساتھ جانا ہو گا۔ ہم سیکرٹ ایجنسی کے آدمی ہیں اور کچھ ضروری تفتیش کے لئے ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔'' جوزف نے بھاری آواز میں اس سے کہا۔ اس نے گھوم کر حیرت زدہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔ وہ جابر تھا۔

''لیکن تم لوگ کس سلسلے میں مجھے لے جانا چاہتے ہو۔ اور کیا تمہارے پاس مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لیے وارنٹ ہیں۔'' اس

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وارنٹ بھی ہیں۔ یہ لو وصول کرو۔''______جوانا نے اس سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایک گھونسہ اس کے منہ پر جڑ دیا۔ وہ لہرا کر دروازے سے ٹکرایا۔ ادھر جوزف نے اس کی گردن پر کراٹے کا ایک بھرپور وار رسید کیا۔ وہ خرخراتا ہوا زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ جوانا اسے اٹھا کر باہر لے آیا اور جیپ میں پھینک کر وہ رانا ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچتے ہی عمران نے اسے پہچان لیا اور پھر اسے بلیو روم میں پہنچانے کی ہدایت کی اور پھر ان کے پیچھے خود بھی بلیو روم میں چلا آیا۔ ہوش میں آ کر عمران پر نظر پڑتے ہی جابر کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرانے لگے۔

''چند دن پہلے تم میرے فلیٹ والی سڑک سے سفید رولز رائس میں نکل رہے تھے۔ تمہارے ساتھ ایک اور شخص بیٹھا تھا۔ وہ کون تھا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ جابر کوئی جاسوس تو تھا نہیں اور پھر جوانا اور جوزف اور بلیو روم میں ایذا رسانی کے ہتھیار دیکھ کر اس نے فوراً ہی ہار مان لی۔

''میں آپ کو بتاتا ہوں عمران صاحب۔ وہ سمورائی تھا۔ وہ آپ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ وہ مجھے لے کر آپ کے فلیٹ پر گیا تھا۔ لیکن اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''______جابر نے تشدد کے خوف سے سچ اگل دیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ان کے تشدد کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"تمہارا اس سے کوئی تعلق باقی ہے یا نہیں اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ سمورائی اس وقت کہاں ہے۔" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ اپنے خفیہ ٹھکانے سلاٹر ہاؤس میں اپنے مقامی ایجنٹ کے ساتھ موجود ہے۔" ـــــ جابر نے ہراساں لہجے میں عمران کو آگاہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔ سلاٹر ہاؤس کا پتہ بتاؤ۔" ـــــ عمران نے تیکھے لہجے میں کہا۔ جواباً اس نے سلاٹر ہاؤس کا پتہ بتا دیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو ہدایت کی کہ اسے سیل میں بند کر دیں۔ اس کے بعد عمران دانش منزل چلا گیا۔ سمورائی کے خلاف موثر آپریشن کے لیے اس نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو وہاں طلب کر لیا۔ کچھ ہی دیر میں تمام ممبران وہاں جمع ہو چکے تھے۔ عمران نے رات کی تاریکی میں سمورائی پر اٹیک کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

مقررہ وقت پر وہ پوری طرح مسلح ہو کر سلاٹر ہاؤس پہنچ گئے اور اسے گھیرے میں لے لیا۔ اچانک سمورائی اپنے سلاٹر ہاؤس کی چھت پر نمودار ہوا۔ عمران پر نظر پڑتے ہی وہ شدید غیض و غضب کی حالت میں نظر آنے لگا۔ عمران نے میگافون پر اسے الٹی میٹم دیا کہ وہ خود کو سیکرٹ سروس کے حوالے کر دے ورنہ اس کے سلاٹر ہاؤس کو راکٹوں سے اڑا دیا جائے گا۔ یہ سن کر سمورائی غصے سے پاگل ہو گیا۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو عمران۔ میں کبھی تم لوگوں کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالوں گا۔ اگر تم لوگوں نے کوئی غلط قدم اٹھانے کی

کوشش کی تو تم بھی بچ نہ سکو گے۔ میں نے پورے سلاٹر ہاؤس میں ٹائم بم نصب کر دیئے ہیں۔ اور ان کا ریموٹ کنٹرول میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم لوگوں کو یقین نہ آئے تو میں اس کا ایک ثبوت تم لوگوں کے سامنے ابھی پیش کر رہا ہوں۔" ـــــ سمورائی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول پر ایک بٹن پش کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور سلاٹر ہاؤس کا ایک حصہ تنکوں کی طرح اڑ گیا۔ کنکریٹ کے بڑے بڑے ٹکڑے اڑتے ہوئے دور تک پھیل گئے۔ کئی پتھر سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی آ کر ٹکرائے اور ان کی جیپیں بھی ان کی زد میں آ گئیں۔ مجبوراً انہیں کچھ پیچھے ہٹ جانا پڑا۔

"کیوں عمران۔ تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم نے سلاٹر ہاؤس پر راکٹ پھینکے تو یہ پورا علاقہ لمحوں میں ملبے کا ڈھیر بن جائے گا۔ اگر تمہیں مجھ سے مقابلے کا بہت شوق ہے تو اوپر چھت پر چلے آؤ اور مجھ سے دو دو ہاتھ کر لو۔ جو جیتا وہی سکندر۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ تم سے مقابلے میں کوئی آتشیں ہتھیار استعمال نہیں ہو گا۔" سمورائی نے خونی مسکراہٹ چہرے پر پھیلاتے ہوئے عمران کو مقابلے کی دعوت دی۔ چند لمحے سوچنے کے بعد عمران سیکرٹ سروس کے ممبران سے مخاطب ہوا۔

"میں اس سے مقابلہ کروں گا۔ اور درمیان میں کوئی نہیں آئے گا۔ اگر تم لوگ دیکھو کہ سمورائی مجھے ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو پھر

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

"تم جو چاہے فیصلہ کر سکتے ہو۔ میری غیر موجودگی میں جولیا اس آپریشن کی چیف ہوگی۔" ——— عمران نے سنجیدگی سے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ سمورائی کی طرف متوجہ ہوا۔

"دستو سمورائی۔ میں تم سے مقابلے کے لیے آ رہا ہوں۔ اور یہ زندگی اور موت کا مقابلہ ہوگا۔" ——— عمران نے جرأت مندانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنے آتشیں ہتھیار پھینک کر سلاٹر ہاؤس کے گیٹ کی طرف چل پڑا۔ سمورائی کے ہونٹوں پر عجیب مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

عمران گیٹ سے اندر داخل ہو کر اوپر سلاٹر ہاؤس کی وسیع و عریض چھت پر چلا گیا۔ سمورائی اسے دیکھ کر جنونی انداز میں تالیاں بجانے لگا۔

"تم واقعی باکمال شخص ہو عمران۔ میں نے تم جیسا جرأت مند آدمی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم سے مقابلہ کر کے سمورائی کی روح بھی تروتازہ ہو جائے گی۔" ——— سمورائی نے جوش سے مغلوب آواز میں کہا۔ جواب میں عمران خاموش رہا۔ وہ عقابی نظروں سے سمورائی کی حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔ اسے خاموش دیکھ کر سمورائی نے اپنے لباس کے اندر سے اپنا خاص ہتھیار موتو ڈوری برآمد کیا۔ یہ ایک فولادی ڈنڈا تھا جس کے ایک سرے پر کانٹے دار لوہے کا گولہ لگا ہوا تھا۔ سمورائی اس ہتھیار سے عمران کو مار مار کر اس کا کچومر نکال دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ عمران کے سامنے کھڑا تھا۔ پھر اچانک وہ ہوا میں اچھلا اور عمران کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے عقب میں آ گیا۔ وہ عمران کے سر پر افقی انداز میں موتو ڈوری کا وار کرنا چاہتا تھا۔ جونہی

اس نے موتو ڈوری کا وار کیا۔ عمران بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے کمر کے بل پیچھے کو گر گیا اور سیدھا چھت کے فرش پر چت حالت میں آ رہا۔ سمورائی کا وار ہوا میں لہرا کر رہ گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ گڑبڑایا اور اسی لمحے عمران نے چت حالت میں لیٹے لیٹے اپنے دائیں پاؤں کی ایک زوردار کک سمورائی کی ناف سے نیچے ماری۔ کک اتنی موثر تھی کہ سمورائی کی چیخ نکل گئی اور وہ اپنے موتو ڈوری کو پھینک کر دونوں ہاتھ ٹانگوں کے درمیان رکھ کر پیچھے کو گرتا چلا گیا۔

عمران کے لیے یہ ایک سنہری موقع تھا۔ وہ پوری قوت سے اچھلا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ وہ سمورائی کے ہتھیار موتو ڈوری پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اسی لمحے سمورائی جو گھٹنوں کے بل تکلیف کی حالت میں بیٹھا تھا اس نے پھرتی سے ایک سٹار نکال کر عمران پر کھینچ مارا۔ عمران باوجود کوشش کے اس گولی کی رفتار سے آنے والے سٹار سے خود کو نہ بچا پایا۔ وہ عمران کی دائیں ران میں پیوست ہو گیا۔ درد کی شدید لہر عمران کی ٹانگ میں اٹھی۔ لیکن اسے ہر حال میں اپنے حواس قائم رکھنا تھے۔ جتنی تیزی سے سمورائی نے سٹار اس پر پھینکا تھا اتنی ہی تیزی سے عمران نے اسے اپنی ران سے نکال کر اسی کے انداز میں واپس سمورائی پر کھینچ مارا۔ لیکن سمورائی ایک ماسٹر چیمپئن تھا۔ وہ باآسانی خود کو سٹار کی زد میں آنے سے بچا گیا۔ سٹار دور منڈیر سے جا ٹکرایا۔

سمورائی کسی گیند کی مانند اچھلا اور اپنے موتو ڈوری ہتھیار کی طرف گیا اور دوسرے لمحے وہ ہتھیار اس کے ہاتھوں میں تھا۔ عمران اس سے

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

چند قدم دور تھا۔ وہ سمورائی پر کراٹے کے داؤ آزمانا چاہتا تھا لیکن پھرتی میں سمورائی بھی کسی طرح کم نہ تھا۔ وہ پہلے تو اپنا ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر اس حالت میں بیٹھ گیا جیسے اتھلیٹ دوڑ لگانے کے لیے اسٹانس بناتے ہیں۔ دوسرے لمحے وہ چمگادڑ کی طرح ہوا میں اچھلا اور کئی فٹ کی بلندی تک چلا گیا۔ نیچے آتے ہوئے اس کا رخ عین عمران کے اوپر تھا۔ لیکن عمران اس کی طرف سے غافل رہنے والا کب تھا۔ وہ فوراً ایک سمت کو جھکا لیکن جھکتے ہوئے بھی وہ سمورائی کے حصار میں آ گیا اور سمورائی کا موتو ڈوری زوردار طریقے سے اس کے کندھے سے آ ٹکرایا۔ عمران لڑکھڑاتا ہوا دور جا پڑا۔ درد کی ایک تیز ٹیس اس کے کندھے سے اٹھی۔ سمورائی سیدھا اپنے قدموں پر زمین پر آ رہا تھا۔ اس کے خوفناک عزائم سے لگ رہا تھا کہ وہ عمران کا قیمہ بنا کر رکھ دے گا۔ اس نے ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی اور موتو ڈوری کو کسی تلوار کی مانند لہراتا ہوا عمران پر جھپٹا۔ درد کی شدت کے باوجود عمران اس پر عقابی نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کے قریب آتے ہی عمران نے خود کو نیچے گرا لیا اور اپنی ایک ٹانگ اس کی دونوں ٹانگوں میں اڑس دی۔ سمورائی دیوانہ وار بھاگا چلا آ رہا تھا۔ عمران کے اس عمل سے وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور منہ کے بل عمران کے اوپر ہی گرنے والا تھا کہ عمران نہایت پھرتی سے پانسہ پلٹ گیا اور سمورائی منہ کے بل چھت پر آ پڑا۔ اس کی ناک پورے زور سے زمین سے ٹکرا کر پھٹ گئی اور خون کا ایک تیز فوارہ چھوٹ نکلا۔ موتو ڈوری ایک بار پھر اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے لپک کر اس کے موتو ڈوری پر قبضہ کر لیا اور وقت ضائع کیے بغیر کانٹے دار گولہ اس کی کمر پر رسید کر دیا۔ لوہے کے کانٹے سمورائی کی کمر میں گہرائی تک پیوست ہو گئے اور وہ خوفناک انداز میں چیخنے لگا۔ عمران سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ موتو ڈوری کے گولے کو سمورائی کے سر پر دے مارنا چاہتا تھا لیکن سمورائی کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر دور چلا گیا۔ وہ اپنے حواس بحال کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن عمران اس کو سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ جمپ لگا کر سمورائی کی طرف لپکا۔ لیکن سمورائی پھر ہوا میں اچھل گیا اور اڑتا ہوا چھت کے دوسرے سرے پر چلا گیا۔ وہ ایک ماہر فائٹر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران کی بے پناہ پھرتی کے باوجود وہ خود کو اس کی زد سے دور رکھنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ لیکن عمران بھی اس کا پیچھا جاری رکھے تھا۔ وہ برق کے کوندے کی طرح اس کی طرف لپکا لیکن اس اثناء میں سمورائی پھر ایک سٹار اس پر پھینکنے میں کامیاب ہو گیا۔ سٹار عمران کے دائیں بازو میں پیوست ہو گیا۔ اس ہاتھ میں عمران نے موتو ڈوری پکڑ رکھا تھا۔ سٹار کے بازو میں گھستے ہی عمران درد سے کراہا۔ موتو ڈوری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔ عمران سٹار کو اپنے بازو سے نکالنے لگا۔

عمران کی اسی غفلت سے فائدہ اٹھا کر سمورائی نے اپنا ایک اور ہتھیار کاما نکال لیا۔ یہ ایک چھوٹی کلہاڑی کی شکل کا ہتھیار تھا۔ اس کا خم دار بلیڈ بے حد نوکیلا اور خوفناک تھا اور اس کی نوک پر سریع الاثر زہر لگا ہوا تھا۔ جونہی یہ کسی انسان کے جسم میں پیوست ہوتا تھا۔ اس کی

ندیم

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem

www.booklethouse.com

موت فوراً واقع ہو جاتی تھی۔ اس کے تیز دھار بلیڈ کے پیچھے لکڑی کا دستہ لگا ہوا تھا جسے پکڑ کر اسے حریف پر پھینکا جاتا ہے۔ عمران دیکھ چکا تھا کہ سمورائی اس نئے ہتھیار سے اس پر حملہ کرنے والا ہے۔ اس نے سٹار کو اپنے بازو سے نکالنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور سمورائی کے نئے وار سے نمٹنے کے لیے اس پر حملہ آور ہونے کی تیاری کرنے لگا۔

سمورائی دور ہی سے اس پر کاما کھینچ مارنا چاہتا تھا۔ عمران نے دانستہ اسے اس کا موقع دیا۔ جونہی سمورائی نے اس پر کاما پھینکا تو عمران برق رفتاری سے اس سے دور ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے وقت ضائع کئے بغیر دو الٹی قلابازیاں لگائیں اور عین سمورائی کے سامنے آ گیا۔ اگلے لمحے اس کی گھومتی ہوئی زوردار راؤنڈ کک سمورائی کی پسلیوں پر پڑی۔ سمورائی کی پسلیاں اس طوفانی کک سے ٹوٹ گئیں اور وہ ہولناک انداز میں چیخنے لگا۔ عمران پر اب وحشت طاری ہو چکی تھی۔ اس نے درد سے بلبلاتے ہوئے سمورائی کا بازو دبوچ لیا اور مخصوص انداز میں ایسا جھٹکا دیا کہ بازو کندھے سے نکل کر جھولنے لگا۔ سمورائی کی دلخراش چیخوں میں اضافہ ہو گیا۔ وہ کافی حد تک مفلوج ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کا وہ مفلوج شدہ بازو چھوڑ کر دوسرا بازو قابو کر لیا اور ایک ہی جھٹکے میں اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ سمورائی اب تکلیف کی شدت سے گلا پھاڑ کر چیخ رہا تھا۔ اس کے ناکارہ بازو اس کے کندھوں پر یوں جھول رہے تھے جیسے مرجھائی ہوئی مردہ شاخیں درخت سے لٹک رہی ہوں۔ اب اس میں مقابلے کی سکت باقی نہیں

رہی تھی اور اس نے فرار ہونے کا ارادہ کر لیا۔

عمران کی گرفت سے خود کو آزاد کروانے کے لیے سمورائی نے اپنا دایاں گھٹنا عمران کے پیٹ میں پوری قوت سے دے مارا۔ یہ ضرب کاری تھی اور عمران سمورائی کو چھوڑ کر چند قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ سمورائی کے لیے یہ سنہری موقع تھا۔ وہ اپنے جوتوں کے خاص اسپرنگوں کی مدد سے ہوا میں بیس فٹ کی بلندی تک اچھل گیا۔ وہ اڑتی ہوئی حالت میں سلاٹر ہاؤس سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ اور عمران اس کا ارادہ بھانپ گیا۔ اس کے قریب ہی سمورائی کا کاما پڑا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر اسے اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے اسے اوپر ہوا میں تیرتے سمورائی پر دے مارا۔ کاما کا تیز دھار کلہاڑی نما بلیڈ ہوا ہی میں سیدھا سمورائی کے سینے میں جا گھسا اور سمورائی کے منہ سے تیز چیخ نکلی اور پھر وہ ہولناک انداز میں چیختا ہوا واپس سلاٹر ہاؤس کی چھت پر آ گرا۔ موت اسے اپنے آہنی شکنجوں میں دبوچ چکی تھی۔ سمورائی اپنے ہی لائے ہوئے زہریلے ہتھیار سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔

عمران طویل سانس لیتا ہوا اس کے قریب ہی گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ زخموں سے اس کا جسم بری طرح متاثر ہو چکا تھا۔ چند ہی لمحوں بعد سیکرٹ سروس کے ممبران اوپر آ گئے۔ انہوں نے سمورائی کی لاش کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور سہارا دے کر عمران کو نیچے لے گئے۔

ختم شد

ندیم
Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com

عمران سیریز میں انتہائی منفرد شاہکار ناول

گنجے فرشتے

مصنف
شاہد محمود

مکمل ناول

فرشتے ۔ نورانی مخلوق ہیں۔ وہ نہ تو گنجے ہوتے ہیں اور نہ ہی بالوں والے۔ مگر وہ اکیسویں صدی کے نہایت انوکھے گنجے فرشتے تھے۔ جو طوفان بلاخیز کی طرح پاکیشیا میں نمودار ہوئے اور انہوں نے شیطان کو بھی چاروں شانے چت کر دیا۔ آخر ان کا اصل مشن کیا تھا؟

اینجل ون ۔ انسانی رگوں سے خون کی آخری بوند تک چوس لینے والا ایک تعفن زدہ غلیظ کیڑا۔ وہ انسانی جسم کو دیمک کی مانند چاٹ کر کھوکھلا کر دینے کی کریہہ صلاحیتوں کا مالک تھا۔ اس کی اصل حقیقت کیا تھی؟

خاموش چیخ ۔ وہ اچانک نیند سے بیدار ہوا تو ہسپتال کے بیڈ پر نہیں بلکہ کسی نامعلوم مقام پر تھا۔ اور اس کے جسم کے اعضاء پراسرار طور پر غائب تھے۔ اس کی چیخنے، چلانے اور فریاد کرنے کی قوت بھی زائل ہو چکی تھی۔ کیوں اور کیسے؟

شاجلہ اسٹیٹ۔ دنیا کا ایک بے انتہا دولت مند ترین ملک۔ جس کے ارب پتی باشندے، زندگی خریدنے کے لیے اربوں ڈالرز کے انبار ایک شیطان کی جھولی میں پھینک رہے تھے۔ مگر زندگی تو ناپید تھی۔ پھر وہ ایسا کیوں کر رہے تھے؟

گنجے فرشتے ۔ جن کا وجود شیطانی مٹی کے ناپید خمیر سے اٹھا تھا۔ شیطانی معبد کے وہ پجاری عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تباہ کن یلغار سے پاکیشیا سے حرف غلط کی طرح مٹتے چلے گئے۔ مگر ان کا سلگتا ہوا خمیر یہیں پر پنپ رہا تھا۔

اس نے عمران سے زندگی کی بھیک مانگی اور عمران نے اسے زندگی بخش دی۔ مگر؟ موت کا فرشتہ تو پیچھے کھڑا تھا۔ پراسراریت کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ایک حساس ترین موضوع پر چونکا دینے والی کہانی۔ تحیر خیز ڈرامائی سچوئشنز کے نئے موڑ۔ اعصاب شکن سسپنس، پل پل رخ بدلتے حیرتناک واقعات، شیطانی قوتوں اور سیکرٹ سروس کی خیر و شر پر مبنی لرزہ دینے والی کشمکش۔ دشمن کے خلاف عمران کی بے پناہ اور انتہائی جان لیوا جدوجہد۔ تیز رفتار ایکشن، مسلسل خونریز ٹکراؤ، جان توڑ فائٹنگ سیکوئنسز کی بھرمار۔ اسرار اور سراغ رسانی کے نئے تجربے

جاسوسی ادب میں ایسے انوکھے اور حساس
موضوع پر پہلے کبھی کچھ نہیں لکھا گیا۔

شائع ہو گیا ہے۔ آج ہی اپنے قریبی بک سٹال
یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیں۔

یوسف برادرز
المحمد مارکیٹ
غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار
لاہور

Scanned And Uploaded By Muhammad Nadeem
www.booklethouse.com